ALLAM IQBAL OPEN UNIVERSITY

Islamic Studies
اسلامیات اختیاری

B.A Examination

حل شدہ پرچے

بہار 2007ء - بہار 2003ء

D e p a r t m e n t o f I s i a m i c S t u d i e s

بہار 2007ء

کورس کوڈ: 437

سوال نمبرا۔ مختصر جوابات تحریر کریں۔

1۔ وفد نجران کب مدینہ آیا اور یہ کون لوگ تھے؟

ج۔ وفد نجران 10 ھجری کو مدینہ آیا۔ یہ عیسائی لوگ تھے جو آنحضرتؐ سے بات چیت اور مناظرہ کرنے کے لیے مدینہ پہنچے۔

2۔ اتباع اور اطاعت میں کیا فرق ہے؟

ج۔ اطاعت یہ ہے کہ آپؐ کے ہر حکم پر عمل کیا جائے اور کوئی خلاف ورزی نہ کی جائے اتباع یہ ہے کہ آپؐ کی اطاعت دل و جان سے کی جائے۔

3۔ غیبت اور بہتان کی تعریف کریں؟

ج۔ آدمی کسی کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہے جو اسے معلوم ہو تو اسکو ناگوار گزرے غیبت کہلاتی ہے۔ اور کسی پر ایسا الزام لگائے جو اس نے نہ کیا ہو تو وہ بہتان کہلائے گا۔

4۔ عملی منافق کسے کہتے ہیں؟

ج۔ جو زبان سے تو مومن ہونے کا اقرار کرے لیکن اسکا عمل اسکے برعکس ہو۔

5۔ بخل کی تعریف کریں؟

ج۔ ایسا آدمی جو اپنی اور بچوں کی ضروریات پر اپنی حیثیت کے مطابق خرچ نہ کرے دوسرے یہ کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ نہ کرے۔

6۔ اسفار اور غلس کا مفہوم تحریر کریں؟

ج۔ **فجر کی نماز روشنی میں پڑھنے کو اسفار اور اندھیرے میں پڑھنے کو غلس کہتے ہیں۔**

7۔ نجاست حقیقی اور نجاست حکمی سے کیا مراد ہے؟

ج۔ نجاست حقیقی سے مراد وہ نجاست ہے جو نظر آئے مثلاً پیشاب، خون وغیرہ اور نجاست حکمی سے مراد وہ نجاست ہے جو نظر آئے اسے حدث بھی کہتے ہیں۔

8۔ حضرت امیر معاویہ کب ایمان لائے؟

ج۔ حضرت امیر معاویہ فتح مکہ کے وقت ایمان لائے۔

9۔ جزیہ اور خراج سے کیا مراد ہے؟

ج۔ جزیہ وہ ٹیکس ہے جو اپنی غیر مسلم رعایہ سے حکومت فوجی خدمات سے مستثنٰی کرنے اور ان کی جان و مال کی عزت کی حفاظت کے لیئے

www.pakeducationzone.com

لیتی ہے۔خراج سے مراد مفتوحہ علاقوں کے مالکان زمین سے ان کی زمیوں کی پیداوار پر وصول کیا جانے والا۔

10۔ ابن سینا کی کوئی سی دو کتابوں کے نام لکھیں؟

ج۔ القانون فی الطب اور ذخیرہ خوارزم شاہی اسکی دو مشہور کتابیں ہیں۔

حصہ اول (القرآن)

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

(الف)۔ قل اطیعو اللہ و الرسول فان تو لو فان اللہ لا یحد الکفرین۔

جواب کے لیے (دیکھئے سوال 2 جزو (ب) خزاں 2004ء)

(ب)۔ ولا تھنو ولا تحزنو وانتم الا علون ان کنتم موء منین۔

ترجمہ۔ اور تم ہمت نہ ہارو اور آزردہ نہ ہو تم ہی غالب رہو گے اگر تم (سچے) مومن رہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں جنگ "احد" کی طرف اشارہ ہے۔اس جنگ میں مسلمانوں کا بھاری نقصان ہوا اس سے پہلے جیسے جنگ بدر میں کافروں کا ہوا تھا۔

جنگ احد کے سلسلے میں مشورے کے وقت بعض جوشیلے نوجوانوں کے نبیؐ سے مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے پر اصرار کیا تھا تا ہم موت سے ڈرنے والے نہیں بلکہ اس سے کھلنے والے ہیں۔

"غزوہ احد" کے نقصانات میں اللہ کی کچھ حکمتیں تھیں۔معیاری سچے مسلمانوں کو پرکھ کر کمزور مسلمانوں کے اندر کی پیروی کا شوق پیدا کرنا مقصود تھا۔زخم کھانے کے بعد مایوس شکستہ ہونا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔

پامردی، ثابت قدمی اور جان لڑانے اور اللہ کے ہاں کوئی مرتبہ ملنا دشوار ہے۔ ہمت ہارنے اور شکستہ دل ہونے کی بجائے مومن کو تو ہمیشہ اپنے غلبہ کا یقین ہونا چاہئے اور اس غلبے کے سچے ایمان کے ساتھ مشروط ہونا ہر وقت ذہن میں رہنا چاہیے۔

زمانے کے نشیب وفراز یا گردش ایام میں بندے کی آزمائش ہے۔اسکے پیچھے اللہ کی قدرت کار فرما ہوتی ہے۔اس سے بندہ مومن مزید نکھرتا ہے۔

تندی بد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیئے

جنت کا داخلہ جہاد اور ثابت قدمی وصبر کے ساتھ مشروط ہے۔

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

(۱)۔ **دین اسلام**:۔

جواب کے لیے (دیکھئے سوال 3 جزو (i) خزاں 2004ء)

(۲)۔ **حضرت عیسیٰ کی ولادت معجزات اور تعلیمات**:۔ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے برگزیدہ رسول اور انبیائے بنی اسرائیل مین آخری نبی ہیں۔

www.pakeducationzone.com

آنحضرتؐ کے معاصر یہودی اور عیسائی یہودی یا مسیحی یہودی اور مسیحی دین اسلام کو معیار صداقت قرار دینے کی بجائے حضرت عیسیٰ کے بارے میں پوچھنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

ولادت:۔حضرت عیسیٰ کنواری مریم سے بغیر آسانی مس کے محض اللہ کی قدرت اور اسکے حکم سے پیدا ہوئے۔ان کی والدہ مریم پاک باز خاتون تھیں۔اور راست کی ابیت یا الوہیت کا ثبوت نہیں بلکہ ان کی اور ساری کائنات کے پروردگار کی قدرتوں کی ایک نشان تھا۔

معجزات:۔حضرت عیسیٰ کی ہاتھوں بہت سے معجزات ہوئے کیونکہ عوام ہمیشہ دلائل اور عقلیات کی بجائے فارق عبادات سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔اور یہود تو اپنی عجوبہ پسندی میں خصوصیت سے بڑھے ہوئے تھے یہ معجزات اللہ کے حکم سے ہوتے تھے۔اور حضرت عیسیٰ کی صداقت کی دلیل تھے۔

تعلیمات:۔حضرت عیسیٰ لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے تھے اور یہودیوں کی اعمال بدترک کرنے کا حکم دیتے تھے۔آپؑ اپنی والدہ کے فرمابردار تھے۔آپؑ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔اور اپنے سے پہلے انبیاء اوران کی تعلیم کے مصدق تھے۔لہٰذا یہودیوں کے پاس آپ کو جھٹلانے کی کوئی دلیل نہ تھی۔

ج۔**عقیدہ توحید اور صفات باری تعالیٰ**:۔اسلام نے توحید کا ایک ایسا تصور دیا ہے جو کامل اور جامع ہے بھی جو اور آسان ء سے ہر خاص و عام کی سمجھ میں آنے والا بھی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (البقرہ ۱۶۳) ”اور تمہارا خدا ایک ہے اس رحمٰن اور رحیم کے سوا کوئی خدا نہیں ہے“

قرآن حکیم میں بار بار اس حقیقت کو دہرایا گیا ہے کہ خدا تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ ہے۔ذات الٰہیہ زمان، مکان، جنت، جسم تغیر، تاثر و انتقال سے مکمل طور پر پاک ہے وہ واجب الوجود ہے۔یعنی ایسا ایک وجود جو یہ ہر حال تھا۔اور رہے گا۔وہ قائم بالذیت ہے۔اللہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔

”ھو الاول و الآخر و الظاھر و الباطن“

”وہی اول اے وہی آخر ہے وہی ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی“

اسلام نے صفات الٰہیہ کا جو تصور دیا ہے وہ جلال و اکرام والی ذات الٰہیہ کے شایان شان ہے جیسے ذات الٰہیہ بے مثال ہے ویسے ہی صفات الٰہیہ بھی بے مثال ہیں۔اللہ تعالیٰ نی کسی صفت کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔وہ کائنات کا سنبھالنے والا ہے ہر شے اس کی محتاج ہے۔زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

وہ اللہ ہی ہے جو رحم مادر میں مختلف شکلیں اپنی مرضی سے جیسی چاہے بنا دیتا ہے۔یہ تخلیقی عمل محض ماسہ کے خواص کا کام بھی نہیں بلکہ یہ سب کچھ اس خدا کی قدرت ہے اور حکمت ہے جس کے مطابق جو عمل ہوتا ہے جو کائنات کہ ہر ہر شے کی جزئیات تک سے آگاہ ہے۔اسکی قدرت کی خاطر اسکے علم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ترجمہ:۔ ”اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے“

www.pakeducationzone.com

اللہ باری تعالٰی کائنات کا خالق ہے۔اور ساری کائنات اسکی مخلوق ہے۔پوری کائنات میں اسی کا حکم چلتا ہے۔اور اسکے احکام حاصل نازل ہوتے رہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالٰی ہے کہ:

ترجمہ:۔''وہ آسمان سے زمین تک کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے:''

حصہ دوم (الحدیث)

سوال نمبر ۴۔درج ذیل کا ترجمہ کریں؟

(ا)۔ عن انسؓ قال قال رسول اللہ از ا سلم علیکم اھل الکتاب فقولو اوعلیکم۔

جواب کے لیے (دیکھئے سوال 4 جزو (ب) بہار 2004ء)

(۲)۔ ان العرف بروان ا لبر بعدی الی الجنتہ وان الکذب فجورو ان لفجور بعدی لی النار۔

ترجمہ:۔ بے شک سچائی نیکی ہے اور بے شک بیک جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔اور یقیناً جھوٹ اور گناہ ہے اور جھوٹ ہمیشہ جہنم کی آگ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔

تشریح:۔ حضورؐ نے مومنوں کو ہمیشہ سچ اختیار کرنے اور جھوٹ سے اجتناب کرے کی ہدایت کی ہے کیونکہ سچ حصول جنت کا ذریعہ ہے۔جب آدمی ہر چھوٹی یا بڑی بات میں صدق مقال کو اپنی عادت ثانیہ بنالیتا ہے اور اسکے لیے خلوص نیت سے کوشش بھی کرتا ہے۔تو اللہ کے ہاں مقام صدیقیت کو پالیتا ہے۔کو پالیتا ہے۔سچائی، برائی کو مٹاتی ہے۔انسان کو حسن عمل کے زیور سے آراستہ کرتی ہے۔اور کامیابی و کامرانی کو اسکا مقدر بناتی ہے۔

نبیؐ نے فرمایا:

'' صداقت کو اپنا مقصود بناؤ چاہے تمہیں اس میں پانی ہلاکت ہی کیوں نہ نظر آئے۔یقیناً اسی میں نجات ہے''۔

ایک حدیث میں ہے:

''العدق ینحی و الکزب یھلك'' ''سچ نجات دلاتا ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے''۔

صدق کے مقابلے میں کزب ہے جھوٹ ایک ایسی بیماری ہے جسکی کوکھ سے کئی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔جب ایک آدمی جھوٹ اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیتا ہے۔تو عنداللہ اسے کذاب کہا گیا ہے۔کذب بیانی کسی حال میں بھی جائز نہیں۔

ایک حدیث میں ہے:

ترجمہ:۔ جس وقت بندہ جھوٹ بولتا ہے تو حفاظت کرنے والے فرشتے اسکی جھوٹ وے میل بھر دور چلے جاتے ہیں۔

س۔''ان من احبکم الی احسنکم اخلاقاً''

ترجمہ:۔ ''بے شک تم میں سے جو شخص تجھ سب سے زیادہ پیارا ہے جو اخلاق کے لحاظ سے تم میں سے اچھا ہے''

تشریح:۔ اسلام میں اخلاق حسنہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تکمیل ایمان اخلاف کے بغیر نا مکمل ہے رسالت مآبؐ

www.pakeducationzone.com

نے فرمایا۔ "اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا" "مسلمانوں میں کامل ایمان اسکا ہے جسکا اخلاق سب سے اچھا ہے"

حسن و اخلاق مومن کا زیور ہے۔اسلام نے اسکے حسن و جمال کی تزئین کی بڑی تاکید کی ہے یہ عطیہ الٰہی ہے۔ایمان کے درخت کا پھل ہے۔قیامت کے دن کی ترازو کا بوجھ ہے۔**ایک حدیث میں ہے کہ:** "مامن شیئ یوضع فی اعیزان اثقل من حسن الخالق"

"قیامت کے دن ترازو میں حسن خلق سے زیادہ زنی کوئی چیز نہ ہوگی۔

ایک جگہ حضور ﷺ نے فرمایا: ایمان کے کامل وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

حضرت حارثہ بن ثابت کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا بدخو، بدخلق اور سخت کو آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

حسن الاخلاق کے بارے میں اسلام کی تعلیمات بڑی مفصل مکمل اور واضح ہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کی بعثت کا مقصد ہی یہ بیان فرمایا ہے کہ:

"وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خوانہیں جس سے اٹھایا جوانہیں اسکی آیات سناتا ہے۔ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے"۔

سوال نمبر ۵۔درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

(ا)۔سفقتہ الرحمتہ:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 5 جزو (۲) بہار 2005ء)

(۲)۔الغضب والکبر:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 5 جزو (۳) بہار 2005ء)

(۳)۔الرو العلتہ ء:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 5 جزو (ii) بہار 2004ء)

حصہ سوم (الفقہ)

سوال نمبر ۶۔شرائط نماز پر تفصیلی نوٹ لکھیں؟ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 6 خزاں 2005ء)

سوال نمبر ۷۔درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

(ا)۔سجدہ سہو:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 7 جزو (ii) خزاں 2004ء)

(۲)۔صلوٰۃ الکسوف:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 7 جزو (۳) خزاں 2005ء)

(۳)۔صلوٰۃ المریض:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 7 جزو (iii) خزاں 2004ء)

حصہ چہارم (تاریخ اسلام)

سوال نمبر ۸۔درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

(الف)۔حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ان کی اصلاحات:۔

جواب کے لیے (دیکھیے سوال 8 خزاں 2003ء)

(ب)۔اندلس میں مسلمانوں کی علمی و ادبی خدمات:۔ سپین میں اسلامی حکومت کی بنیاد ۷۱۱ء تک رہی لیکن سپین میں علمی ترقی مشرق کی

www.pakeducationzone.com

نسبت دیر سے ہوئی اسکی بڑی وجہ وہاں کے مقامی حالات تھے۔اسلامی عہد میں سپین میں تعلیم عام ہوگئی۔تعلیم کی مختلف درجات تھے۔ پرائمری سطح پر قرآن حکیم،عربی زبان کے منتخب ادرارے ،خطوط نویسی ،انشاء پردازی اور عربی گرامر کی تعلیم دی جاتی تھی۔سپین کی ہر بڑی بستی میں کئی مدارس قائم کیے جن میں مفت تعلیم کا انتظام تھا۔قرطبہ،اشبیلیہ، ملائمہ،سقسط، جیان میں اعلیٰ تعلیم کی یونیورسٹیاں تھیں۔ جہاں بالعموم بلا معاوضہ تعلیم دی جاتی تھی۔اکثر اساتذہ کو حکومت کی طرف سے مشاہرے ملتے تھے۔اور نادار طلبہ کی ضروریات کی حکومت کفایت بھی کرتی تھی۔ان کو نیورسٹیوں میں حدیث،تفسیر ادبیات،تاریخ اور سائنس کے علوم پڑھائے جاتے تھے۔

حکم ثانی کے عہد میں جامعہ قرطبہ کو جو عبدالرحمٰن ثالث کی بنائی ہوء مسجد میں قائم کی گی تھی۔ دنیا کی تعلیمی اداروں میں نمایاں مقام حاصل ہوگیا تھا۔یہ جامعہ قاہرہ کی جامعہ اور بغداد کی جامعہ نظامیہ دونوں سے شہرت میں سبقت لے گئی تھی۔

جامعہ قرطبہ ابو بکر بن القوطیہ، ابع علی القال اور ابو ابراہیم القفیہ جیسے علماء درس دیا کرتے تھے۔حکم ثانی علماء کی کانفرنسیں منعقد کراتا تھا۔اور خود ان کی صداقت کرتا تھا۔

سپین کے زمام اقتدار جب الموحدون کے ہاتھ آئی تو علمی وفکری میدانوں میں پھر سے ترقی کی رفتار تیز ہوگئی۔

اس دور میں صرف قرطبہ میں آٹھ سو تعلیمی ادارے تھے۔جن میں ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کا انتظام تھا۔ان درسگاہوں میں دس ہزار سے زائد طلبہ علوم اسلامیہ،ادبیات اور سائنس کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔اس دور میں ابن ابار،ابن جبیر،بطوجی،نتوزہر،ابن بطار،ابن طفیل، ابن رشد اور ابن العربی جیسے علماء ہوگزرے ہیں۔

سپین کے آخری دور میں بنونصر کی ساتویں حکمران یوسف ابو الحاج (۱۳۳۳ء ۔۱۳۵۴ء) نے غرناطہ یونیورسٹی کی بنیاد رکھی۔ انسان الدین ابن الخطیب اسی فرمانروا کا وزیر تھا۔ایک سو بیس ایسے عالم،ادیب،مورخ،محدث اور سائنسدان تھے۔جن کے طفیل غرناطہ کی یونیورسٹی اپنے زمانے میں بے عدیل مانی جاتی تھی۔اس کے علاوہ غرناطہ میں سرعام کتب خانے،سترہ کالج اور دو سو ابتدائی مدراس تھے۔

www.pakeducationzone.com

MASTER

SOLVED PAPER

خزاں 2007ء

کورس کوڈ: 437

سوال نمبر۱۔ مختصر جوابات تحریر کریں۔

1۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے کیا مراد ہے؟

ج۔ امر بالمعروف نیکی کے کاموں کا حکم دینا اور نہی عن المنکر بدی یا بدی کے کاموں یا خلاف شرع کاموں سے روکنا ہے۔

2۔ وفد بحران کتنے آدمیوں پر مشتمل تھا؟

ج۔ وفد بحران 60 آدمیوں پر مشتمل تھا۔

3۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کے کتنے دمی شہید ہوئے؟

ج۔ جنگ احد میں مسلمانوں کے 70 آدمی شہید ہوئے

4۔ مشکوٰۃ المصابح کے معنی کیا ہیں؟

ج۔ مشکوٰۃ المصابح کے معنی چراغوں میں طاق کے ہیں۔

5۔ نماز استقاء سے کیا مراد ہے؟

ج۔ نماز استقاء سے مراد وہ نماز ہے جو خشک سالی کے ایام میں بارش کرنے کے لیئے پڑھی جاتی ہے

6۔ تحسس اور تجسس میں کیا فرق ہے؟

ج۔ تحسس چوری چھپے کسی کی باتیں سننا اور تجسس دوسروں کی عیب تلاش کرنا اور معاملات و حالات کی ٹوہ لگانا۔

7۔ تو ابین سے کون لوگ مراد ہیں؟

ج۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے امام حسینؓ کو کوفے بلا کر مدد نہیں کی تھی۔ اور اپنے کیے پر شرمسار اور قاتلین امام سے بدلہ لینا چاہتے تھے۔

8۔ صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ صحاح ستہ سے مراد احادیث کی چھ مستند کتابیں ہیں۔

9۔ کتاب الخراج کس کی تصنیف ہے؟

ج۔ ابو حنیفہ کے ممتاز شاگرد ابو یوسف نے کتاب الخراج لکھی۔

10- رصدگاہ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ رصدگاہ سے مراد ستاروں کی گردش دیکھنے کی جگہ ہے۔

سوال نمبر۲۔ وفات مسیح کے بارے میں یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے نظریات پر تفصیلی نوٹ لکھیں؟

www.pakeducationzone.com

وفات مسیح کے بارے میں یہودیوں کے نظریات:۔ یہودی یعنی وفات مسیح کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم نے شریعت موسوی کے مطابق مسیح کو سنگسار بھی کیا اور سولی پر بھی لٹکوا دیا۔یہودی مسیحوں کو بھی یہ ہی کہتے تھے۔کہ ہم نے پہلے مسیح کو سنگسار بھی کیا اور سولی پر بھی لٹکوا دیا تھا۔قرآن مجید نے سرے سے ہی یہود کی اس زعم کی تردید کردی کہ حضرت مسیح تو سرے سلب پر چڑھائے ہی نہیں گئی۔اس سے نہ صرف وفات مسیح کے دراصل مسیح عقیدے کی تردید ہوتی ہے بلکہ یہ خیال بھی غلط ثابت ہوجاتا ہے کہ مسیح سولی پر چڑھائے گئے۔مگر سولی کا یہ عذاب سہنے اور دکھ سہنے اور دکھ کے بعد بھی اتفاقاً مرنے سے بچ گئے۔اور پھر بعد میں کہیں اپنی طبعی موت مرے۔

وفات مسیح کے بارے میں عیسائیوں کے نظریات:۔ مسیحی حضرت مسیح کا سنگسار ہونا نہیں مانتے تھے۔اور اس میں وہ یقیناً سچے بھی تھے۔ مگر ان کی اکثریت حضرت مسیح کے مرنے مانتی تھی۔وہ بھی تین دن کے بعد ان کے زندہ ہو کر آسمان پر چلے جانے کا قائل تھے۔دراصل حضرت مسیح کی موت تسلیم کئے بغیر کفارہ مسیح کے عقیدے کی بنیاد ہی نہیں بنتی تھی۔اس لئے کم از کم تین دن کے بعد مرنا تسلیم کیا گیا اور ان کے بعد رفع کو بعد کا واقع بنایا گیا۔

وفات مسیح کے بارے میں مسلمانوں کے نظریات:۔

مسلمانوں کے نظریات مسیح کے بارے میں قرآن کی رہنمائی سے واضح ہوئے ہیں۔

قرآن میں یوں الفاظ ہیں۔ ”رافعك الی“ (آل عمران)(۵۵)

اور بل رفعه الله الیه (النساء)(۱۵۵) **”بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔“**

جو مسیح کے زندہ اٹھا لیے جانے کا واضح مفہوم رکھتے ہیں حضرت مسیح کے زندہ ہونے کی تشریح قرآن میں نہیں ہے۔اور ساتھ ہی تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی بکثرت احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب وہ زمین پر آئیں گے۔اس سے ان کی ابھی تک زندہ موجود ہونے پر دلیل ملتی ہے۔اور قرآن کی بعض آیات سے اسکی تائید بھی ہوتی ہے۔

قرآن کریم نے عقیدہ الوہیت مسیح کو تو مرتح الفاظ میں کفر قرار دیا۔مگر اس عقیدے کے اسباب کی بھی اسی طرح صاف لفظوں میں جڑ نہ کاٹ دی بلکہ ان کو توثیق کی

قران کریم میں ہے کہ:۔ ((ولقد کفر الزین قالوان اللہ ھو المسیح ابن مریمؑ)) ”یقیناً کافر ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہی تو ہے“۔

ایک اور مقام پر قران مجید میں ہے کہ:((ولقد کفر الزین قالو ان اللہ ثالث ثلاثتہ)) ”یقیناً کافر ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے کہا خدا تین میں سے تیرا ہے“۔

سوال نمبر ۳۔درج ذیل آیات کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

(الف)۔ ان اول بیت وضع للناس الزی ببکته میر کا وھد للعلمین

جواب کے لیے (دیکھئے سوال 2 جزو(ب) خزاں 2004ء)

www.pakeducationzone.com

(ب)۔ لا یتخز المومنون الکا فرین اولیاء وکن دون المومنین

ترجمہ:۔ وہ ہرگز نہ بنائیں اہل ایمان کافروں کو ہمدرد و ہمساز مومنوں کے ہوتے ہوئے۔

تشریح:۔کافروں کے ساتھ مسلمانوں کی دوستی رکھنا ممنوع ہے جو مسلمانوں کے خلاف دشمنی کے عملی مظاہرے کرتے رہے ہیں۔

سوال نمبر۴۔باب اسلام کی روشنی میں سالم کی اہمیت اور آداب بیان کریں؟

۱۔ **سلام کی اہمیت**:۔

جواب کے لیے (دیکھئے سوال 5 جزو (i) بہار 2003ء)

۲۔ **سلام کی آداب**۔

۱۔ چھوٹا بڑے کو سلام کہے کیونکہ بڑوں کا احترام ضروری ہے۔

۲۔ گزرنے والا شخص بیٹھے ہوئے کو سلام کہے کیوں کہ گزرنے والا شخص دور سے چل کر آتا ہے اور باہر سے آنے والا فرد سلام کہنے کا حق دار زیادہ ہوتا ہے۔

۳۔ کم تعداد کے لوگ بڑی تعداد کے لوگوں کو سلام کریں۔تعظیم وتکریم کا تقاضا یہ ہے۔

امام نوویؒ نے ان اعمال کو مستحب قرار دیا ہے یعنی اگر کوئی فرد ان آداب کی خلاف ورزی کرے مثلاً بڑا چھوٹے کو یا پیدل چلنے والا سوار کو سلام کہے تو وہ گناہ گار نہ ہوگا۔بلکہ البتہ ایک افضل عمل کا تارک ہوگا۔

سوال نمبر ۵۔مندرجہ ذیل احادیث کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

(ا) لا یرحم اللہ منلا یرحم الناس **جواب کے لیے** (دیکھئے سوال 4 جزو (ب) خزاں 2003ء)

(۲) لا یلدڠ المومن من محرو امر مرتین **جواب کے لیے** (دیکھئے سوال 4 جزو (ب) خزاں 2004ء)

سوال نمبر ۵۔مسافر کی نماز سے متعلق احکام ومسائل وضاحت سے بیان کریں؟

ج۔**مسافر کی نماز سے متعلق احکام ومسائل**:۔ دین اسلام میں مریض کی طرح مسافر کے لیے بھی شرعی احکام میں سہولت اور آسانی رکھی گئی ہے مثلاً نماز میں قصر یعنی مسافر سار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھے گا۔نماز قصر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''واذا مزبتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا ص الصلوٰۃ''

''اور جب تم زمین میں نکلو سفر کے لیئے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔کہ تم نماز میں قصر کرو''۔

نماز قصر کے بارے میں ارشاد نبویؐ ہے کہ:

''یہ ایک صدقہ ہے جو خدا نے تم پر کیا ہے۔پس تم اسکا صدقہ قبول کرو(بخاری ومسلم)

احکام ومسائل:۔

۱۔ وہ سفر جس کی بناء پر احکام بدل جاتے ہیں۔احناف کے نزدیک یہ ہے کہ کوئی فرد اتنی دور جانے کا ارادہ کرکے نکلے جہاں پیدل یا

www.pakeducationzone.com

اونٹ پر سوار ہوکر درمیانی چال سے تین دن میں پہنچ سکے۔ تھیائے احناف نے اندازہ میں آسانی کے لیے اڑتالیس میل کی مسافت کو تین دن کی مسافت کے برابر قرار دیا ہے۔

۲۔ خشکی کے سفر کو سمندر کے سفر پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ سفر کی مسافت کا الگ الگ حکم ہوگا۔

۳۔ ہر چار رکعت والی فرض نماز حالت سفر میں دو رکعت پڑھی جائے گی۔ اس سے زیادہ پڑھنا جائز نہیں چار رکعت والی نماز کی دو رکعتیں پڑھنے کو قصر کہتے ہیں۔ قصر سفر کی فرض نمازیں ہوتی ہیں۔

۴۔ سفر پر روانہ ہونے کے بعد مسافر جب تک اپنے شہر یا بستی کی آبادی کے اندر رہے تو پوری نماز پڑھتا رہے اور جب آبادی سے باہر نکل جائے اس وقت قصر شروع کردے۔

۵۔ مسافر جب تک سفر کے دوران کسی شہر، قصبے یا گاؤں میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے تو نیت کرنے میں پوری نماز پڑھے اور اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کرے۔

۶۔ اگر کوئی مسافر کسی شہر میں جائے اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ ہو خیال ہو کہ کل یا پرسوں چلا جائے گا۔ و اسی طرح کئی مہینے یا سال گزر جائیں تو اس دوران قصر کرتا رہے گا۔

۷۔ اگر اسلامی لشکر کفار کی سرزمین میں داخل ہو اور وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تب بھی قصر کرتے رہیں گے۔ کیونکہ وہاں قیام یقینی نہیں ہے۔ لہذا اقیام کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

۸۔ جب مسافر اپنے شہر میں داخل ہو جائے تو پوری نماز پڑھے گا اگر ان نے وہاں قیام کی نیت نہ کی ہو کیونکہ اپنے شہر میں پہنچ جائے سے سفر ختم ہو جاتا ہے۔

۹۔ سفر کے دوران جو نماز قضاء ہو جائے مقیم ہونے کے بعد اسکی قضاء دو ہی رکعت پڑھے یعنی قصر کی قضاء پڑھے اور اگر حالت اقامت میں کوئی نماز قضا ہو جائے اور سفر کے دوران اس کی قضاء پڑھنا چاہے تو چار ہی رکعت قضاء پڑھے قصر نہ کرے۔

۱۰۔ اگر کوئی مسافر مکہ اور منیٰ میں پندرہ دن قیام کی نیت کرے تو مسافر کے حکم میں ہی رہے گا۔ اور قصر کرے گا۔ کیونکہ مکہ اور منیٰ دو ایسے مقامات ہیں دو متفرق

مقامات ہیں پندرہ دن کی نیت سے آدمی مقیم نہیں ہوتا۔

سوال نمبر ۷۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حالات زندگی اور کارہائے نمایاں بیان کریں؟

<u>حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حالات زندگی</u>: ۔سلیمان نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنا نانشین نامزد کیا تھا۔ چنانچہ اسکی وفات کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز ۹۹ھ میں خلیفہ بنے۔ آپ مشہور فرمارو مردان بن حکم کے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ حضرت عمر بن فاروقؓ کی پوتی تھیں۔ اس لحاظ سے آپ کی رگوں میں فاروقی خون بھی شامل تھا۔ آپکے والد عبدالعزیز مصر کے گورنر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے شاہانہ ماحول عبدالملک کے بھتیجے تھے اور داماد تھے اس لئے عہدوں اور مناسب پر فائز رہے تھے۔ شروع ہی سے طبیعت میں شاہانہ وقار تھا۔

www.pakeducationzone.com

بے حد نفیس لباس پہنتے تھے۔اور خوشبویات کا کثرت سے استعمال کرتے تھے۔مگر خلافت کا بار اٹھانے کے بعد تمام معملات میں تبدیلی آ گئی۔چنانچہ تمام شاہانہ ٹاٹھ باٹھ ختم کر دیئے شاہی لباس اتار کر فقرانہ لباس زیب تن کر لیا۔کنیزوں کو آزاد کر دیا۔اپنے لیے انتہائی سادہ اور عسرت کی زندگی کو پسند کیا۔الغرض آپ فقرو استغنساء کا پیکر ہو کر رہ گئے تھے۔آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی کہ خلفائے راشدین کی پیروی کریں۔

سوال نمبر ۸۔مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں؟

(الف)۔ **سانحہ کربلا**:۔

جواب کے لیے (دیکھئے سوال 8 خزاں 2003ء)

(ب)۔ **سپین میں علمی سرگرمیاں**:۔

جواب کے لیے (دیکھئے سوال 8 جزو (ب) بہار 2003ء)۔

www.pakeducationzone.com

خزاں 2006ء

کورس کوڈ: 437

سوال نمبرا۔ مختصر جوابات تحریر کریں۔

1۔ محکماشو متشابہات کسے کہتے ہیں۔؟

ج۔ محکمات سے مراد ایسی صاف آیات جن سے مفہوم آسانی سے سمجھ آجائے اور متشابہات سے مراد ایسی آیات جن میں تفریق دشوار ہو اور معنی کے درست ہونے میں اشتباہ کی گنجائش ہو۔

2۔ علم والکلام سے کیا مراد ہے؟

ج۔ علم والکلام سے مراد وہ علم ہے جس میں عقلی دلائل سے ایمانی عقائد پر حجت قائم کی جاتی ہے۔

3۔ مشکوٰۃ المیصابیح کے کیا معنی ہیں؟

ج۔ مشکوٰۃ المیصابیح کے معنی ہیں چراغوں کا طاق

4۔ مصافحہ اور معانقہ کے کیا معنی ہیں؟

ج۔ مصافحہ کے معنی کسی فرد سے ملتے وقت ہاتھ ملانے اور معانقہ کے معنی کسی فرد سے ملتے وقت گلے ملنے کے ہیں۔

5۔ تشمیت سے کیا مطلب ہے؟

ج۔ جو چھینکے وہ الحمداللہ کہے جس نے کلمہ سناوہ یرحمک اللہ کہے چھینکنے والا جواب پھر یرحمک اللہ کہے اس کو تشمیت کہتے ہیں۔

6۔ قعدہ اور تشہید میں کیا فرق ہے؟

ج۔ دوسجدوں میں نماز کے بیٹھے رہنے کو عدہ کہتے ہیں۔جب کہ نماز کی لئے دوسجدوں کے بعد میں بھٹنے رہنے کو تشہد کہتے ہیں۔

9۔ بیت الحکمتہ کی بنیاد کس خلیفہ نے رکھی؟

ج۔ ہارون الرشید نے بیت الحکمتہ کی بنیاد رکھی۔

10۔ موالی کون تھے؟

ج۔ مفتوحہ علاقوں کے نومسلم موالی کہلاتے تھے۔

حصہ اول (القرآن)

سوال نمبر۲۔ دوجزون میں سے ہر ہرایک کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

" قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم و اللہ غفور رحیم ۔"

جواب کے لیے (دیکھیے سوال 2 جزو (الف) خزاں 2003ء)

(ب)۔ کنتم خیرامتہ اخرجت للناش تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتو منون باللہ۔

www.pakeducationzone.com

ترجمہ:۔تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیئے نکالی گئی ہے تم نیکوں اور اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں (خلاف شرع) کاموں سے روکتے ہو اور تم پر ایمان رکھتے ہو

تشریح:۔ (دیکھیے سوال 3 جزو(2) خزاں 2005ء)

سوال نمبر۳۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

ا۔اطاعت رسولؐ:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 3 جزو(3) بہار 2003ء)

۲۔دین اسلام:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 3 جزو(1) خزاں 2004ء)

حصہ دوم (الحدیث)

سوال نمبر۴۔ درج ذیل میں سے ہر کسی کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

(ا) سال رسول اللہؐ ای الاسلام خیر قال تطعم الطعام و تقری اسلام علی من عرفت و من لم نعرف

ترجمہ:۔ رسول اللہؐ سے سوال کیا کہ اسلام کا کونسا عمل بہتر ہے۔آپؐ نے فرمایا۔یہ کہ تو کھانا کھلائے اور سلام کہے ان کو جنہیں تو پہچانتا ہے اور جنہیں تو نہیں پہچانتا۔

تشریح:۔حدیث میں ایسے عمل کرنے کی تلقین ہے جو معاشرتی زندگی میں نہایت ضروری اور اہم ہیں۔اور وہ دوررس نتائج کے حامل ہیں۔

پہلا عمل ضرورت مندوں، بھوکوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا ہے یہ عمل خدمت خلق کی ایک بنیادی اور اہم ضرورت ہے۔قرآن وسنت میں اس عمل کو بجالانے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔سورۃ الفجر۔ارشاد ہوتا ہے:۔

ترجمہ:۔ہرگز نہیں، بلکہ تم یتیم سے عزت کا سلوک نہیں کرتے۔اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اکساتے رسالت مآبؐ نے فرمایا:۔" وہ مومن نہیں جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

دوسرے عمل جس کی تاکید کی گئی ہے۔وہ ہر واقف ناواقف کو سلام کہنا ہے اسلامی معاشرے کی تشکیل و اصلاح میں سلام کا ہی بڑا اہم کردار ہے۔اس پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ جسے جانو اسے بھی سلام کرو اور جسے نہ جانو اسے بھی سلام کرو۔کیونکہ اجنبیت کو دور کرنے کے لیئے یہ ایک اہم ذریعہ ہے۔ایسا کرنے سے محبت بڑھتی ہے امن وآشتی کی فضاء بکھیرتی ہے باہمی تعارف ہوتا ہے۔اور یہ پتا چلتا ہے۔کہ سب مسلمان ایک ہی برادری سے واسطہ ہیں۔

۲۔ عن عبداللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہؐ سباب المسلم متسوف و قتالہ کفر:

جواب کے لیئے (دیکھیے سوال 4 جزو(3) خزاں 2005ء)

۳۔ عن حریہ ابن عبداللہؓ قال قال رسول اللہؐ لا یرحم اللہ منلا یرحم الناس۔

جواب کے لیے (دیکھیے سوال 4 جزو(ج) خزاں 2003ء)

سوال نمبر۵۔ درج یل پر نوٹ لکھیں؟

www.pakeducationzone.com

(۱)۔ **ابرو الصلقہ**:۔

جواب کے لیئے (دیکھئے سوال 5 جزو (1) بہار 2004ء)

(۲)۔ **باب السلام**:۔

جواب کے لیئے (دیکھئے سوال 5 جزو (1) بہار 2003ء)

(۳)۔الحب فی اللہ و من اللہ:۔الحب فی اللہ کے لفظی معنی ہیں۔ ’’ اللہ کے لیے محبت‘‘ اسکا مطلب یہ ہے کہ محبت جو خالصتاً اللہ کے لیے ہو اور اس میں صرف رضائے الٰہی مقصود ہو۔ دینوی غرض نہ ہو۔الحب فی اللہ کے لفظی معنی ہیں۔ ’’ اللہ کے لیے محبت‘‘ علماء نے دونوں جملوں میں ایک لی معنی بیان کیے ہیں الیکن اس کے معنی ہیں اللہ کی اپنے بندے سے محبت کے بھی ہو سکتے ہیں۔

روئے زمین پر اگر چہ روحوں کا یہ اختلاف و اتلاف نسیاً فسیاً ہو کر رہ گیا ہے۔لیکن غیر محسوس طریقے سے ایک تسلسل کے ساتھ اسکا عمل جاری ہے مثلاً اگر ایک فرد کا فطری میلان خیر و اصلاح کی طرف ہے تو یہ ایک قدرتی عمل ہے۔کہ وہ شخص انہی افراد کو پسند کرے گا جو نیک اور صالح ہوں گے۔اسی طرح اگر کسی شخص کا طبعی میلان شر کی جانب ہے جو فتنہ پرور اور شر پسند ہوں گے۔

’’ المرء مع احب ‘‘

’’ آدمی ان ہی لوگوں میں شامل ہوتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے۔

اسلام نے پورے نظام میں اصل عطاع اللہ تعالٰی ہے اور اس نظام کی بنیاد رسول اللہؐ اور اسکے رسول کی اطاعت لازم و ملزوم ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:’’ **ومن عطع الرسول فقد اطاع اللہ**‘‘

’’ اور جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اطاعت محبت کے بغیر نامکمل ہے اسی لیے کہا گیا ہے۔کہ خدا اور رسولؐ کی محبت تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے تکمیل کا اہم ترین ذریعہ جب محبت و محبوب ہے۔سرور انبیاءؐ کا ارشاد ہے۔

جس نے اللہ کے لیئے دوستی کی اور اللہ کے لیئے دشمنی کی اور اللہ کے لیئے دیا اور اللہ کے لیئے روک رکھا اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔

ایک حدیث میں فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسکو اس کے ماں باپ اولاد اور سارے انسانوں سے اسے محبوب نہ ہو جاؤں۔

حصہ سوم (الفقہ)

سوال نمبر ۶۔ اوقات الصلوٰۃ کے مسائل پر تفصیلی نوٹ لکھیں؟

جواب کے لیے (دیکھئے سوال 6 جزو خزاں 2004ء)

سوال نمبر ۷۔ مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں؟

www.pakeducationzone.com

ج۔**مکروہات نماز**:۔ایسے افعال جو نماز کے آداب کے خلاف ہیں ۔ان میں بعض ایسے ہیں جنکا کرنا مکرہ ہے۔اور بعض ایسے ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔مثلاً

۱۔ نماز کے دوران نمازی کا اپنے کپڑوں یا اپنے جسم سے کھیلنا مکروہ ہے۔

۲۔ نماز پڑھتے ہوئے کنکریا کو الٹ پلٹ کرنا اور بار بار ہٹانا مکروہ ہے البتہ اگر سجدے کے مقام پر کنکریاں ہوں اور اس جگہ سجدہ ممکن نہ ہوتو ایک ایک مرتبہ ہٹا سکتا ہے۔

۳۔ نماز میں انگلیوں کو چٹخانا اور ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالنا مکروہ ہے۔

۴۔ نماز میں کمر یا کولہے(پہلو) پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے۔

۵۔ مرد کو چاہیے کہ نماز کی حالت میں بالوں کو کھلا چھوڑے۔

۶۔ قبل کی طرف سے منہ پھیر کر یا صرف نگاہ سے ادھر ادھر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور اگر قبلہ کی طرف سے بلاعذر نمازی کا سینہ ہٹ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۷۔ ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور زبان سے سلام کا جواب دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۸۔ بغیر کسی عزر کے چارزانوں (آلتی پالتی مار) کر بیٹھنا مکروہ ہے۔

۹۔ نماز کی حالت میں قصداً یا کچھ کھا پی لینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۱۰۔ اگر کسی فرد نے بھول کر یا جان بوجھ کر نماز میں بات کر لی تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۱۱۔ اگر کوئی فرد پانی نہ ملنے پر تیمم کرکے نماز پڑھ رہا ہو اور دوران نماز اسے پانی پر قدرت حاصل ہو تو اسکی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۱۲۔ نماز میں سرل یعنی کپڑوں کا معروف طریقے کے خلاف ہنسا اور کپڑوں کے کنارے لٹکا دینا مکروہ ہے۔مثلاً سر پر چادر ڈال کر دونوں کنارے لٹکا دینا یا قمیض اور شیروانی یونہی کندھے پر ڈال لینا اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالنا وغیرہ۔

(۲)۔ **نماز استسقاء**:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 7 جزو (II) بہار 2003ء)

(۳)۔ صلوۃ الکسوف:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 7 جزو (III) بہار 2005ء)

حصہ چہارم (تاریخ اسلام)

سوال نمبر ۸۔ مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں؟

(ا)۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد میں جو اصلاحات ہوئیں ان پر روشنی ڈالیں؟

جواب کے لیے (دیکھیے سوال 8 خزاں 2003ء)

ب۔عہد بنو عباس کی علمی وادبی سرگرمیاں تحریر کریں؟ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال 9 خزاں 2004ء)

www.pakeducationzone.com

بہار 2006ء

کورس کوڈ: 437

سوال نمبرا۔ مختصر جوابات تحریر کریں۔

1۔ سنت موکدہ اور غیر موکدہ میں کیا فرق ہے؟

ج۔ سنت موکدہ وہ ہیں جن کو حضورؐ نے ہمیشہ پڑھا ہوا اور کبھی نہ چھوڑا ہو جبکہ سنت موکدہ حضورؐ چھوڑ دیں۔

2۔ قضا نماز کس وقت پڑھنی چاہیے؟

ج۔ مکروہ اوقات کے علاوہ جب چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

3۔ سلام کا آغاز کب ہوا؟

ج۔ سلام کا آغاز حضرت آدمؑ سے ہوا۔

4۔ استذان سے کیا مراد ہے؟

ج۔ استذان سے مراد دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے دروازہ کے ایک طرف کھڑے ہو کر مسنون طریقے سے اجازت طلب مرنا ہے۔

5۔ حسان بن ثالث کون تھے؟

ج۔

6۔ اسم اور کنیت میں کیا فرق ہے؟

ج۔ اسم کسی شے کی معنوی یا صوری علامت کی کہتے ہیں۔ جبکہ کنیت اس نام کو کہتے ہیں جو اصل نام کا متبادل ہو۔

7۔ کیا تلاوت قرآن کرنے والے کو سلام کرنا جائز ہے؟

ج۔ تلاوت قران کرنے والے کو سلام کرنا جائز نہیں۔

8۔ اجازت مانگنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج۔ جب کسی کے ہاں جانا ہو تو اسکے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کہا جائے۔ اور اندر آنے کی اجازت حاصل کی جائے اگر جواب نہ ملے تو واپس ہو جائے۔ اجازت تین بار مانگی جائے۔ اجازت مانگنے کے مسنون الفاظ یہ ہیں۔ ''سلام'' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

9۔ کیا غیر مسلموں کو سلام کرنا جائز ہے؟

ج۔ نہیں، ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ سلام کے حقدار صرف مسلمان ہیں۔

10۔ کلمہ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ کلمہ سے مراد با معنی لفظ یا معنی مرکب الفاظ کے مجموعہ کو کلمہ کہا جاتا ہے۔

www.pakeducationzone.com

سوال نمبر۲۔درج ذیل آیات کی تشریح اور ترجمہ کریں۔

ا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنو بکم و اللہ غفور رحیم ہ

جواب کے لیے (دیکھئے سوال نمبر 6 ,2 جزو(ب) بہار2004ء)

ب۔ ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم ، خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون

ترجمہ:۔ بے شک حضرت عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک حضرت آدمؑ کی حال کی سی ہے اللہ نے اسکو مٹی سے پیدا کیا پھر اسے کہا'' ہو جا'' تو ہو ہو گیا۔

تشریح:۔اللہ کے لئے جس طرح بغیر ماں باپ کے آدمؑ کو پیدا کرن آسان تھا،اسی طرح مسیحؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرنا بھی آسان تھا۔ مسیحؑ کی معجزانہ ولادت ان کی الوہیت کی دلیل کیسے بن سکتی ہے۔

'' ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر ''

''یقیناً اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے'' اللہ ساری کائنات کا خالق ہے اور ساری کائنات اس کی مخلوق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اللہ الذی خلق السموٰت والارض وما بینھما فی ستہ ایام (السجدہ (۴:۳۲)

''اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا۔

ساری کائنات کسی طرح ہی انسان بھی اللہ کی مخلوق ہے۔انسان کا اللہ سے تعلق عبودیت کا ہے۔انسان عبد ہے اور اللہ معبود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

اور انہیں پیدا کیا میں نے جنوں اور انسانوں کو مگر اس کئے کے میری عبادت کریں

اللہ تعالیٰ انسانوں کے مرنے کے بعد پھر سے دوبارہ زندہ کرے گا۔اللہ جو ہر معاملے اور امر میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔حضرت عیسیٰؑ کو بن باپ کے پیدا کیا اور آدمؑ کو بن ماں باپ کے وہ ہر طرح کی شے کو پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔وہ تو صرف کن یعنی کہتا ہے ہو جا بس وہ چیز ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر۳۔سورۃ ال عمران کی روشنی میں غزوہ احد پر تبصرہ کریں؟

جواب کے لیے (دیکھئے سوال نمبر 3 ,2 جزو(1) بہار2003ء)

سوال نمبر۴۔درج ذیل احادیث کی تشریح اور ترجمہ کریں؟

ا۔ من قال من مجلسه ثم رجع الیه فھواحق به **جواب کے لیے** (دیکھئے سوال نمبر 4 جزو(1) بہار2003ء)

۲۔ ان من اشعر حکمته **جواب کے لیے** (دیکھئے سوال نمبر 4 جزو(ج) بہار2003ء)

نماز پڑھنے سے متعلقہ ضروری مسائل:۔ **جواب کے لیے** (دیکھئے سوال نمبر 6 جزو(ج) خزاں 2005ء)

www.pakeducationzone.com

سوال نمبر ۶۔عہد کے علوم کا اجمالی جائزہ لیں؟ **جواب کے لیے** (دیکھئے سوال 9 بہار 2004ء)

سوال نمبر ۷۔مامون الرشید کے کارنامے بیان کریں؟

جواب۔**مامون الرشید**:۔ (۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ بمطابق ۸۱۳ء تا ۸۳۳ء)

امین کے قتل کے بعد محرم ۱۹۸ھ میں مامون خلیفہ، بناوہ بہت نرم مزاج، منکسر المزاج تھا۔عفو درگزر کا پیکر، علم کا قدر دان تھا۔علماء و فضلا، کا بے حد احترام کرتا تھا۔البتہ اپنے عقائد میں مجموعہ اضداد تھا۔غیر مذاہب کے علماء کی صحبت اور فلسفے کی وجہ سے خلق قرآن کا قائل ہو گیا۔اور اس عقیدی کو منوانے کے لیئے علماء پر بے جا سختی کی۔

جب تک فضل بن سہل اس پر حاوی رہا مامون امور سلطنت سے بے خبر رہا۔مگر اسکے قتل کے بعد ان تمام امور میں بیت دلچسپی لی۔

مامون الرشید کے کارنامے:۔مامون الرشید کا عہد خلافت عباسیہ کا بہترین دور تھا۔اس عہد میں بہت سے نمایاں کارنامے ہوئے۔

۱۔غیر ملکی کتب کے تراجم:۔ ہارون نے 'بیت الحکمت'' کے نام سے ایک تالیف و ترجمے کا ادارہ بنایا تھا۔مامون نے اسے مزید ترقی دی اس میں مسلمان، پاسی، عیسائی، یہودی اور ہندو مترجمین موجود تھے۔ان کا کام فلسفہ و حکمت کے علوم کے متعلق تالیف اور ترجمہ کرنا تھا۔

۲۔علوم عقلی کی اشاعت:۔ مامون کو عقلی علوم فلسفہ و منطق سے خاصی دلچسپی تھی۔اس نے قیصر روم کی کتابیں منگوائیں۔ان کا ترجمہ کرایا۔ مامون کی دلچسپی کی وجہ سے اسکے عہد میں عقلی علوم کا رواج ہوا۔

۳۔سائنسی علوم کی ترقی:۔مامون کی علم و فنون سے دلچسپی اور سرپرستی کی وجہ سے سائنسی علوم میں بہت ترقی ہوئی۔اسکے عہد میں ۲۱۴ھ میں شاسیہ کے مقام پر پہلی بار ایک رصدگاہ بنائی گئی اس مے کہنے پر سنجاور کے وسیع میدان پر تجربات کئے گئے۔اور طے کیا گیا کہ زمین کا محیط ۲۴ ہزار میل ہے اسکے علاوہ ابوالحسن نامی ایک ہیئت دان نے دوربین کی ایجاد ہے۔مامون کی فرمائش پر محمد خوارزمی نے علم وجر و مقابلہ (حساب کی شاخ) پر کتاب لکھی۔

۴۔ دینی علوم کا فروغ و اشاعت:۔ مامون کے عہد میں امام مالک اور شافعی جیسے بزرگوں نے علم حدیث، علم فقہ، علم تفسیر اور اجتہاد پر متعدد کتابیں لکھیں۔

۵۔انتظامی شعبوں کی اصلاح:۔مامون نے انتظامی شعبوں کی اصلاح کی خبر رسانی کے شعبے کو وسعت دی ہر شعبے کے علیحدہ علیحدہ خفیہ خبر نویس مقرر کیے۔

بعض علاقوں کے محاصل پر نظر ثانی کر کے ان کا اخراج گھٹایا ملکی نظم و نسق کے لیئے مامون پہلا خلیفہ ہے جس نے مختلف علاقوں کے دورے کئے۔اس نے خلافت کے بعد شام اور مصر کا دورہ کیا۔اس کے علاوہ سرض طوس، ہمدان، جرجان، بہروان، رے اور دوسرے اضلاع میں اس نے قیام بھی کیا۔عوام سے حالات بھی دریافت کئے۔

علم و ادب، سائنس اور دیگر علوم و فنون کی ترقی کے لحاظ سے مامون کا عہد ایک زریں عہد ہے۔

سوال نمبر ۸۔درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

www.pakeducationzone.com

جواب **عبدالمالک بن مروان کے کارنامے**:۔ملک اسے بغاوتوں کا قلع قمع کرنے کے بعد الملک نے اصلاحات کی طرف توجہ دی یہ اس کے کارنامے بھی کہلاتے ہیں۔

عربی بطور دفتری زبان:۔ عبدالملک کے عہد تک دفاتر میں رومی اور فارسی زبانیں رائج تھیں اور حکومت کا سہارا کاروبار انہی زبانوں میں ہوتا تھا۔اس سے مختلف قسم کی مشکلات کا سامنہ کرنا پڑتا تھا۔ عبدالملک کی اصلاحات میں سے یہ ست سے اہم کارنامہ ہے کہ اس نے حکومت کے دفاتر میں عربی زبان کو رائج کیا۔

عربی رسم الخط کی اصلاح:۔ عبدالملک نے عربی رسم لخط کی اصلاح کی اس وقت تک عربی حروف پر نقطے نہیں ہوتے تھے جس سے مشابہہ الفاظ پڑھنے میں ہوتی تھی۔ عبدالملک نے حروف پر نقطے لگوانے کے ساتھ ساتھ اعراب بھی لگوائے۔

اسلامی سکول ک اجراء:۔ عبدالملک کا بڑا کارنامہ اسلامی سکول کا اجراء ہے اس وقت تک اسلامی مملکت کے تمام علاقوں میں رومی اور پہلوی سکے رائج تھے۔عبدالملک نے رومی درہم و دینار کے مقابلے میں نئے درہم و دینار جاری کیے جن پر قل ھواللہ احد کی عبارت کندہ تھی۔ دمشق اور کوفہ میں سکے ڈھالنے کی ٹیکسال قائم کی گئی۔ان صلاحات کے علاوہ عبدالملک نے عوام بہبود کے لیئے بھی جابجا اقدامات کیے۔

خانہ کعبہ کی عمارت کو ازسر نو تعمیر کروایا۔اور ہر سال خانہ کعبہ پر نیا غلاف چڑھانے کی رسم کی ابتداء کی ہر ٹکیں بنوائیں بند تعمیر کروائے اور شہر آباد کیے۔جن میں واسط کا شہر خاس طور پر قابل ذکر ہیں۔

دیگر تعمیرات:۔مسلم فن تعمیر کے نادر نمونے عبدالملک کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔جامع دمشق اور رقبۃ الصخراء اس دور کی اہم تاریخی عمارات ہیں۔جامع مصر اور کئی دوسرے مساجد کی توسیع و تعمیر کے ساتھ مرمت بھی کی گئی۔

عبدالملک نے ۲۱ سال کی خلافت کے بعد ۸۵ھ میں وفات پائی۔اس نے اپنی زندگی میں اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کو جانشین نامزد کر دیا تھا۔چنانچہ اسکی وفات کے بعد ولید بن عبدالملک خلیفہ بنا۔

ب۔حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پانچ کارنامے:۔

جواب کے لیے (دیکھیے سوال 8 خزاں 2003ء)

www.pakeducationzone.com

خزاں 2005ء

کورس کوڈ: 437

سوال نمبر ا۔مندرذیل پر مختصر نوٹ لکھیں۔

۱۔ قرآن مجید کے بعد اسلام کا دوسرا ماخز کون سا ہے؟ ج۔ قرآن مجید کے بعد اسلام کا دوسرا ماخز حدیث ہے۔

۲۔ جنگ بدر کب ہوئی؟ ج۔ جنگ بدر دو ہجری میں ہوئی۔

۳۔ مشکوۃ المصابیح کے کیا معنی ہیں؟ ج۔ مشکوۃ المصابیح کے معنی چراغوں کا طاق ہیں۔

۴۔ اللہ تعالی کے ہاں پسند و ناپسند کا معیار کیا ہے؟ ج۔ اللہ تعالی کے ہاں پسند و ناپسند کا معیار ایمان وتقوٰی ہے۔

۵۔ حروف مقطعات کسے کہتے ہیں؟ ج۔ کٹے ہوئے حروف کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔

۶۔ شہید کی تعریف کریں؟ ج۔ شہید وہ ہوتا ہے جو مشرکوں سے قتل ہوا ہو یا میدان جنگ میں زخمی حالت میں پایا جائے۔اور اسی زخم کی وجہ سے جان بحق ہو یا مسلمانوں نے قتل کیا ہو۔اور اس قتل کی بناء پر وصیت نہ واجب ہوئی ہو بلکہ قصاص واجب ہو۔

۷۔ نجاست حقیقی اور نجاست حکمی سے کیا مراد ہے؟ ج۔ نجاست حقیقی سے مراد وہ ناپاکی ہے کو دیکھنے میں آ سکے جیسے پاخانہ پیشاب،خون وغیرہ نجاست حکمی سے مراد وہ ہے جو نظر نہ آئے مگر شریعت کے حکم سے ثابت ہوا سکا دوسرنام"حدث"ہے؟

۹۔ رحمت وشفقت کی حد کیا ہے؟ ج۔ رحمت و شفقت کا دائرہ اتنا وسیع ہے جتنی کائنات،حضور کا ارشاد ہے کہ اللہ نے فرمایا:اگر تم میری رحمت کی امید کرتے ہو تو میری مخلوق پر رحم کرو۔

۱۰۔ ام الکتاب سے کیا مراد ہے؟ ج۔ ام الکتاب سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔

حصہ اول (القرآن)

سوال نمبر ۲۔کسی ایک جزو کا ترجمہ اور تشریح کریں

(الف)۔ شعد اللہ انہ لاالہ الاھو، والمکنکتہ و املو العلم قائما بالقسط لا الہ ا لاھو العزیز الحکیم۔

ترجمہ:۔اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں اور اہل علم (کی گواہی بھی یہ ہی ہے)۔عدل وانصاف کے ساتھ انتظام رکھنے والا (معبود وہی ہے بلکہ)معبود تو اسکے سوا کوئی ہے نہیں (جو) زبردست اور حکمت والا ہے۔

تشریح:۔شہادت کے یہاں معنی بیان کرنے اور آگاہ کرنے کے ہیں۔معنی اللہ تعالی نے جو کچھ پیدا کیا اور بیان کیا سکے ذریعے اس نے اپنی وحدانیت کی طرف راہنمائی فرمائی۔

اہل علم بھی اور فرشتے بھی اسکی توحید کے گواہ ہیں۔اس میں اہل علم کو فضلیت حاصل ہے۔اور عظمت بھی حاصل ہے۔کہ اللہ تعالی نے اپنے اور فرشتوں کے ناموں کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔تاہم اس سے مراد وہ اہل علم ہیں جو کتاب وسنت کے علم سے بہرہ ور ہیں۔

www.pakeducationzone.com

اللہ تعالیٰ بار بار انسانوں کو پیغمبروں کے ذریعے اپنی فرمابرداری کے درست طریقے یعنی ''دین اسلام'' سے آگاہ کرتا رہا اور کتابیں بھیجتا رہا مگر سرکش انسان باہم ضد اور حسد میں دین کے ٹکڑے کرنے سے باز نہ آئے۔

حضرت محمدؐ ٹھیک اور کامل دین ''اسلام'' ملا ہے۔ ہدایت کے طلب گار اسی راستے پر چل کر منزل مقصود پائیں گے۔ اور رو گردانی کرنے والے آخر اللہ سے کہاں چھپیں گے۔

(ب)۔ ھو الذی یصور کم فی الارحام کیف یشاء لاالہ الاھو العزیز الحکیم؛

ترجمہ:۔ وہ ایسی ذات پاک ہے جو تمہاری صورتیں بناتی ہے (ماؤں کے) رحموں میں جسطرح چاہتا ہے ہر گز کوئی معبود (بننے کے لائق) نہیں اسکے سوا (وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے)۔

تشریح:۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہی تمام کائنات کو سنبھالنے والا ہے ہر شے اسکی محتاج ہے۔ وہ انسانوں کو ہدایت کے لیئے انبیاء رکام اور کتابیں بھیجتا رہا ہے۔ اصل توریت اور انجیل کی طرح قرآن بھی اسی کی طرف سے ہے۔ جو لوگ اسکی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ان کو سخت سزا دینے پر قادر ہے۔ اس لیئے وہ کسی بے گناہ کو سزا دے کر گناہ گاروں کا کفارہ بنانے پر مجبور نہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی شے بھی اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

وہ اللہ ہی ہے جو رحم میں جیسی چاہے شکلیں بناتا ہے یہ تخلیقی عمل محض مادہ کے خواص کا کام بھی نہیں بلکہ یہ سب کچھ اس خدا کی قدرت اور حکمت کے مطابق ہوتا ہے جو کائنات کی ہر چیز کی جزئیات تک سے آگاہ ہے۔

پہلے انسان یعنی آدمؑ مٹی سے پیدا کیئے گئے تھے تو جو خدا انسان کو ماں باپ کے ذریعے کے بغیر عدم سے وجود میں لا سکتا ہے۔ کیا وہ یہ قدرت نہیں رکھتا کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کر دے۔

انسانی زندگی میں تمام تبدیلیاں یہ باور کرانے کے لیئے کافی ہیں کہ خدا مرے ہوئے انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے یہ تبدیلیاں سب کے مشاہدے میں ہیں۔ اور کسی کو بھی ان سے انکار نہیں ہے تو ان پر قیاس کرتے ہوئے آخرت پر بھی ایمان کے آنا چاہیئے۔

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

(ا)۔ دین ابرہیمؑ:۔ جواب کے لیئے (دیکھئے سوال نمبر 3، جزو (2) سمسٹر خزاں 2003ء)

(۲)۔ **امر بالمعروف و نہی عن المنکر**:۔ قرآن کریم میں معروف اور منکر دو اصطلاحیں بکثرت استعمال ہوئی ہیں۔

معروف سے مراد ہر وہ فعل ہے جسکا اچھا ہونا عقل اور شریعت کے ذریعے معلوم ہو اور منکر سے مراد وہ فعل ہے جس کے برے ہونے کا فیصلہ عقل کر دے یا عقل تو اچھے یا برے کا فیصلہ نہ کرے لیکن شریعت اسکے برے ہونے کا فیصلہ کر دے۔ یعنی کسی فعل کے اچھا یا برا ہونے کی بابت آخری فیصلہ شریعت رکھتی ہے لہذا بالعموم ایسا ہی ہوگا کہ معروف وہ فعل ہوگا جسے عقل اور شریعت دونوں برا جانیں۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکا تقرب حاصل کرنے اور لوگوں کے ساتھ احسان کی ذیل میں آنے والا ہر فعل معروف ہے اور جو فعل

www.pakeducationzone.com

اس کے برعکس ہے وہ منکر ہے۔

ارشاد باری تعالٰی ہے (ال عمران ۱۱۰:۳)۔

ترجمہ:۔تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نمودار کی گئی تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

ایک جگہ ارشاد ہے:۔ (التوبہ،۹:۷۱)

ترجمہ:۔اور مومن مرد اور عورتیں یہ سب ایک دوسرے کا قلبی رفیق ہیں نیکی کی ہدایت دیتے ہیں۔اور برائی سے روکتے ہیں۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ پر ارشاد ہے: (ال عمران ۱۰۴:۳)۔

ترجمہ:۔اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو (جو) بھلائی کی طرف بلاتے ہوں اور نیکی کی ہدایت کرتے ہوں اور برائی سے منع کرتے ہوں اور وہی فلاح پانے والے (ہوں گے)۔

امر بالمعروف نہی عن المنکر کا کام سابقہ امتوں پر بھی فرض رہا ہے لیکن ان میں اور امت محمدیہ میں فرق ہے۔

وہ اگر اس فرض سے غفلت برتنے کی مرتکب ہوئیں تو اللہ تعالٰی نے اس کام کے لیئے اور نبی مبعوث فرما دیتا تھا۔حضرت محمدؐ بن عبداللہ،اللہ تعالٰی کے آخری نبی اور رسول ہیں۔آپؐ نے بعد کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا اس لیے یہ ذمہ داری سراسر امت محمدیہ کی ہے کہ وہ تبلیغ کا فرض ادا کرتے رہیں۔

معروف وہی ہے جسے اسلام نے معروف قرار دیا ہے اور منکر وہی ہے جسے اسلام نے منکر قرار دیا ہے۔اس لیے اب امر بلمعروف اور انہی عن المنکر کا فرنہ صرف اور صرف امت محمدیہ پر عائد ہوتا ہے۔

نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے منع کرنا امت مسلمہ پر فرض کفایہ ہے۔(اور بعض صورتوں میں ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔

اگر ایک جماعت مسلسل یہ کام سرانجام دیتی رہے تو سب مسلمانوں کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔اور اگر کوئی بھی یہ کام نہ کر سکے تو سب کے سب مسلمان سخت گناہ گار ہوں گے۔قرآن حکیم اور حدیث شریف میں اسکی سخت تاکید آئی ہے۔اگر کوئی بھی جماعت ایسی نہ ہو جو اس فرض کو ادا کرتی رہے تو پوری امت مسلمہ پر اللہ تعالٰی کی طرف سے سزا کے طور پر عذاب نازل ہونے کی وعید سنائی گئی ہے۔ بنی اسرائیل پر حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسٰیؑ کی زبان سے لعنت کی گئی جسکی ایک وجہ یہ ہے کہ سورہ (المائدہ ۵، ۷۹)

ترجمہ:۔وہ ایک دوسرے کو برائی کے ارتکاب وے منع نہیں کرتے تھے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مسلسل خود مختاری احتسابی ہے اور جو قوم اپنا احتساب خود ہی قرار دیتی رہے وہ ہمیشہ طاقتور اور توانائی رہتی ہے۔کبھی سست نہیں پڑتی نہ ہی زوال پزیر ہے۔قدرت بھی اسی کا ساتھ دیتی ہے۔

(۴)۔ <u>محکمات ومتشابہات</u>:۔جواب کے لیے (دیکھئے سوال نمبر 3 جزو(2) سمسٹر بہار 2003ء)

حصہ دوم (الحدیث)

س۔درج ذیل کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

www.pakeducationzone.com

ج(۱)۔عن ابی کعب قال قال رسول اللہ یرحمہ اللہ من لا یرحم الناس

جواب کے لیے (دیکھیے سوال نمبر 4 جزو(ج) خزاں 2003ء)

(۲)۔عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ان احب اسماءکم الی اللہ عبداللہ وعبدالرحمٰن

جواب کے لیے (دیکھیے سوال نمبر 4 جزو(ج) خزاں 2004ء)

(۳)۔عن عبداللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہؐ سباب المسلم منسوق وقتالہ کفر۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مسلمانوں کا گالی دینا گناہ ہے اور اس سے لڑنا جھگڑنا کفر ہے۔

تشریح:۔اس حدیث میں سباب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یہ لفظ معمولی تو تکار اور تھو کا فیض جیسنی سے لے کر پیچھے یا چھوٹے عیب بیان کرنے کا مفہوم دیتا ہے۔جس میں گندی زبان استعمال کرنے تک نوبت پہنچ جائے۔سباب کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اسکا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔

دوسرا لفظ قتال ہے۔قتال اس لڑائی کو کہتے ہیں۔جس میں جان و مال نامقصود ہو۔اسلامی معاشرے کی بنیاد بھائی چارہ پر رکھی گئی ہے ارشاد ربانی ہے انما المومنون اخوۃ(الحجرات:۱۰)

''مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں''۔

حضرت ابو سیعدؓ اور حضرت ابو ھریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا۔اسکا ساتھ نہیں چھوڑتا اور سکی تذلیل نہیں کرتا ایک آدمی کے لیئے یہی شریعت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے(مسند احمد)

اسلامی معاشرہ ایک ایک دوسرے کا کفن اور معاون ہوسکتا ہے وہ اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ اس کے فرزند باہم دست و گریباں ہوں اور لڑتے جھگڑتے رہیں یا ایک دوسرے سے کی جان کے درپے ہو جائیں رسول اللہؐ کا ارشاد ہیں۔

لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم (مسلم،نسائی،ترمزی)

''دنیا کا زوال اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کے مقابلے میں کمتر درجہ کا ہے''۔

سوال نمبر ۵۔درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

(۱)۔ <u>سلام کی اہمیت وافضیلت</u>:۔

جواب کے لیے (دیکھیے سوال نمبر 5 جزو(1) بہار 2003ء)

(۲)۔<u>**اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام**</u>:۔ایک حدیث میں ہے کہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ کو تمہارے ناموں میں زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔انسان کے مقصد حیات سے نام کا گہرا تعلق ہے لہذا ایسے نام رکھے جائیں جو مقصد حیات کی طرف سے اسے کشاں کشاں چلتے رہیں عبداللہ اور عبدالرحمٰن کے فرد کو جب پکارا جائے گا تو ان کے ذہنوں میں ی حقیقت اور

www.pakeducationzone.com

عقیدہ پختہ ہوتا چلا جائے گا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اسی کے غلام ہیں ۔خدا کے سوا اور کسی اور میں رحمانیت کی صفت کسی اور میں نہیں پائی جاتی اسکئے وہ رحمٰن بھی ہے ۔خدا کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔وہی حاجب روا مشکل کشا، خالق و رازق اور غفار و ستار ہے ۔

جوں جوں ان کے عقیدے میں پختگی آتی جائے گی ۔تو وہ عبودیت کا سراپا مظہر بنتے چلے جائیں گے ۔

(۳)۔ صلہ رحمی: ۔مخلوق خدا پر رحم کرنا اللہ جل شانہ، کو بے حد پسند ہے آنحضرتؐ نے فرمایا ۔

''مخلوق خدا کا کنبہ ہے اللہ کو مخلوق میں سے زیادہ محبوب وہ فرد ہے جو اس کے کنبے سے احسان کرے ۔

اسلام جس قسم کی رأفت ورحمت کی تعلیم دیتا ہے ۔اسکا دائرہ پورے نوع انسانی پر محیط ہے نبی اکرمؐ نے متعدد واقع پر مسلمانوں کو تمام بنی نوع انسان پر رحم کی تعلیم دی ۔ایک حدیث میں ہے : ۔'' رحم کرنے والوں پر رحم کرنے والا خدا رحم کرے گا ۔زمین والوں پر تم رحم کرو ۔آسمان والا تم پر رحم کرے گا'' ۔صحیح بخاری میں ہے کہ نبیؐ نے فرمایا : ۔ ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا''

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا : ۔ ''رحمت سوائے بد بخت کے اور کسی کے دل سے نہیں نکالی جاسکتی ۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو اتحاد و یگانگت کا درس دیتا ہے ۔

ارشاد خداوندی ہے ۔ واعتصمو ابحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا ہ ''اور تم سب ملکر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو''

یہاں ''اللہ کی رسی'' سے مراد اللہ کا دین ہے اور دین ہی وہ رشتہ ہے جس سے مومنوں کا تعلق اللہ سے قائم ہوتا ہے ۔اور یہی وہ ذریعہ ہے جو مومنوں کو مومنوں سے آپس میں اسی طرح ملاتا ہے کہ وہ ایک متحد جماعت بن جاتے ہیں ۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا : ۔ ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان پر نہ تو ظلم کرے نہ اس کو رسوا ہونے دے اور نہ اسے حقیر اور ذلیل کرے ۔(مسلم بحوالہ ابو ہریرہؓ)

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا : ۔ ''مومنوں کے ساتھ ایک مومن کا تعلق ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کے ساتھ جسم کا تعلق ہوتا ہے ۔وہ مومنوں کی ہر تکلیف کو اسی طرح سے محسوس کرتا ہے ۔جس طرح جسم کے حصے کا درد محسوس کرتا ہے'' ۔

حصہ سوئم (فقہ)

سوال نمبر ۶۔نماز کی شرائط اور ارکان میں کیا فرق ہے؟ نیز نماز کی شرائط اور ارکان کی تعداد بھی بیان کریں؟

ج ۔ شرائط نماز اور ارکان نماز میں فرق بیان کریں : ۔نماز صحیح ہونے کے لیے چودہ چیزیں ضروری ہیں اگر ان میں سے ایک بھی رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی ۔ان چودہ چیزوں کو نماز کے فرائض کہتے ہیں ۔ان میں سے سات چیزیں نماز سے پہلے ضروری ہیں ۔انہیں پورا کئے بغیر انسان نماز میں داخل نہیں ہوسکتا ۔ان سات چیزوں کو نماز کی شرائط کہا جاتا ہے ۔اسکے ساتھ جو اور سات چیزیں نماز کے اندر ضروری ہیں انہیں نماز کے ارکان کہا جاتا ہے ۔

مسائل مکروہات نماز : ۔

۱۔ نمازی کے بدن احداث اور نجاست سے پاک ہو ۔ ۲۔ کپڑے پاک ہوں ۔

www.pakeducationzone.com

۳۔ نماز کے لیے جگہ پاک ہو۔ ۴۔ نماز کی چوتھی شرط "ستر عورت" ہے مرد کی ناف ستر میں داخل نہیں جبکہ دونوں زانوں ستر میں ہیں۔لہٰذا ناف کو ڈھنپنا ضروری ہے۔

ستر کے معنی چھپانا ہیں اور عورت (برہنگی) سے مراد بدن کے وہ حصے ہیں جنکا چھپانا شرعاً ضروری ہے۔ آزاد عورت کے لیئے چہرے اور ہتھلیوں کے سوا باقی سارے بدن کو ڈھانپنا ضروری ہے۔

- اگر کسی شخص کے کپڑے اگر کسی کے ناپاک ہوں تو نجاست دور کرنے کے لیئے پانی نہ ملے تو اسی طرح نماز پڑھ لے دوبارہ پانی ملنے پر ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔
- اگر کوئی برہنہ ہو یعنی پاس کپڑا نہ ہو تو وہ برہنہ نماز ادا کرے۔بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھے۔ رکوع اور سجود اشارے سے کرے۔ اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا اس کیلئے بھی جائز ہے۔لیکن بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس میں کھڑا ہو کر پڑھنے کی بہ نسبت زیادہ پردہ ہے۔

۵۔ نماز کی پانچویں شرط قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا ہے۔اگر کسی حقیقی مجبوری کے اور معذوری کے بغیر کوئی شخص قبلہ کی علاوہ منہ کرکے نماز ادا کرے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

۶۔ نماز کے لیئے چھٹی شرط نیت کرنا ہے نیت سے مراد ہے کہ دل میں اس فرض نماز کا ارادہ کرے جو پڑھنا چاہتا ہو۔

۷۔ نماز کی ساتویں شرط یہ ہے کہ نماز کا وقت ہونا چاہیے وقت سے پہلے اور بعد میں نماز نہیں ہوگی۔

ارکان نماز:۔ارکان نماز چھ ہیں۔تکبیر تحریمہ،قیام،قرآۃ،رکوع،سجدہ اور قعدہ وغیرہ۔

۱۔ نماز شروع کرتے وقت پہلی مرتبہ جو "اللہ اکبر" کہا جاتا ہے اسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔اس وقت ہر شے حرام ہوجاتی ہے یعنی کھانا پینا،چلنا پھرنا اور بات چیت کرنا۔

۲۔ قیام یعنی کھڑا ہونا،نماز میں اتنی دیر کھڑا ہونا ضروری ہے جتنی دیر میں اس قدر قرآن مجید کی قراۃ ہو سکے جس قدر فرض ہے۔

۳۔ قرات یعنی قرآن مجید پڑھنا نماز میں کم از کم ایک آیت پڑھنا فرض ہے۔

۴۔ رکوع،ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع کرنا فرض ہے۔رکوع سے مراد یہ ہے کہ آدمی اس قدر جھک جائے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵۔ سجدہ،ہر رکعت میں دو سجدہ کرنا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔ " ارکعو لوا سجدوا " (رکوع اور سجدہ کرو)

۶۔ قعدہ اخیرہ یعنی نماز کی آخری رکعت میں اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں التحیات اللہ سے عبدہ و رسولہ تک پڑھا جا سکے اسکی دلیل وہ حدیث ہے جس میں جس میں قعدہ اخیرہ کے بارے میں ارشاد ہے۔

"((اذا تعلت ھذا فقد تمت ملوتک)) جب تو نے ایسا کیا تو تیری نماز مکمل ہوگئی۔

www.pakeducationzone.com

درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

ج۔امامت کے استحقاق کے لیے فقہاء کی درجہ بندی:۔

نماز با جماعت کی شرعی حیثیت کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔بعض فقہائے احناف کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے۔ صاحب قدوری بھی نماز با جماعت کو سنت مؤکدہ ہی قرار دیتے ہیں۔امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ غیر معذور شخص کے لیئے جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے یعنی جس طرح نماز پڑھنا ضروری ہے اس طرح سکو جماعت سے پڑھنا ایک مستقل فرض ہے۔اور جماعت کا تارک ایک فرض عین کا تارک ہے۔

۲۔ **صلوۃ الخوف**:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال نمبر 7 جزو(1) بہار 2004ء)

۳۔**صلوٰۃ الکسوف**:۔کسوف کے معنی سورج گرہن کے ہیں۔اور خسوف کے معنی چاند گرہن کے ہیں۔آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ:

''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کی موت و حیات سے ان کو گرہن نہیں لگتا۔لہذا جب تم ان کو گرہن لگتے دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اس کی کبریائی بیان کرو اور اسکے حضور نماز پڑھو۔ (بخاری و مسلم)

www.pakeducationzone.com

بہار 2005ء

کورس کوڈ: 437

سوال نمبرا۔ مختصر جوابات تحریر کریں۔

1۔ رحمت اور شفقت کی کیا حد ہوتی ہے؟

ج۔ رحمت اور شفقت کا دائرہ اتنا وسیع ہے جتنی کائنات

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اگر تم میری رحمت کی امید کرتے ہو تو میری مخلوق پر رحم کرو۔

2۔ وہ کونسا رشتہ ہے جو مومنوں کے باہمی اتحاد کا باعث بنتا ہے؟

ج۔ اللہ کا ہی وہ واحد رشتہ ہے جو مومنوں کے باہمی اتحاد کا باعث بنتا ہے۔

3۔ شفقت کا مفہوم واضح کریں؟

ج۔ رحم کے اس جذبے کو کہتے ہیں جس سے کسی کے بارے میں دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔

4۔ باہمی شفقت و محبت میں مومن کس کی مانند ہوتے ہیں؟

ج۔ باہمی شفقت و محبت میں مومن ایک جسم کی مانند ہوتے ہیں۔

5۔ رحمت کا مطلب بیان کریں؟

ج۔ رحمت کا مطلب ہے ترس کرنا، رحم دلی، مہربانی، شفقت، مغفرت، نرم دلی ایسا ترس جو احسان اور مغفرت کا سبب ہوتا ہے۔

6۔ مفاخرۃ کا مفہوم بیان کریں؟

ج۔ اپنی اور اپنے آباؤ اجداد کی خوبیوں اور کارناموں پر اترانا اور فخر کرنے میں غالب ہونا۔

7۔ عصبیہ کا مطلب کیا ہے؟

ج۔ اسکے معنی ہیں دھڑے بندی، رشتہ داروں کا دوسروں کے خلاف حق و ناحق مدد کرنا، کسی ناجائز بات میں اپنے ہی قبیلہ کے لوگوں کی مدد کرنا۔

8۔ وادی حسنین کہاں ہے؟

ج۔ مکہ سے طائف کے راستے میں حسنین نام کی ایک وادی آتی ہے۔

9۔ "بر" کی تعریف کریں؟

ج۔ وہ عمل جس کے کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے۔

10۔ تقدیر جرم کسے کہتے ہیں؟

ج۔ اٹل تقدیر کو تقدیر پر جرم کہتے ہیں۔

www.pakeducationzone.com

حصہ اول (القرآن)

سوال نمبر۲۔مندرجہ ذیل کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

. (1)ھوالذی انزل علیك الکتب منہ ایت محکمت ھن ام الکتب و احرمتشبھت

ترجمہ:۔ '' وہی (خدا) ہے جس نے تجھ پر (یہ) کتاب اتاری جس میں سے کچھ تو آیات محکمات تعنی ان کے معنی واضع ہیں وہی کتاب کی اصل (بنیاد) ہیں اور کچھ دوسری آیات متشابہات ہیں''۔

تشریح:۔ قرآن مجید میں دو طرح کی آیات آئی ہیں

ا۔ محکمات ۲۔ متشابہات

مزید دیکھیے سوال نمبر (3) جزو (2) سمسٹر بہار 2003ء

(2)۔ تولج الیل فی النھار و تولج النھار فی الیل ع تخرج الحامن المت و تخرج الیت من الحی و ترزق من تشاء بغیر حساب

ترجمہ:۔ تو داخل کر دیتا ہے (کبھی) رات کو دن میں اور (کبھی) داخل کر دیتا ہے۔دن کو رات میں اور تو جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے۔اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور تو جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

تشریح:۔ان آیات سے یہ بات واضع ہوتی ہے کہ ہر شے پر اللہ کی فرمانروائی اور ایک دن اسکے سامنے حاضری کے عقیدے کے علاوہ ملت سے وفاداری کو ہر وقت مدنظر بھی رکھا جائے۔

موت وحیت کا سلسلہ اور گردش لیل ونہار کی طرح عزت اور ذلت بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ہر بھلائی مادی ہو یا روحانی، اللہ کے ہاتھ میں ہے۔اہل ایمان دین کی سر بلندی کی خاطر دینوی غلبہ اور اقتدار کے لیے کوشان اور اللہ سے اسکے طلبگار تو رہتے ہیں۔اور دعا بھی مانگتے رہتے ہیں مگر کفر کا غلبہ دیکھ کر اسلام نہیں چھوڑتے اور نہ ہی غلبہ حاصل کرنے کے کافرانہ طریقے اختیار کرتے ہیں نہ جب جاہ انہیں خدا کے راستے سے ہٹا سکتی ہے۔اور نہ احساس محرومی ہے۔

اللہ زمین وآسمان کی ہر چیز سے آگاہ ہے پھر وہ دن بھی تو دور نہیں بس دن ہر ایک فرد اپنے اپنے عمل کا بدلہ پائے گا۔تب اس وقت کاش کہنا بے سود ہو گا۔اللہ نے تو سب کو بے خبر کر دیا ہے۔ملت اسلامیہ کے غلبے کو اور ملت اسلامیہ کے مفاد کو ہر شے پر مقدم سمجھا جائے۔ذاتی دوستی اور ملی دوستی میں فرق بھی سمجھ آنا چاہیے۔

کافر شاید کسی کا ذاتی طور پر گہرا دوست ہی ثابت ہو گا۔وہ ملت اسامیہ کا خیر خواہ کبھی نہیں ہو گا۔ملت اسلامیہ کی پاسبانی کے لیے کسی بھی کافر ملت سے دوستی کی توقع رکھنا بڑی حماقت ہے۔

سوال نمبر۳۔درج ذیل میں سے موضوعات پر نوٹ تحریر کریں؟

www.pakeducationzone.com

ج۔ **کفر اور انکار کا انجام**:۔ ارشار بانی ہے

ترجمہ:۔ بے شک جن لوگوں کے کفر کا راستہ اختیار کیا ہرگز ان کے کام نہ آسکیں گے۔ان کے مال اور نہ ہی ان کی اولادیں اللہ کے مقابلے میں کچھ بھی اور یہ ہی لوگ تو آگ کا ایندھن ہوں گے۔اللہ کی گرفت دیر سے ہوتو مگر بڑی ہی سخت ہوتی ہے منکر حق کی معاشی خوشحالی اور کثرت تعداد عذاب الٰہی کو نہیں ٹال سکتی اللہ کی آیات اور اس کے احکام سے انکار انجام جہنم ہی ہوں گے۔

کیا فرعون اور اسکے ساتھی مادی اسباب سے محروم تھے پھر ان سب کا کیا انجام ہوا۔اس سے پہلے کتنے ہی لوگ اپنے گناہوں کی پاداش میں اس قسم کے انجام کو پہنچے۔واقعہ بدر سے بھی بڑا سبق حاصل ہوتا ہے کفار اپنی شکست کی کوئی وجہ بیان نہیں کر سکتے تھے۔اور یہ اب کچھ اللہ کی نفرت اور تیر کا ایک ثبوت تھا۔مگر درست نتائج تک پہنچنے کے لیے بھی تو چشم بصیرت اور دیدہ بینا کی ضرورت ہے۔ایک حقیقت کی نشاندہی بھی کی گئی ہے یوں کہ زمین کا ایک ٹکڑا مردہ اور بنجر پڑا ہوتا ہے۔اس میں کوئی دوئیدگی نہیں ہوتی۔خشک مٹی ہوتی ہے۔اس پر بارش پڑتی ہے جس سے اسمیں قسم قسم کی نباتات اگ سکتی ہیں۔اور وہ پھلتی پھولتی ہیں تو خدا خشک مٹی کو سرسبزو شاداب کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

اگر چہ سب سے اہم اور بنیادی عقیدہ توحید ہی ہے لیکن اگر آخرت کا عقیدہ یہ ہو نیک کام کرنے پر انعام کی امید اور برے کام کرنے پر سزا کا خوف نہ ہوتو بہت کم ہوتے ہیں۔جو خود نیکی کو ہی اسکا اجر سمجھ کر نیکی کریں یا حقائق اور صداقتوں کو صرف اس لیے مان لیں کہ وہ جس حقائق اور صداقتیں اگر چہ سب سے اہم اور بنیادی عقیدہ توحید ہی ہے لیکن اگر آخرت اک عقیدہ نہ ہو نیک کام کرنے پر انعام کی امید اور برے کام کرنے پر سزا کا خوف نہ ہوتو پھر انسان کو کسی چیز پر ایمان لانے یا نیکی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ایسے اعلیٰ طبیعت کے انسان تو بہت کم ہوتے ہیں جو خود نیکی کو یہی اسکا اجر سمجھ کر نیکی پرئے نیکی کریں یا حقائق اور صداقتوں کو صرف اس کے مان لیں کہ وہ بس حقائق اور صداقتیں ہیں۔ارشاد ربانی ہے

ترجمہ:۔ انسان کہتا ہے کہ کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ ی بوسیدہ ہو چکی ہوں کہہ دیجئے کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو اول بار پیدا کیا تھا۔اور وہ تخلیق کے ہر کام کو خوب جانتا ہے۔

۲۔**جنگ احد**:۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال نمبر 3 جزو(ا) سمسٹر خزاں 2003ء)

۳۔**حضرت مریم**:۔حضرت مریم کی والدہ نے یہ نذر مانی تھی کہ ہونے والے بچے کو خدمت دین کے لیئے وقف کردوں گی۔

(جسکی اس زمانے میں یہ ضرورت تھی کہ اس قسم کے لوگ عمر بھی دنیاوی دومندوں سے الگ رہ کر علم دین کے سیکھنے،سکھانے اور عبادت اور تزکیہ نفس میں لگے رہتے۔

مریم پیدا ہوئیں تو ان کی والدہ حیران سی رہ گئیں ان کو اپنی نزر پوری کرنے کا احساس بھی تھا۔اور ایک لڑکی کا اس مقصد کے لیئے غیر موزوں یا غیر مفید ہونے کا خیال بھی تھا۔مگر اس نیک عورت نے جسکی تقویٰ اور خدا ترسی کا یہ علم تھا کہ بچی کے لیے پہلی دعا ہی یہ مانگی **خدایا! تو اسے شیطان سے بچانا**۔اس خاتون نے اپنی نزر پوری کی اور بچی کو یروشلم کے ہیکل میں پروش اور تربیت کے لیئے بھیج دیا۔

www.pakeducationzone.com

وہاں حضرت مریمؑ کی دیکھ بھال کرنے والے حضرت زیریاؑ تھے جو موجودہ انجیل کے مطابق حضرت مریمؑ کے خالو بھی تھے۔ ہونہار مریم علیہا السلام میں شروع سے ہی ایسی نشانیاں پائی جانے لگیں جو ان کی مقبول بارگاہ الٰہی ہونے پر دلالت کرتی تھیں۔ مریم خدا کی برگزیدہ اور پاک خاتون تھیں۔ اور خواتین عالم میں سے ان کا پایہ اللہ کے ہاں بہت بلند تھا۔ وہ خدا کی سچی فرمابردار اور عبادت گزار تھیں۔ فرشتوں نے مریم کو خوشخبری دی کہ کسی مرد کے ہاتھ لگائے بغیر محض امر الٰہی سے ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا۔ وہ نبی اور مقرب بارگاہ الٰہی ہوگا۔ اس بات کی خوش خبری دی گئی کہ یہ بچہ دنیا میں اپنے نام عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ مسیح اور ابن مریم کے نام سے شہرت پائے گا۔

حصہ دوم (الحدیث)

سوال نمبر ۴۔ درج ذیل کا ترجمہ کریں اور تشریح کریں؟

عن ابی کعب قال قال رسول اللہ ان من الشعر حکمہ

جواب کے لیے (دیکھئے سوال نمبر 4 جزو (ج) سمسٹر بہار 2003ء)

عن ابی کعب قال قال رسول اللہ اذا سلم علیکم اھل الکتاب فقولو او علیکم

جواب کے لیے (دیکھئے سوال نمبر 4 جزو (ب) سمسٹر بہار 2003ء)

۳۔ وعن ابی موسیٰ عن النبیؐ قال المومن للمومن کالبیان لشر بعضہ بعضائم شبلک بین اصابعہ

ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰؓ سے نبیؐ نے فرمایا۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے کہ اسکا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچاتا ہے۔ پھر آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں۔

تشریح:۔ قرآن وسنت میں اتحاد بین المسلمین کی بڑی تاکید آئی ہے ارشاد ربانی ہے

”واعتصمو ابحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا“ اور سب ملکر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ میں نہ پڑو

ایک آیت میں حکم الٰہی ہے۔ ”ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد کا جاءھم البنٰت ہ“ اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے“۔

نبی رحمتؐ نے بارہا اللہ تعالیٰ کیان ارشادات کی توضیح وتشریح فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس طرح کسی عمارت کی ہر اینٹ دوسرے اینٹ میں پھنس کر اس عمارت کے لیئے تو قیت اور استحکام کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح ہر مومن دوسرے مومن کے لیے قوت اور استحکام کا باعث ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔

”مومن ایک دوسرے کے لیئے دیوار کی اینٹوں کی طرح ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے سے تقویت پاتا ہے“۔

سوال نمبر ۵۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

(۱)۔ **الظلم:۔** ظلم کے معنی ہیں وضع الشیء فی غیر محلّہ یعنی ”کسی شے کو ایسی جگہ پر رکھنا جہاں اسکا رکھنا جائز نہیں اور اسکی سزا جہنم ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے

www.pakeducationzone.com

انما اسبیل علی الذین یکسلمون الناس و یبغون فی الارض بغیر امحق او لیك لھم عذاب الیم ہ

''ملامت کے مستحق تو وہ ہیں دوسروں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق زیادتیاں کرتے ہیں ۔ایسے لوگوں کے لیئے دردناک عذاب ہے۔''حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

''(ظلم قیامت کے دن کی تاریکیوں کا سبب ہوگا۔(یعنی ہر طرف سے تاریکی قیامت کے دن گھیرے گی)''

حقوق العباد میں اگر کوتاہی ہوگی کوئی تقصیر سرزد ہوگی تو اسکی معافی اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ میں نہیں رکھی بلکہ ان بندوں کے ہاتھ میں رکھی ہے جن کے ساتھ ظلم وزیادتی ہوئی ہے اس کے لیئے چاہیے کہ وہ اس دنیا میں اس (مظلوم بھائی) سے اس ظلم و معاف کرائے ورنہ وہاں تاوان ادا کرنے کے لیئے کسی کے پاس کوئی درہم یا دینار نہ ہوگا صرف اعمال ہی ہوں گے ۔

ظالم کی نیکیاں مظلوم کو مل جائیں گی ۔اور نیکیاں یہ ہوں گی تو مظلوم کی بدیاں ظالم کے ناہ اعمال میں لکھی جائیں گی ۔پہلی وہ جسکی کوئی پرواخدا نہ کرے گا۔دوسری وہ جس سے کچھ بھی معاف نہ فرمائے گا۔جس فرد کے گناہوں کی معافی نہ ہوگی ہو شرک ہے۔جس فرد کی خدا پروانہ کرے گا۔تو وہ ظلم ہے جو انسانوں نے اپنے اوپر کیا ہوگا۔مثلاًصلوۃ وصوم کی پابندی نہ کی ہوگی اللہ س ظلم کو معاف فرما سکتے ہیں۔ لیکن وہ فرد جس کا ایک حرف بھی اللہ تعالی معاف نہیں فرمائیں گے تو وہی ظلم ہوگا جو ایک بندے نے دوسرے بندے پر کیا ہوگا۔

ارشار خداوندی ہے۔ جھم من جھنم مھاد ومن فوقھم غواش و کذلك تجزی الظلمین ہ ''ان کے لیے تو جہنم کا بچھونا ہوگا ۔اور جہنم یہ ان کا اوڑھنا ہوگا یہ ہے وہ جزا جو ہم ظالموں کو دیا کرتا ہیں ۔

۲۔**<u>شفقت و رحمت</u>**:۔ شفقت رحم کے اس جذبے کی کہتے ہیں جس سے کسی کے بارے میں دل میں ہی خیال پیدا ہو کہ اسے تکلیف نہ پہنچے مثلاًماں کی شفقت اپنے بچے کے لیئے یا اپنے پڑوسی یا اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کے سکون کا خیال کھنا وغیرہ۔

رحمت کے معنی ترس کرنا اور رحم دلی کرنا کے ہیں رحمت ایسا قرض ہے جو احسان اور مغفرت کا سبب ہوتا ہے۔

مخلوق خدا پر رحم کرنا اللہ جل شانہ تو بہت پسند ہے آنحضرتؐ کا ارشاد ہے فرمایا:

ترجمہ:۔ ''مخلوق خدا کا کنبہ ہے اللہ کو مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبے سے احسان کرے''

اسلام جس قسم کی روایت ورحمت کی تعلیم دیتا ہے اسکا دائرہ پورے نوع انسانی پر محیط ہے۔صحیح بخاریؒ میں ہے کہ نبیؐ فرمایا۔''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا'' ایک حدیث میں ارشاد فرمایا

''رحمت سوائے بدبخت کے اور کسی کے دل سے نہیں نکالی جاتی''اسلام اپنے ماننے والوں کو اتحاد و یکانگت کا درس دیتا ہے فرمانِ خدا ہے۔

''اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑلو اور تفرقہ میں پہ پڑو'' اس مقام پر اللہ کی رسی سے مراد اللہ کا دین ہے۔

اور دین ہی وہ رشتہ ہے جس سے مومنوں کا تعلق اللہ سے قائم ہوتا ہے اور یہی وہ ذریعہ ہے جو مومنوں کو مومنوں سے آپس میں اس طرح ملاتا ہے کہ وہ ایک متحد جماعت بن جاتے ہیں ۔ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

www.pakeducationzone.com

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان پر نہ ظلم کرے نہ اس کو رسوا ہونے دے اور نہ اسے حقیر و ذلیل سمجھے۔ **المسلم**

بحوالہ (ابو ہریرہؓ)

حضورؐ نے متعدد احادیث میں وحدت اور اخوت کی تعلیم دی ہے۔مومن تو ایک فرد واحد کی مانند ہیں کہ اگر اس کی آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم درد کرنے لگتا ہے۔اس طرح جب کوئی مومن کسی آزمائش سے دوچار ہوتا ہے تو دوسرے مومن اس کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے ہیں۔مدد کرتے ہیں۔اسکی خیر خواہی کرتے ہیں۔ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

''مومنوں کے ساتھ ایک مؤمن کا تعلق ایسا ہوتا ہے جیسے کہ سر کے ساتھ جسم کا تعلق ہوتا ہے۔وہ مومنوں کی ہر تکلیف کو اسی طرح محسوس کرتا ہے جس طرح جسم کے ہر حصے کا درد محسوس کرتا ہے۔''

۳۔**__الغضب والکبر__**:۔ غضب کے معنی ہیں غصہ،غضب میں معمولی غصے سے لے کر سخت طیش تک کا مفہوم شامل ہے۔

کبر،تکبیر،بڑا گناہ،احساس برتری،اسکا اکڑ اور سرکشی دکھانا،خودنمائی،خودستائی،خودرائی اور خود بینی میں اتنا بدمت ہوتا ہے کہ حق اور ناحق کی بھی تمیز نہ رہے۔قرآن وسنت میں ان جذبات کو قابو میں رکھنے کی تلقین کی گئی ہے اور متقی لوگوں کی صفات میں ایک صفت غصے کو پی جانا بھی بیان کیا گیا ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

ترجمہ:۔ متقی لوگ وہ ہیں جو غصے کو پی جاتے ہیں۔اور لوگوں کے مقصود کو معاف کر دیتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:۔''غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اس لیے تم میں سے جب کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لے''۔ (مسند احمد جامع ترمذی)

اسلام نے اہل ایمان کو اتحاد و اخوت کی تعلیم دی ہے اور ایسے کاموں سے روکا ہے جو افتراق و انتشار اور بے اتفاقی پیدا کرنے کا موجب بنیں۔ غصہ ایک ایسی بیماری ہے جو معاشرے کے بگاڑ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اسلام نے غصے کو دبانے،صبر و ضبط اور عفو و درگزر سے کام لینے والوں کو باہمت،باحوصلہ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کہا ہے اور غصہ کو پی جانا تقویٰ کو نشانی بتایا ہے۔ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

''پہلوان وہ نہیں جو پچھاڑ دینے والا ہو پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت پر قابو پالیتا ہے۔''

رذیل اخلاف میں بدترین کبر ہے۔تکبیر تمام اخلاقی برائیوں کی جڑ ہے اسی تکبیر نے شیطان کو **ذلیل** و رسوا کیا اور جنت سے نکلوایا۔

قرآن وحدیث میں تکبر کی بڑی خدمت کی گئی ہے آضرتؐ نے فرمایا: ''غرور نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو''۔

آپؐ نے فرمایا:''جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔(مسلم)

حصہ سوم (الفقہ)

سوال نمبر ۶۔نماز جنازہ کے مسائل تفصلاً لکھیں۔

جواب۔ **__نماز جنازہ اور اسکے مسائل__**:۔کوئی انسان جب اس دنیا سے رخصت ہو کر موت کے راستے سے سفر آخرت پر روانہ ہوتا ہے تو

www.pakeducationzone.com

اسلامی شریعت نے اسے پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کرنے کا ایک نہایت ہی پاکیزہ، ہمدردانہ اور جداپرستانہ طریقہ مقرر کیا ہے۔ پہلے سب کو عمدہ طریقے سے غسل دے کر، خوشبو سے معطر کر کے صاف ستھرا لباس پہنایا جاتا ہے۔ پھر نماز جنازہ کو صورت میں اجتماعی طور پر اس کے لیئے مغفرو رحمت کی دعا کی جاتی ہے پھر رخصت کرنے کے لیے قبرستان تک ساتھ ساتھ جا کر پوری عزت و احترام کے ساتھ بظاہر ہر قبر اور رفی الحقیقت اللہ کی رحمت کے حوالے کیا جاتا ہے۔

مسائل:۔ جب کسی فرد کا موت کا وقت قریب آجائے تو اسے دائیں پہلو پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لٹا دیا جائے۔ اور اسے کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے۔ تلقین کا طریقہ یہ ہے اسکے پاس بیٹھ کر بلند آواز سے کلمہ شہادت "**اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمدؐ عبدہ ورسول**" پڑھا جائے۔ لیکن اسے کلمہ پڑھنے کے لیئے نہ کہا جائے تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جانے کے نازک وقت میں انکار کر دے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے مرنے والوں کو لاالہ الاالله کی تلقین کی جائے۔ آپؐ نے فرمایا ہے جس شخص کا آخری کلام لاالہ الاالله ہو وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔

۲۔ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اسکے دونوں جبڑے باندھ دئے جائیں اس کی ترکیب یہ ہے کہ کپڑے کی پٹی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اسکے دونوں سرے سر کے اوپر لے جائیں اور دونوں سروں کو گرہ لگا دیں۔ تا کہ منہ بند رہے اور آنکھیں بھی بند کر دی جائیں نیز میت کے ہاتھ پاؤں بھی سیدھے کر دیئے جائیں۔

۳۔ جس تختے پر میت کو غسل دینا ہو اسے طاق مرتبہ کو شبوکی دھونی دیں۔

۴۔ غسل کے لیے بیری کے پتے پانی میں ڈال کر جوش دیا جائے اگر ایسا پانی نہ ملے تو صرف سادہ پانی ہی غسل دیا جائے۔

۵۔ میت کے سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے نہ ہی میت کے ناخن اور بال کاٹے جائیں۔

۶۔ میت کو کفن پہنانے سے پہلے کفن کو طاق مرتبہ کو شبو کی دھونی دی جائے۔

۷۔ کفن پہنانے کے بعد میت کی نماز جنازہ پڑھی جائے نماز جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ مستحق شہر کا حکمران ہے اگر وہ موجود نہ ہو تو محلے کا امام نماز جنازہ پڑھائے۔ وہ بھی موجود نہ ہو تو میت کا ولی پڑھائے۔

۸۔ اگر نماز جنازہ حاکم شہر اور ولی کے علاوہ کسی اور نے نماز جنازہ پڑھائی ہو تو دوسرا کوئی شخص دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا۔

۹۔ اگر کسی کو نماز جناز پڑھنے کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو تین دن تک اسکی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ لیکن اسکے بعد نہ پڑھی جائے۔

۱۰۔ نماز جنازہ پڑھاتے وقت امام میت کے سینے کے برابر سامنے کھڑا ہو۔

۱۱۔ میت کی چارپائی کے چاروں پائے بکو کر اٹھائیں اور تیزی کے ساتھ چلیں، لیکن دوڑنا نہیں چاہیے۔

۱۲۔ جب جنازہ قبرستان میں پہنچ جائے تو جنازے کے ساتھ جانے والے جنازہ اتارنے سے پہلے نہ بیٹھیں جنازہ اتارنے سے پہلے کسی عذر کے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے

۱۳۔ میت کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے اسکی ترکیب یہ ہے کہ میت کو قبر میں اتارتے وقت قبر سے قبلے کی جانب رکھا جائے۔

www.pakeducationzone.com

اورا تانے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو قبر میں اتاریں۔میت کو قبر میں اتارنے والا یہ الفاظ کہے۔ بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ

۱۴۔ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد دائیں پہلو پر قبلہ رخ کر دیا جائے اور کفن کی گرہ کھول دی جائے اور لحد پر کچی اینٹیں اور لکڑی استعمال کرنا مکرہ ہے۔البتہ سر کنڈے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہے پھر قبر مٹی ڈال کر اس کو ہان کی شکل میں بنالیا جائے۔قبر کی سطح ہموار نہ کی جائے بلکہ درمیان سے اونچی رکھی جائے۔

سوال نمبر ۷۔درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

1۔ **سنتیں و نوافل**:۔ **جواب کے لیے** (دیکھئے سوال نمبر 7 جزو(1) سمسٹر خزاں 2003ء)

2۔ **صلوۃ الاستسقاء**:۔ **جواب کے لیے** (دیکھئے سوال نمبر 7 جزو(11) سمسٹر بہار 2003ء)

3۔ **نماز عیدین**:۔ ہر قوم کے کچھ خاص تہوار ہوتے ہیں۔جن میں لوگ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عمدہ لباس پہنتے اور عمدہ کھانے پکاتے ہیں۔اور مختلف طریقوں سے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے اسلام دین فطرت ہے اس لیئے اسلام میں بھی مسلمانوں کے لئے دو مذہبی تہوار مقرر کئے گئے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحی۔رمضان المبارک کو روزہ رکھنے، نماز تراویح ادا کرنے، تلاوت قرآن اور دیگر کئی اطاعات وعبادات کی بدولت جو ایمانی و روحانی برکات حاصل ہوتیں۔اس پر حقیقی خوشی و مسرت کے اظہار کے لیے ماہ شوال کی پہلی تاریخ کو عید کا دن قرار دیا گیا۔اسی طرح ماہ ذوالحجہ کی دس تاریخ وہ مبارک دن ہے جس دن حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے خدا کے حضور عظیم قربانی پیش کی تھی۔امت مسلمہ چونکہ ملت ابراہیمی کی حقیقی وارث ہے لہذا اس دن کو بھی مسلمانوں کے لیئے عید کا دن قرار دی گیا۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالی نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلے ان سے بہتر دو دن تمہارے لیئے مقرر کر دیے ہیں۔یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر (ابو داؤد)

نماز عیدین کی شروعیت پر تمام فقہاء امت کا اتفاق ہے۔امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عیدوں کی نمازیں واجب ہیں۔اور جن لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے ان ہی پر عید کی نماز واجب ہے اور جو شرطیں جمعہ کی نماز کی ہیں وہی شرطیں عید کی نماز کی ہیں۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ عید کی نماز کو سنت قرار دیتے ہیں۔اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک عید کی نماز فرض کفایہ ہے اگر بعض لوگ پڑھ لیں تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے۔

حصہ چہارم (تاریخ الاسلام)

سوال نمبر ۸۔ولید بن عبدالملک کی فتوحات تفصیلاً لکھیں۔

ولید بن عبدالملک:۔ ولید بن عبدالملک کو ایسا دور ملا جس میں ہر قسم کی بغاوتوں اور شورشوں سے کوئی خطرہ نہ تھا۔اور ان سے پاک بھی تھا۔اس لیئے اس کو پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ بیرونی فتوحات اور تعمیری کام کرنے کا موقع ملا۔خوش قسمتی سے اسے ایسے ایسے باصلاحیت سپہ سالار میسر آئے جن کی بدولت اسلامی حکومت کی حدود چین سے یورپ تک ہو گئیں۔اسی بناء پر ولید کے عہد کو فتوحات اسلامی

www.pakeducationzone.com

کا درخشاں دور کہا جاتا ہے۔

ولید بن عبدالملک کی فتوحات:۔

۱۔ وسط ایشاء کی فتوحات:۔ ترکستان کے حکمران اکثر بغاوتیں کرتے رہتے۔قتیبہ بن مسلم ولید کے نامور جرنیل نے ترکستان پہنچ کر انھیں اطاعت پر مجبور کردیا۔بلغ اور طخارستان کے حکمران کوخراج کی ادائیگی پر مجبور کردیا۔۸۷ھ میں قتیبہ نے بخارا کے شہر سکند پر لشکر کشی کرکے اسے فتح کرلیا۔۸۹ھ میں بخارا پر فوج کشی کی گئی مگر کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔چنانچہ ۹۰ھ میں دوبارہ حملہ کردیا گیا۔فتح بخارا کے بعد اس نے سمرقند کارخ کیا۔اہل سمرقند نے قلعہ بند ہوگئے۔مگر بچاؤ کی کوئی صورت نہ پا کر ۱۲لاکھ درہم سالانہ خراج کی ادائیگی منظور کرلی۔سمرقند کی تسخیر ۹۳ھ میں ہوئی۔اسکے بعد ۹۷ھ میں شاش اور فرغانہ کے علاقوں کو فتح کرکے اسلامی سلطنت میں شامل کرلیا۔ترکستان کی فتح کے بعد قتیبہ نے چین کی فتح کا منصوبہ بنایا۔اور خاقان چین کو جزیہ کی ادائیگی پر معاہدہ صلح کرنے پر مجبور کرلیا۔چنانچہ اسلامی لشکر فتح مند لوٹا۔

۲۔ فتح سندھ:۔ولید کے عہد تک سندھ پر مسلمانوں کا قبضہ نہ تھا۔لیکن ایک اہم واقعہ نے مسلمانوں کو سندھ کی تسخیر پر مجبور کردیا۔لنکا کے راجہ نے خلیفہ اسلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے ملک میں مقیم مسلم عرب تاجروں کے پسماندگان کو تحفے دے کر جہازوں میں روانہ کیا۔لیکن سندھ کی مشہور بندگاہ دیبل کے قریب پہنچے پر ان جہازوں ڈاکوں نے لوٹ لیا۔جن میں عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔

حجاج بن یوسف نے راجا داہر کو خط لکھ کر قیدیوں کی رہائی اور ان کا مال واسباب واپس دلانے کا مطالبہ کیا۔لیکن راما نے معزوری ظاہر کی اس پر حجاج نے اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم کو لشکر دے کر سندھ کی مہم پر روانہ کیا۔محمد بن قاسم نے دیبل والوں کو شکست دی رانہ داہر قتل ہوا اسکے خاتمہ کے بعد اس کی بیوی رانی بائی نے راوڑ کے مقام پر محمد بن قاسم سے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔اسی طرح بڑھتے بڑھتے ملتان بھی اسلامی سلطنت کا حصہ بن گئی۔

۳۔ سپین کی فتح:۔سپین جیسے ہسپانیہ بھی کہا جاتا ہے براعظم یورپ کے جنوب میں واقع ہے۔یہاں ایک ظالم حکمران راڈرک حکومت کرتا تھا۔اس نے کونٹ جیولن جو ہسپانیہ کے علاقے سبتہ کا گورنر تھا ۔اسکی بیٹی کی بےعزتی کی تھی جس پر کونٹ نے غضب ناک ہوکر موسیٰ بن نصیر کو سپین پر حملہ کرنے کی دعوت دی تھی اسکے علاوہ وہاں کے عوام معاشی اور معاشرتی لحاظ سے بہت پسماندہ تھے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے موسی بن نصیر نے فوجی جرنیل طارق بن زیاد کو اس مہم پر روانہ کیا۔انہوں نے وہاں بہت سی فتوحات حاصلی کیں ان کی فتوحات کو دیکھ کر موسیٰ بن نصیر بھی پاس آگئے۔اور دونوں مل کر سپین کے بقیہ علاقوں پر بھی قبضہ کرلیا۔اور اس طرح سے شمالی سپین کو فتح کرلیا۔

۴۔ ایشائے کوچک اور آرمینا کی فتوحات:۔رومیوں اور مسلمانوں کی آویزش شروع سے چلی آرہی تھی۔رومی اپنے کھوئے ہوئے علاقے لینے کے لیے آئے روز اسلامی علاقوں کی سرحدوں پر حملے کرتے رہتے تھے۔ولید بن عبدالملک کو مقرر کیا گیا مسلمہ اور اس کے بیٹے نے ایشیاء کوچک اور آرمینا کے علاقے فتح کئے اور رمیوں کو لگاتار شکستیں دے کر عوریہ بہتا،افرام،طرطوس اور انطاکیہ کے قلعے فتح کیئے۔

سوال نمبر۹۔اموی عہد کی،سیاسی،معاشی ومعاشرتی سرگرمیاں تفصیلاً تحریر کریں۔

www.pakeducationzone.com

ج۔**اموی عہد کی علمی سرگرمیاں**:۔ یہ عہد علوم وفنون کی ترقی کا محض ابتدائی دور تھا اور علوم کی ترقی و تکمیل کی جو صورت عباسی عہد کے علوم میں ظاہر ہوئی اس کی جڑیں بلاشبہ اموی عہد میں پیوست ہیں لہذا اموی عہد کی تخم ریزی اور پرورش کا دور کہلاتا ہے۔

دینی علوم:۔ اموی عہد میں علوم کی نشر و اشاعت کا کام ثانوی حیثیت اختیار کر گیا۔بہر حال خلفائے بنوامیہ نے دینی علوم کی ترویج اور اشاعت کی کوششوں کی حوصلہ افزائی اور علوم کی سرپرستی بھی کی۔ دینی علوم میں قرآن تفسیر ،قرآت ،حدیث اور فقہ وغیرہ شامل ہیں۔

علم تاریخ:۔تاریخ نویسی کا باقاعدہ آغاز اموی عہد سے ہوا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے تاریخ نویسی قصہ گوئی کے درجہ سے آگے نہ بڑھ سکی تھی۔ اس میں مورخین کا تخیل اور افسانوی رنگ شامل ہوتا تھا۔اموی عہد میں پہلی مرتبہ حقائق کو بے لاگ بیان کیا گیا۔

علم الانساب:۔خلفائے بنوامیہ نے جہاں دوسرے علوم کی ترقی و اشاعی کا اہتمام کیا وہاں اس علم کی طرف بھی رجوع دی۔ چنانچہ ان کے عہد میں تین نصاب دان بہت مشہور تھے۔ابن سیرین ،سعید بن میبّب اور محمد بن کلبی آئندہ علم الانساب نے جو ترقی کی اسکا ماخذ انہیں کی روایات تھیں۔

سائنسی علوم:۔اس عہد میں سائنسی علوم نے بھی بہت ترقی کی خصوصاً کیمیا،طب،اور فلسفہ نے بہت ترقی کی۔

فلسفہ:۔اموی عہد میں یونانی علوم کے عربی میں ترجمہ کی بدولت یونانی فکر و فلسفہ نے مسلمانوں پر اپنا اثر ڈالا۔اس طرح سے اموی عہد میں بعض نئی نئی بحثوں اور فلسفیانہ نظریات نے جنم لیا۔

خطابت:۔عہد بنوامیہ میں جو خطابت کو جو ترقی حاصل ہوئی وہ کسی اور عہد میں یہ ہو سکی۔خطیب اس فن سے نماز جمعہ کے خطبوں میں فن ہی تلقین کرتے تھے۔سپہ سالار جنگی جوش ابھرتے تھے اور اپنی رعایا میں وطن پرستی کے جذبات پیدا کرے تھے۔

کتابت وانشاء:۔ اموی عہد میں اس فن کو عروج حاصل ہوا حکومت اور امراء کاتبوں کو ملازم رکھتے تھے۔چونکہ انشاء کو سرکار طور پر بہت اہمیت حاصل تھی اس لیے اس فن میں بہت سے لوگوں نے نام پیدا کیا اور کئی کتابیں لکھیں۔عبدالملک کا کاتب عبدالحمید اس فن کا امام مانا جاتا ہے۔عبدالحمید کی کمال فن پر یہ مقولہ شاید ہے کہ کتابت عبدالحمید سے شروع ہوئی اور ابن العمید (عباس دور کا نامور کاتب) پر اسکا خاتمہ ہوا۔

سیاسی سرگرمیاں:۔اموی عہد کے سیاسی حالات کا اندازہ اس دور میں اٹھنے والی مختلف سیاسی تحریکوں سے لگایا جاسکتا ہے۔اس عہد میں بہت سی تحریکیں انھیں جن میں حضرت امام حسینؓ،عبداللہ بن زبیرؓ خوارج اور ابومسلم خرامانی کی تحریکیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ان تحریکوں نے بنوامیہ کی سیاست پر گہرے اثرات مرتب کئے یہی وہ تحریکیں تھی جنھوں نے اس خاندان کے زوال میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت اماحسینؓ کی تحریک:۔٦٠ھ میں یزید نے خلیفہ بننے کے بعد حضرت امام حسینؓ سے بیعت لینی چاہتی تو آپ نے انکار کر دیا۔یزید انتہائی عباس،عیش پسند اور احکام شریعت سے بے خبر حکمران تھا۔حضرت امام حسینؓ کے انکار پر یزید نے آپ سے جنگ کرنے کی ٹھانی۔ جسکے نتیجے میں سانحہ کربلا پیش آیا۔جو پوری اسلامی تاریخ کے چہرے پر بدنما داغ ہے۔

تحریک امام حسینؓ کی وجہ سے اقتدار خلافت آل معاویہ سے آل مروان میں منتقل ہو گیا۔اقتدار کی کشمکش بالا آخر مروانی اقتدار پر فتح

www.pakeducationzone.com

حاصل ہوئی۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی تحریک:۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید کی بیعت نہ کی تھی۔ جب یزید نے ان سے بیعت لینی چاہی تو ایک دن کی مہلت لے کر مکہ چلے گئے۔ اور وہیں رہائش پزیر ہو گئے۔ شہادت امام حسینؓ کے بعد آپ کو خلافت ملی اور یہیں سے ان کی تحریک کا آغاز ہوا۔ یزید نے اس تحریک کو ختم کرنے کو کوشش کی مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ واقعہ حرہ اور خانہ کعبہ پر سنگ باری یزید کی انہیں کوششوں کی کڑیاں ہیں۔

خارجی تحریک:۔ بنو امیہ کے مخالفین میں سب سے زیادہ منظم اور خطرناک گروہ خارجیوں کا تھا۔ خارجیوں کا ظہور جنگ صفین میں ہوا تھا۔ ان کی تحریک کوئی معمولی تحریک نہ تھی جسکی عرفانہ خلفاء توجہ دیتے تھے۔ بلکہ یہ بڑی طاقتور تحریک تھی۔ جسکی جڑیں کوفہ بصرہ اور عراق میں بہت گہری تھیں۔ اس تحریک نے ہر دور میں خلفاء کی توجہ کو اپنے اوپر کیے رکھا۔ اس تحریک نے بنو امیہ کے زوال میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔

عباسی تحریک:۔ اموی عہد میں پیدا ہونے والی تحریکوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور طاقتور تحریک تھی۔ اس نے بالآخر بنو امیہ کے اقتدار کا خاتمہ کر ڈالا۔ یہ تحریک عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں منظم ہوئی اور اسکی طاقت کا احساس مروان ثانی کو خلافت کھونے سے تھوڑا عرصہ پہلے ہوا۔ چنانچہ اس انتہائی طاقتور تنظیم کے خلاف اسکی ہر کوشش ناکام رہی۔ اور بالآخر تحریک عباسی نے اموی خلافت کو حرف غلط کی طرح مٹا ڈالا۔

معاشی و معاشرتی سرگرمیاں:۔

ا۔ **معاشی سرگرمیاں**:۔ اس عہد میں دولت کی فروانی تھی حکومت کے خزانے بھرے ہوئے تھے جسکا کافی حصہ مجاہدین سلطنت سامان جلالت مہیا کرنے اور عیش و عشرت کے مزے لوٹنے میں استعمال کیا کرتے تھے۔

اموی عہد میں بڑی تعداد میں فتوحات ہوئیں اور مفتوح علاقوں میں جیسے سپین جیسے متمول ممالک بھی شامل تھے۔ اس لیے اس دور میں خمس حکومت کا اہم ترین ذریعہ آمدنی تھا۔

زکواۃ:۔ حکومت لوگوں سے زکواۃ لے کر عوام کی فلاح و بہبود اور رفائے عامہ کے کاموں پر خرچ کرتی تھی۔

عشور:۔ یہ ٹیکس تجارتی مال پر وصول کیا جاتا تھا۔ اسکی ابتداء حضرت عمر فاروقؓ سے ہوئی تھی۔ یہ اموی عہد میں بھی جاری رہا۔ مسلم و غیر مسلم کے اس کی شرح مختلف تھی

باج:۔ یہ ٹیکس ان سرحدی فرمانووں سے وصول کیا جاتا تھا۔ جنہیں مسلمانوں کے ہاتھ شکست ہوئی تھی۔ اور وہ مسلمانوں کے ساتھ باجگزری کا معاہدہ کر کے صلح کر لیتے تھے۔

صنعت وحرفت:۔ اس عہد میں صنعت وحرفت کی ترقی کی طرف توجہ دی گئی۔ چنانچہ دمشق، حماص، بیروت، حیرو، کوفہ، سواسط اور حلب اس عہد کے اہم صنعتی مراکز تھے۔

معاشرتی سرگرمیاں:۔ اموی حکومت خالص عربی حکومت تھی۔ اس لئے اس عہد میں لوگوں کی سماجی اور معاشرتی زندگی میں عربیت کا عنصر بہت غالب تھا۔ تاہم رومی اور ایرانی قوموں کے ملاپ کی وجہ سے ان تہذیبوں کے اثرات بھی اموی تہذیب پر مرتب ہوئے اس وجہ سے ان کی زندگیوں میں شان وشوکت اور نمود ونمائش کا عنصر بہت نمایاں ہو گیا تھا۔ اموی معاشرے میں جاگیردارانہ نظام قائم تھا۔ جسمیں سماجی

www.pakeducationzone.com

اور سیاسی تقاضوں کے مطابق گروہ بندی تھی جسکی وجہ سے معاشرے میں ہر طبقہ گروہ کا الگ مقام ہوتا ہے۔

حکمران طبقہ:۔سب سے اہم حکمرانی کا طبقہ تھا جسمیں خلیفہ شہزادے، اموی خاندان کے ارکین، حکومت کے اعلیٰ فوجی جرنیل تھے۔اس گروہ سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ عربی انسل تھے۔

عام عرب:۔ یہ طبقہ فوجی ملازمین اور عام عربوں پر مشتمل تھا۔حکومت سے چا دادی اور فوجی خدمات کے عوض ان کو وظائف اور تنخواہیں دی جاتی تھیں۔

عوالی:۔مفتوحہ علاقوں کے مسلم موالی کہلاتے تھے ان میں غلاموں کی بڑی تعداد تھی۔

ذمی:۔وہ لوگ جنہوں نے مفتوحہ علاقوں میں اسلام قبول نہیں کیا تھا ذمی کہلاتے تھے۔انہوں نے اموی حکومت کی سیاسی اطاعت تو اختیار کر لی تھی۔لیکن اپنے مذہب کو نہ چھوڑا تھا۔ان کا اسلامی حکومت کے ساتھ معاہدہ ہو جاتا جس کے تحت اسلامی حکومت ان کی جان مال و عزت کی حفاظت کرتی تھی۔

غلام:۔اس عہد میں شاندار فتوحات کی بدولت بیت سے جنگی قیدی غلام بنائے گئے ان میں سے پیشتر کو تو آزاد کر دیا گیا۔

www.pakeducationzone.com

خزاں 2004ء

کورس کوڈ: 437

سوال نمبرا۔ مختصر جوابات تحریر کریں۔

1۔ بیان اور شعر کا فرق واضح کریں؟

ج۔ بیان اور شعر کا فرق یہ ہے کہ بیان وہ نثری کلام یا تحریر ہے جو سامنے یا مخاطب یا قاری کی سمجھ میں آ جائے۔کلام موزوں ہوتا ہے جو مخاطب کی ذہن میں اتر کرا سے متاثر کرتا ہے۔

2۔ رحمت وشفقت کی حد کیا ہے؟

ج۔ رحمت اور شفقت کا دائرہ کار اتنا وسع ہے جتنی کائنات۔آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے: ''اگر تم میری رحمت کی امید کرتے ہوتو میری مخلوق پر رحم کرو۔

3۔ اللہ کے ہاں پسند وناپسند کا معیار کیا ہے؟

ج۔ اللہ کے ہاں پسند وناپسند کا معیار ایمان وتقویٰ ہے۔

4۔ الحب فی اللہ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ اس کا مطلب ہے کہ محبت جو خالصتاً اللہ کے لیے ہواور اس میں صرف رضائے الٰہی سے مقصود ہو، دینوی غرض نہ ہو۔

5۔ شہید کی تعریف کریں؟

ج۔ شہید وہ ہے جو شرکوں سے قتل ہوا ہو یا میدان جنگ میں زخمی ہونے کی حالت میں پایا جائے۔اور اسی زخم کی وجہ سے جاں بحق ہو جائے۔یا مسلمانوں نے اسے ظلماً قتل کیا ہواور اس قتل کی بناء پر دیت نہ واجب ہوئی بلکہ قصاص واجب ہوا ہو۔

6۔ سجدہ تلاوت کسے کہتے ہیں؟

ج۔ قرآن مجید مین چند مقامات ایسے ہیں جنکے پڑھنے یا کسی کو پڑھتے ہوئے سننے سے سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اس کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔

7۔ سجدہ تلاوت کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج۔ سجدہ تلاوت کرنے کا یہ طریقہ ھے کہ جو شخص سجدہ کرنے کا ارادہ کرے وہ بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتا ہوا سجدہ کرے۔اور پھر تکبیر کہتا ہوا سجدہ سے سر اٹھائے پس سجدہ ادا ہوگیا۔سجدہ تلاوت میں تشہد اور سلام نہیں ہے۔

8۔ عید کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

ج۔ عید مسلمانوں کا مذہبی تہوار ہے۔

9۔ رحمتہ کا کیا مطلب بیان کریں؟

www.pakeducationzone.com

ج۔ ایسا ترس جو احسان اور مغفر کا سبب ہوتا ہے۔

10۔ حسد کا مفہوم لکھیں؟

ج۔ حسد یہ ہے کہ کسی کی ممانعت کے زوال اور خود اپنے لیئے اس کے حصول کی تمنا یا آرزو کی جائے۔

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل آیات کا ترجمہ اور تشریح کریں؟

(الف)۔ قل اطیعو اللہ و الرسول فان تو لو فان اللہ لا یحب الکفیرین۔

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے اطاعت کرو اللہ کی اور رسولؐ کی پس اگر تم پھر گئے تو اللہ انکار کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

تشریح:۔ رسول اسلئے بھیجا جاتا ہے کہ لوگ اس کی کامل اطاعت کریں۔ جس کام کے کرنے کا حکم دیں وہ کریں اور جس سے منع کریں اس سے باز رہیں۔

اگر لوگ رسول کی اطاعت نہ کریں تو اس کی بعثت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اور اطاعت کے بغیر ایمان لانا بے سود اور لا حاصل ہے اگر اطاعت نہ کریں گے تو لوگوں کی زندگی کس طرح سنورے گی۔ ارشاد باری تعالی ہے

"ما ارسلنا من رسول الا ایطا ع باذن اللہ"

ترجمہ:۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیئے کہ اللہ کے اذن کی بناء پر اس کی اطاعت کی جائے۔

رسول کی نافرمانی کرنے والا عذاب الٰہی کا مستوجب ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے

ترجمہ:۔ اور جو نافرمانی کریگا اللہ کی اور اسکے رسول کی اور اس کی حدود سے تجاوز کریگا وہ آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ جس میں وہ مقیم رہے گا۔ اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔

رسول لوگوں کی جن اوامر نواہی کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ سب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ ہر بات اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ ارشار باری تعالی ہے

(وما ینطق عن الھوٰی۔ اِن ھوالا وحی یوحیٰ۔)

ترجمہ:۔ اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا یہ تو ایک وحی ہے جو اسے وحی کی جاتی ہے۔

پس رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ارشار باری تعالی ہے:

(من یطع الرسول فقد اطا ع اللہ)(ج)

ترجمہ:۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(ب)۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکتہ منرکاً وھدی للعلمین۔

ترجمہ:۔ بے شک سب سے پہلا گھر (عبادت گاہ) جو لوگوں کے لیے (بغرض عبادت) بنایا گیا ہوہی ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ (خیرو) برکت والا ہے اور سارے جہاں والوں کے لیئے رہنما خدائے واحد لاشریک کی عبادت کے لیئے بنائی گئی ہے۔

www.pakeducationzone.com

اس گھر میں بعض نشانیاں ایسی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ عبادت گاہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے مثلاً یہ اق دق بیابان میں بنایا گیا۔ جہاں شہروں کے آباد ہونے کے جغرافیائی اسباب میں کوئی اسبب بھی موجود نہ تھا۔ مگر اللہ نے یہاں کے رہنے والوں کے رزق کا بہتر انتظام کر دیا۔ اس بابرکت گھر کی زیارت اللہ نے لوگوں پر فرض قرار دی ہے یہی زیارت شرعی اصطلاح میں حج کہلاتی ہے حج ارکان اسلام میں سے ضروری رکن ہے اگر چہ استطاعت کی شرط ساتھ مشروط ہے اور استطاعت میں **زادِ سفر امن راہ**، تندرستی، وغیرہ شامل ہیں۔ حج ۹ ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔ تقریباً ڈھائی ہزار سال تک ایک ایسے خطے میں نشان امن بنا رہا۔ جہاں اس طویل عرصے میں کبھی قانون کی حکومت نہیں رہی پھر اللہ نے ہمیشہ دشمن سے اسکی حفاظت کی ہے۔ ابرھہ کا واقعہ تو عرب کا بچہ بچہ جانتا تھا۔ الغرض اس جگہ پر مادی و روحانی اور دینی و دینوی برکتوں کو جمع ہونا طویل مشاہدات سے ثابت ہے۔

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

دین اسلام:۔ شریعت عبادات اور معاملات میں احکام اور مسائل پر مشتمل ہوتی ہے انسان کی ضروریات اور مصلحتوں نیز **حکمت الیہ** کے تحت شریعتیں بدلتی رہی ہیں۔ ان میں بھی ارتقاء کا عمل جاری رہا۔ تا آنکہ رسالت محمدی کے ذریعے عطا ہونے والی شریعت میں ارتقاء کا یہ عمل اپنی انتہا کو پہنچ گیا اور یوں انسان کے لیے ہدایت ربانی کی نعمت پوری ہوگئی اور ی نعمت دین اسلام کی صورت میں پوری ہوئی۔

ارشار باری تعالٰی ہے

''ان الدین عند اللہ الا سلام'' بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے۔ اور اسلام کے سوا اللہ کسی دین کو شرف قبولیت نہیں بخشے گا۔

ارشار باری تعالٰی ہے

''ومن یبتغ غیر الاسلام دینا حلن یقبل منه'' ''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔''

ختم نبوت کا منطقی تقاضا بھی یہ ہی بنتا ہے کہ آپ کی رسالت میں اللہ کے دین کی تکمیل ہو جائے اور ارتقاء کا جو عمل شروع ہوا تھا۔ وہ اپنے نقطہ کمال کو پہنچ جائے۔ پس اب قیامت تک کیا انسانوں کے لیئے یہ دین ہدایت ربانی کا کام دیتا ہے۔ جنات اور انسانوں کو بھی اس لیے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالٰی کی عبادت کریں۔ ارشار باری تعالٰی ہے

''وما خلقت الجن والانس الا یعبدون'' اور میں نے جنوں اور انسانوں کی رضا کے لیے اس کا احکام کی پابندی کرتے ہوئے زندگی بسر کرتے تو اسکا ہر فعل و عمل عین عبادت ہے

اسلام نے رہبانیت ترک دنیا اور گوشہ نشینی (اختیار) کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے اللہ تعالٰی نے انسانوں کو خلافت ارضی زمین کا اقتدار بخشا ہے اور کائنات کی چیزوں کو انسانوں کے لیے مسخر کر رکھا ہے۔

اسلام چاہتا ہے کہ انسان کائنات میں تعریف کرے لیکن اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر۔ اللہ تعالٰی سے اپنا ربط و تعلق ہر وقت قائم رکھے اور اسکی یاد سے کسی ضروری تربیت نہ ہو۔ اس مقصد کے لیے اسلام نے انسان کی ضروری تربیت کے لیے چند عبادات اس پر فرض قرار دی

www.pakeducationzone.com

ہیں۔اور وہ عبادات یہ ہیں۔**نماز۔روزہ، زکوۃ۔حج۔**

(۲)۔اطاعت رسول:۔ جواب کے لیے (دیکھئے سوال نمبر 3 جزو(۳) سمسٹر بہار2003ء)

(۳)۔محکمات ومتشابہات:۔ جواب کے لیے (دیکھئے سوال نمبر 3 جزو(۳) سمسٹر بہار2003ء)

حصہ دوم (الحدیث)

سوال نمبر۴۔درج ذیل کا اردو ترجمہ اور تشریح کریں؟

ج۔وعن ام کلثوم قالت قال رسول اللہ لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس ویقول خیراً وینمی خیراً

ترجمہ:۔ ام کلثومؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جھوٹا وہ نہیں جو لوگوں کے درمیان اصلاح کرتا ہے اور بھلی بات کہتا ہے اور بھلی بات پہنچاتا ہے۔

تشریح:۔ جھوٹ بیانی اپنی اصل کے اعتبار سے حرام ہے۔لیکن شریعت مطہرہ نے بعض معاملات میں اسے مباح قرار دیا رسالت مآبؐ نے اس کی اباحت کی تین صورتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ اصلاح بین المسلمین کی خاطر اس وقت پیدا ہوئی ہے جب:

(الف)۔ مسلمانوں کے درمیان انتشار اور دنگا فساد کا اندیشہ ہو اور جھوٹ بولنے سے صورتحال میں بہتی کی امید پیدا ہو سکتی ہو۔

(ب)۔ جب کوئی فرد کسی ظالم کے ظلم سے بھاگ کر کسی کے ہاں پناہ لے اور مظلوم کی حمائیت میں ظالم کے سامنے جھوٹ بول دیا جائے۔تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

۲۔ میاں بیوی سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے کہ اگر سچ بیان کریں تو نا چاقی کا خدشہ ہو سکتا ہے اس صورت میں دروغ مصلحت آمیز کا سہارا لینے میں کوئی حرج نہیں بشرطیلہ اس کذب بیان کی وجہ سے کسی فتنے کے اٹھنے کا احتمال نہ ہو جو میاں بیوی یا کوئی سمجھ بوجھ کی ضروریت ہے۔

۳۔ دشمن سے جنگی راز چھپانے کے لیئے بھی جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔دروغ مصلحت آمیز کا ایک طریقہ بھی وضع کیا گیا ہے۔جسے اصطلاح میں توریۃ کہا جاتا ہے۔

توریۃ کے لغوی معنی چھپانے کے ہیں۔

(ب)۔ عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ لا یلدغ الیومن من محجر واحد مرتین۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا

تشریح:۔ سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ ابو عزہ جمی قریش مکہ کا شاعر تھا۔اپنے اشعار میں آنحضرتؐ کے سامنے پیش کیا گیا۔اس نے معافی مانگی اور آئینہ ہجو گوئی نہ کرنے کا عدہ کیا حضورؐ نے اسے بغیر فدیہ لیے چھوڑ دیا۔لیکن وہ بدبخت دریدہ دہن مکہ پہنچ کر پھر شان رسالتؐ میں ہجو گوئی کرنے لگا۔

www.pakeducationzone.com

اگلے سال غزوہ احد پر پھر کفار کے لشکر کے ساتھ آیا لیکن مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور حضورؐ کے سامنے پیش کیا گیا۔اس نے معافی کی درخواست کی آپؐ نے اسکی درخواست یہ کہہ کر رد فرما دی کہ اب میں تجھے اس لیے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔کہ تو یہ کہتا پھرے کہ میں نے دو مرتبہ محمدؐ کا مذاق اڑایا۔

اسکے ساتھ آپؐ نے یہ بھی فرمایا ''لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین'' اسکے بعد آپؐ نے اسکے قتل کیئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ دوسروں پر سوچ سمجھ کر اعتماد کیا جائے۔جس نے ایک دفعہ عہد توڑا دوسری بار قابل اعتبار نہ رہا۔مؤمنانہ فراست کا تقاضہ ہے کہ مؤمن جہاں سے ایک بار نقصان اٹھاتا ہے دوبارہ وہ اس طرف کا رخ نہیں کرتا۔

(ج)۔ وعن ابن عمیر قال قال رسول اللہ ان احب اسماء کم الی اللہ عبداللہ و عبدالرحمن۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ کو تمارے ناموں میں زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

تشریح:۔ کسی قوم میں رائج ناموں سے اس قوم کے عقائد اور تہذیب وتمدن کی عکاسی وہوتی ہے۔۔فرد کا نام کسی شخصیت کو بتانے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔اسی بناء پر آنحضرتؐ نے تہذیب اسلامی کے اس پہلو کے بارے میں واضح ہدایات جاری فرمائیں اور عبداللہ اور عبدالرحمٰن اللہ کے پسندیدہ نام قرار دیئے۔

انسان کے مقصد حیات سے نام کا گہرا تعلق ہے لہذا ایسے نام رکھیں جائیں جو مقصدیت کو طرف سے اسے کشاں کشاں چلتے رہیں عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام کے شخص کو جب بار بار پکارا جائے گا کہ وہ اللہ کے بندے اور اسی کے غلام ہیں۔خدا کے سوا اور کسی کی رحمانیت کی صفت کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔

جوں جوں ان کے اس وعقیدے میں پختگی آتی چلی جائے گی۔تو وہ عبودیت کا سراپا مظہر بنتے چلے جائیں گے۔

سوال نمبر ۵۔مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

ج۔**<u>المصافحہ ولمعانقہ</u>**:۔

جواب کے لیے (دیکھیے سوال نمبر 5 جزو (iii) سمسٹر بہار 2003ء)

ii۔ قیام:۔ **قیام کے لغوی معنی ہیں۔کھڑا ہونا۔**

قیام سے مراد ایسے شخص کی تعظیم وتکریم کے لیئے کھڑا ہونا جو لائق ادب ہو۔حسن اخلاق کا یہ تقاضا ہے کی انسانیت کا احترام کیا جائے۔اس سے معاشرتی استحکام حاصل ہوتا ہے۔خود اللہ تعالی نے انسان کو اکرام واحترام کی دولت سے نوازا ہے ارشاد ہے:

''**ولقد کرمنا بنی آدم**'' ''یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی۔اس آیت کا آخری حصہ اسطرح ہے

''اور ہم نے انہیں (انسانوں کو اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی''

www.pakeducationzone.com

اللہ اور اسکے رسولؐ نے مسلمانوں کو جو آداب سکھائے ہیں۔ان میں سے ایک ادب یہ ہے کہ جب کسی مجلس میں پہلے سے کچھ لوگ بیٹھے ہوں اور بعد میں مزید کچھ لوگ آ جائیں تو پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو چاہیئے کہ خود بخود نئے آنے والے کو جگہ دیں۔

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ:

'' کسی شخص کے لیئے جائز نہیں ہے کہ وہ آدمیوں کے درمیان ان کی ایجازت کے بغیر گھس جائے''۔جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں چلا جائے اور پھر واپس آ جائے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔

تشریح:۔ اس فرد کو چاہیے کہ وہ ایسی نشانی چھوڑ کر جائے جس سے دوسروں کو معلوم ہو کہ نشست مخصوص ہے۔یہ طریقہ بہتر ہے کہ اس نشست سے تھوڑی دیر تک کے لیئے اٹھ کر جانے والے شخص اپنے قریب بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو بتا کر جائے تا کہ جب کوئی دوسرا بیٹھنے لگے تو اسے بتایا جا سکے کہ پہلے ہی وہاں کوئی بیٹھا ہوا تھا۔ساتھ ہی جو فرد بازار یا سڑک کے کسی خاص حصے میں بیٹھ کر روزانہ کاروبار کرتا ہے تو کوئی اور اسکی جگہ پر قبضہ نہ کرے کیونکہ پہلے کا حق خائق ہے۔اگر کوئی فرد مسجد کے کسی خاص کونے میں بیٹھ کر درس دیتا ہے یا فتویٰ نویسی کرتا ہے یا تلاوت قرآن کرتا ہے۔تو دوسروں کو اسکی مسند پر بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

سوال نمبر ۶۔اوقات الصلوۃ سے متعلقہ مسائل کی وضاحت کریں؟

ج۔اوقات الصلوۃ:۔

(ف)۔نماز کا اسکے وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہیں اور وقت گزرنے کے بعد بھی وہ نماز بطور ادا نہیں پڑھی جائے گی بلکہ بطور قضا پڑھی جائے گی۔نماز کی ادائیگی کا وقت فقط ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ہر نماز کے لیے افضل اور مستحب وقت ہوتا ہے۔جس میں نماز ادا کرنا بہتر ہے۔

اوقات نماز سے متعلق متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔جن میں سے زیادہ تفصیل اور اوضاحت کے ساتھ نماز کے اوقات امامت جبرئیل والی حدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔آنحضرتؐ کا ارشاد ہے:

جبرئیل نے دو مرتبہ مجھ کو بیت اللہ کے قریب نماز پڑھائی پہلے دن ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ ابھی سورج ڈھلا ہی تھا اور سایہ ایک جوتی کے تسمے سے زیادہ نہ تھا۔پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اسکے اپنے قد کے برابر تھا۔پھر مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔پھر عشاء کی نماز شفق غائب ہوتے ہی پڑھائی اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جبکہ ہر چیز کا سایہ اسکے قد کے برابر دو گنا تھا اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔اور عشاء کی نماز ایک تہائی گزر جانے پر پڑھائی اور فجر کی نماز اچھی روشنی پھیل جانے پر پڑھائی۔پھر جبرئیل نے پلٹ کر مجھ سے کہا اے محمدؐ یہی اوقات انبیاء کے نماز پڑھنے کے ہیں۔اور نمازوں کے صحیح اوقات ان دونوں کے درمیان ہیں۔

مسائل اوقات نماز:۔

1۔ نماز فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر طلوع آفتاب سے پہلے تک رہتا ہے۔صبح کی دو قسمیں ہیں۔

www.pakeducationzone.com

i۔ **صبح کاذب**:۔اس سے مراد وہ سفیدی ہے جورات کے آخری حصے میں صبح صادق سے کچھ پہلے آسمان کے مشرق کنارے پر عمودی شکل میں اوپر کو پھیلتی ہے۔اورتھوڑی دیر کے بعد غائب ہوجاتی ہے۔

ii۔ **صبح صادق**:۔اس سے مراد وہ سفیدی ہے مشرق سے افق میں دائیں بائیں پھیلی ہوئی اوپر کو اٹھتی ہے یہاں تک کہ مکمل روشنی ہو جاتی ہے۔فجر ثانی سے یہ ہی مراد ہے اسی صبح صادق کے نکلنے سے نماز فجر کا وقت شروع ہوتا ہے۔اور آفتاب نکلنے سے پہلے تک رہتا ہے جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ بھی ظاہر ہو جائے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

2۔ نماز ظہر کا وقت زوال شمس یعنی نصف آسمان سے سورج کے ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے۔اس پر تمام فقہا متفق ہیں لیکن کب ختم ہوتا ہے اسمیں ائمہ احناف کے مابین اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ظہر کا وقت اسوقت ختم ہو جاتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اسکے اصلی سایہ کے سوا اس چیز سے دوگنا ہو جائے۔ اور صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ظہر کا وقت اسوقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کو نکال کر اسکے برابر ہو جائے۔

3۔ نماز عصر کا وقت ظہر کے وقت ختم ہونے سے شروع ہو جاتا ہے۔ظہر کی نماز کے وقت کے ختم ہونے میں امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین کے درمیان جو اختلاف ہے عصر کی نماز کے آغاز کے لیے ہے وہ بھی رہے گا۔چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک میں ہر چیز کا سایہ اصلی سائے کے علاوہ دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔جب ہر چیز کا سایہ اصلی سائے کے علاوہ ایک مثل ہو جائے۔

4۔ جب آفتاب غروب کو جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔اور شفق غائب ہو جائے تک ہے۔اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ نماز مغرب کا آخری وقت شفق کے غائب ہو جانے تک رہتا ہے۔شفق سے مراد وہ سرخی ہے غروب آفتاب جو مغرب کے بعد آسمان پر باقی رہتی ہے۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مغرب کا جو وقت اول ہے وہی آخر بھی ہے لہذا احتیاط اسمیں ہے کہ نماز مغرب سورج غروب ہوتے ہی ادا کر دی جائے اسمیں تاخیر نہ کی جائے۔

5۔ نماز عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔شفق کی سفیدی غروب آفتاب سے ایک یا سوا گھنٹے بعد ختم ہو جاتی ہے۔لیکن عشاء کی نماز احتیاط ڈیڑھ گھنٹہ بعد پڑھنی چاہیے۔

عشاء کی نماز کے بارے میں کئی احادیث منقول ہیں جنکی رو سے امام حنیفہؒ اس نتیجے پر پہنچے کہ عشاء کی نماز کا مستحب وقت ایک تہائی رات کے بعد صبح صادق تک کا ہے۔نماز وتر کا وقت وہی ہے جو نماز عشاء کا ہے لیکن وتر کی نماز عشاء کی نماز سے پہلے جائز نہیں ہوتی۔لہذا وتر کی نماز عشاء کی نماز سے پہلے جائز نہیں ہوتی۔لہذا وتر کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے۔

www.pakeducationzone.com

6۔ نمازعصر میں تاخیر کرنا مستحب ہے لیکن اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ دھوپ کا رنگ زرد پڑنے کے بعد نمازعصر پڑھنا مکروہ ہے۔

7۔ نمازمغرب کو جلدی ادا کرنا مستحب ہو اس لیے نماز مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی جبکہ مغرب کی نماز سے اتنی تاخیر کر کے نہ پڑھے کہ ستارے گنجان ہو جائیں۔

8۔ نماز وتر رات کے پہلے حصے میں عشاء کے ساتھ نہ پڑھے بلکہ آخری حصے میں تہجد کے ساتھ پڑھے۔ یہ مستحب ہے اگر اعتماد کرے کہ وہ رات کے آخری حصے میں اٹھ سکتا ہے

سوال نمبر ۷۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

ج۔ سنت و نوافل:۔

(i) جواب کے لیے (دیکھیے سوال نمبر 7 جزو (i) سمسٹر خزاں 2003ء)

(ii) سجدہ سہو:۔ سہو کے معنی ہیں بھولنا۔ نماز میں بھولے سے کچھ کمی یا نماز کے ہی کسی فعل کی بے موقع زیادتی ہو کر جو نقصان آ جاتا ہے۔ اسکی تلافی کے لیئے نماز کے آخری قعدہ میں دو سجدے کیے جاتے ہیں۔ ان سجدوں کو سجدہ سہو کہتے ہیں۔

سجدہ سہو میں دو باتوں میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔

پہلا یہ کہ سجدہ سہو واجب ہے کہ سنت؟ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہے اور احناف کے مذہب مختار کے مطابق بھی کے مطابق بھی سجدہ واجب ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک نماز میں کمی ہو تو سجدہ واجب ہے اگر زیادتی ہوگئی ہو تو سنت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سجدہ سہو سنت ہے دوسرا یہ کہ سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کیا جائے یا بعد میں اور دونوں طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کیا جائے یا ایک طرف احناف میں سے بعض فقہاء کہتے ہیں کہ صرف دائیں جانب سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کیے جائیں اور بعض فقہاء دونوں جانب سلام پھیر کر سجدہ کرنے کے قائل ہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر نماز میں کمی ہو جائے تو سلام سے پہلے اور اگر زیادتی ہو جائے تو سلام کے بعد سجدے سہو کرے امام شافعؒ اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے۔

(1)۔ سجدہ سہو کرنے کا طریقہ قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد دائیں طرف سلام پھیر کر تکبیر کہے اور سجدہ کرے۔

(2)۔ اگر امام پر سجدہ سہو واجب ہو جائے تو مقتدی کو بھی سجدہ سہو کرنا ہوگا۔ لیکن اگر امام سجدہ نہیں کرتا تو مقتدی بھی نہیں کرے گا۔ مقتدی کے بھول جانے سے کسی سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا نہ امام پر اور نہ ہی مقتدی پر۔

(3)۔ اگر کوئی فرد قعدہ اولی بھول جائے تو اور بھولے سے اٹھنے لگے تو جب تک بیٹھنے کے قریب ہو بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرے اگر کھڑا ہونے کے قریب ہو جائے تو قعدہ چھوڑ دے اور کھڑا ہو جائے۔ آخر میں سجدہ سہو کرے۔

(4)۔ اگر کسی فرد نے چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ کیا مگر سے قعدہ اولی سمجھ کر سلام پھیرنے کی بجائے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اگر اسے سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آئے تو چھٹی رکعت میں ساتھ ملانے اور سجدہ سہو کرے نماز پوری کرے اس صورت میں اسکی فرض نماز صحیح ہو جائے گی۔ اور ی

www.pakeducationzone.com

دو زائد رکعتیں نفل قرار پائیں گی۔

(5)۔ اگر کسی کو شک پڑ گیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں کہ چار تو وہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر کسی کو اکثر و پیشتر اس طرح کا شک ہوتا ہی رہتا ہے تو اپنے گمان غالب پر عمل کرے۔ اور اگر کسی طرف زیادہ گمان نہ ہو تو پھر کم رکعتوں کا اعتبار کرے۔

۳۔ **صلوۃ المریض**:۔ دین اسلام کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فطرت انسانی کے تقاضوں کے عین مطابق ہر انسان کے مناسب حال احکام مقرر کیئے گئے۔ کمزور اور معزور انسانوں کے لیے بہت سی آسانیاں رکھی گئی ہیں۔

وہ سہولتیں جو نماز کی ادائیگی کے سلسلے میں بیمار کو دی گئی ہیں۔ اسی زمرے میں آتی ہیں۔

۱۔ اگر کسی مریض کے لیئے نماز میں ہونا مشکل ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع، سجدے کی طاقت بھی نہ ہو تو اشارے سے نماز ادا کرے۔ رکوع میں کم سر جھکائے اور سجدے میں زیادہ سر جھکائے۔ اور سجدہ میں زیادہ جھکائے۔ کسی چیز کو اپنے چہرے کی طرف اٹھا کر اس پر سجدہ نہ کرے۔

۲۔ اگر مریض میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کو طاقت نہ ہو تو لیٹے لیٹے نماز پڑھ۔ لیٹ کر نماز پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ مریض چت لیٹے اور پاؤں تلے کی طرف کرے لیکن پاؤں پھیلانے نہیں چاہئیں۔ بلکہ کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر سر ذرا اونچا کرے۔ اور اشاروں سے رکوع کرے و سجود کرے یہ صورت افضل ہے۔ دوسری یہ کہ شمال کی جانب سر کر کے دہنی کروٹ پر یا جنوب کی طرف سر کر کے بائیں کروٹ لیے اور رکوع و سجود اشاروں کے کر درست نہیں۔

۳۔ اگر مریض کی کمزوری اس حد تک بڑھ گئی ہو کہ سر کا اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو پھر اسوقت نماز نہ پڑھے بلکہ نماز کو موئخر کر دے۔ صحت یاب ہونے پر اسکی قضا کرے۔ نماز میں اپنی آنکھوں کے اشاروں اور دل سے اشارہ کرنا درست نہیں۔

۴۔ اگر مریض کھڑا ہونے کی طاقت تو رکھتا ہو مگر رکوع و سجود و نہ کر سکتا ہو تو اسکے لیے قیام کرنا ضروری نہیں رہتا۔ بلکہ اس کے لیئے بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھنا جائز ہے

۵۔ اگر کس مریض نے کچھ نماز اشاروں سے پڑھی پھر دوران نماز رکوع و سجود پر قادر ہو گیا۔ تو وہ از سر نو نماز پڑھے اس مسلئے میں کسی کو اختلاف نہں۔

۶۔ اگر کسی شخص نے بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز شروع کر دی اور وہ رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ پھر دوران نماز وہ تندریت ہو گیا اور امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پہلی نماز پر بنا کرے اور بقیہ نماز کھڑا ہو کر پڑھے گا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ از سر نو نماز پڑھے

حصہ چہارم (تاریخ اسلام)

سوال نمبر ۸۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور حکومت پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب کے لیے (دیکھیے سوال نمبر 8 سمسٹر خزاں 2003ء)

www.pakeducationzone.com

سوال نمبر ۹۔عہد بنو عباس کی عملی و ادبی سرگرمیوں تفصیلاً بیان کریں۔

عہد بنو عباس کی علمی و ادبی سرگرمیاں:۔ بنو عباس کا دور تہذیبی و تمدنی تمام تر عظمت و سر بلندی ان ذہنی اور دماغی تخلقات کی بدولت ہے۔ جو اس دور میں وجود میں آئیں۔

عباسیوں کا عہد تہذیب و تمدن اور علم و ادب ترقی کا عہد ہے جس چیز نے عباسی دور کو تاریخ اسلام میں شہرہ آفاق بنایا وہ اس دور کی ذہنی و فکری بیداری ہے۔ اسی عہد میں تمام اسلامی علوم و فنون کی تربیت و ترتیب ہوئی۔ تمام ترقیات میں خلفاء کا کردار بڑا اہم ہے خصوصاً ابو جعفر منصور، مہدی ہارون الرشید اور ماموں الرشید نے نہ صرف خود علم حاصل کیا بلکہ علمائے علم کی سرپرستی بھی کی بلکہ خود بھی علم کے بہت جو پاتھے۔ کئی علوم انکی دلچسپی اور معلومات بہت زیادہ تھیں۔ ان خلفاء نے اس بات کا اہتمام بھی کیا کہ جہاں سے بھی ممکن ہو سکے نادر کتب بغداد منگوائیں۔ انہوں نے بے شمار یونانی ہندی، فارسی کے تراجم کرائے۔

اس عہد کی علمی اور ادبی ترقی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔مذہبی علوم میں مہارت و خدمات ۲۔سائنسی علوم میں مہارت و خدمات ۳۔ادبیات میں خدمات و مہارت

۱۔مذہبی علوم میں مہارت و خدمات:۔ مذہبی علوم کے تحت علوم القرآن و تفسیر القرآن، علم و حدیث، علم فقہ، علم الکلام اور علم تاریخ آتے ہیں۔

علوم القرآن:۔ علوم القرآن می سب سے زیادہ توجہ علم القرآن پر دی گئی ہے۔ اس لیے کہ اہل عرب کے لیئے تو بغیر اعراب کے قرآن پڑھنا مشکل نہ تھا۔ مگر نومسلموں خصوصاً جنکا تعلق عرب سے نہیں تھا۔ ان کے لیئے بہت دشواری تھی۔ اس لیے چند بزرگوں نے اس طرف توجہ دی یہ بزرگ قراء سبعہ کہلاتے ہیں۔ ان ہی کی قرات پر آج ہماری قرات کا مدار ہے۔

علم تفسیر:۔ اس دور میں علم تفسیر کا باقاعدہ آغاز ہوا اس دور میں تفسیر کے دو مکتب وجود میں آئے ایک وہ مکتب جو نظر یہ رکھتے تھے کہ قرآن کی تشریح و تفسیر کے سلسلے میں صرف آیات قرآن، احادیث اور اقوال صحابہ پر اکتفا کیا جائے۔ اس سلسلے میں مفسر اپنی رائے اور اجتہاد سے مطلق پرہیز کرے۔ یہ طبقہ اہل الحدیث کہلایا۔ اس قسم کی تفسیر کو تفسیر بالمانور کہلاتی ہے۔

دوسرا طبقہ وہ تھا جس نے یہ محسوس کیاہ کہ زمانے کی تبدیلی ترقی کے ساتھ نئے نئے مسائل کا سامنا ہے لہذا ان نئے پیش آنے والے مسائل کو قرآن کی روشنی میں حل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ اصحاب الرائے کہلاتے۔ ان کی تفسیر کو تفسیر بالرئے کا نام دیا گیا۔

علم و حدیث:۔ عہد عباسیہ جس حدیث کے علم میں بڑی ترقی ہوئی۔ بغداد، مکہ م مدنیہ، دمشق، حلب، فراسان، نیشاپور، حرو، اور دوسرے بڑے شہروں مں ایک ایک وقت کئی کئی سو جید علمائے مدینہ، حدیث کا درس دیتے رہے تھے۔ اس دور میں حدیث کے بے شمار مجموعے مرتب ہوئے۔

علم فقہ:۔ خلافت عباسیہ میں فقہ کی تدوین کا کلام شروع ہوا اس عہد میں ست سے پہلے فقہ پر کام کرنے والے اما اعظم نعمان بن ثابت، ابو حنیفہ ہیں۔

www.pakeducationzone.com

فقہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے ہیں۔ان آئمہ نے عہد عباسیہ میں ضروریات وقت کے نام کے لحاظ سے فقہ اسلامی مدون ہوا۔

علم الکلام:۔وہ علم ہے جس میں عقلی دلائل سے ایمانی عقائد پر حجت قائم کی جاتی ہے۔

علم التاریک:۔علم تاریخ کو باقاعدہ علم کی صورت میں بنو عباس کے عہد میں دی گئی۔شروع ہوئی۔عہد عباس کے سب سے پہلے مورخ محمد بن اسحاق تھے۔انہوں نے سب سے پہلی کتاب "السیرۃ المبتداء والمغازی" لکھی۔

سائنسی علوم میں مہارت:۔

علم طب: عہد عباسیہ جو علمی و سائنسی ترقی کا سنہری دور ہے اس میں یونانی طب کی قدیم کتابوں کے ترجمے کا کام سرکاری سطح پر شروع کیا۔

علم کیمیاء:۔بنو عباس کے عہد میں اس علم نے انتہائی ترقی کی اس عہد میں ایسے کیمیا دان پیدا ہوئے اج کی محنت سے بڑی بڑی ایجادات اور تجربات کئے۔

مامون کے عہد میں حقیقی علم طبعیات کی بنیاد پڑی۔روشنی،کسوف و خسوف اور خواص اشیاء پر کتابیں لکھی گئیں۔معدن پگھلانے کے آلات ایجاد ہوئے۔

علم ریاضی:۔عہد بنو عباس میں تمام ہیت دان ریاضی دان بھی ہوتے تھے۔علم ریاضی میں مسلمانوں نے یونانی علم سے ستعفادہ گیا۔مگر زیادہ معلومات ہندووں سے حاصل کی گئیں اور ان کو عربی میں ڈھالا گیا۔

ادبی سرگرمیاں:۔

ا۔**نحو و بیان**:۔نحو و بیان کا علم حضرت علیؓ کا ایجاد کردہ ہے۔حضرت علیؓ نے اپنے شاگرد ابو الاسود دوئلی کو کچھ اصول لکھ کر دئے کہ کلام کی تین قسمیں ہیں۔اسم،فعل اور صرف اسکی وضاحت اور تفصیلی بھی لکھ دی۔اس طرح عربی میں علم نحو ایک فن کی صورت میں نظر آتا ہے۔

۲۔**نثر نگاری**:۔عہد عباسیہ میں یہ علم بہت ترقی کر گیا۔اسلوب کی اثر آفرینی۔الفاظ کی مٹھاس،افکار و خیالات مدبر کی آمیزش نے نثر نگاری کو بڑی وسعت اور ترقی دی۔

۳۔**شاعری**:۔عہد بنو عباس میں خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں مرثیہ اور عشقیہ شاعری کو بہت فروغ ملا۔عباسی دور کی شاعری میں ایک نیا اسلوب پیدا ہوا۔انداز و اسلوب میں ایک نئی گہرائی پیدا ہوئی یہ عہد عباس کی معاشرت،اور طرز زندگی کا نتیجہ تھی۔

www.pakeducationzone.com

بہار 2004ء

کورس کوڈ: 437

سوال نمبر 1۔ مختصر جوابات تحریر کریں۔

1۔محکمات کا کیا مطلب ہے؟

ج۔اس قسم کی آیات جو ایسی صاف ہوں جن سے مطلب سمجھ میں آئے اور جسکا مفہوم متعین کرنے میں کسی قسم کے اشتباہ کی گنجائش نہ ہو۔ اورجسکو اپنی مرضی کے مطابق معنی نہ دیئے جاسکیں۔ایسی آیات ''کتاب کا اصل اور بنیاد'' ہیں۔

2۔متشابہات کسے کہتے ہیں؟ ج۔ایسی ملتی جلتی آیات جن میں تفریق دشوار ہو اور معنی مے دوست ہونے میں اشتباہ کی گنجائش ہو۔

3۔اولوالالباب کسے کہتے ہیں؟ ج۔اولوالالباب کے معنی ہیں عقل والے۔

4۔سلام کا آغاز کب ہوا؟ ج۔سلام کا آغاز حضرت آدمؑ کی تخلیق سے ہی ہو گیا تھا۔

5۔جنگ بدر کب ہوئی؟ ج۔جنگ بدر ۲ھ میں ہوئی۔

6۔ام الکتاب سے کیا مراد ہے؟ ج۔ام الکتاب سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔

7۔مشکوٰۃ المصابیح کے کیا معنی ہیں؟ ج۔مشکوٰۃ المصابیح کے معنی ہیں ''چراغوں کا طاق۔

8۔معانقہ کے کیا معنی ہیں؟ ج۔معانقہ کے معنی کسی فرد سے ملتے وقت گلے ملنے کے ہیں۔

9۔حروف مقطعات کسے کہتے ہیں؟ ج۔کٹے ہوئے حروف حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔

10۔جنگ احد میں مسلمانوں کے کتنے دمی شہید ہوئے؟ ج۔جنگ احد میں مسلمانوں کے ۷۰ آدمی شہید ہوئے۔

سوال نمبر 2۔درج ذیل آیات کا ترجمہ اور تشریح کریں۔

ج۔(ا)۔ ان الزین یشترون بعھد اللہ و ایمانھم ثمناً قلیلا اولیئک لا خلاق لھم الا خرۃ ولا یکلمھم و لھم عذاب الیم

ترجمہ:۔ بے شک جو بیچ ڈالتے ہیں۔اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی سی قیمت پر وہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو گا۔اور اللہ ان سے بات نہ کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔قیامت کے روز اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا۔ان کے لیئے تو سخت دردناک سزا ہے۔

تشریح:۔ یہودی مسلمانوں کو ردل کرنے اور عام لوگوں کو اسلام اور پیغمبرؐ سے بدگمان کرنے کے لیئے چال چلتے تھے کہ خفیہ طور پر ایسے آدمی تیار کرتے جو پہلے اعلانیہ اسلام قبول کرتے پھر کچھ دنوں بعد منکر ہو جاتے اور جگہ جگہ مشہور کرتے پھرتے کہ ہم نے اسلام میں یا مسلمانوں میں اور ان کے پیغمبرؐ میں یہ خرابیاں بچشم دیکھی ہیں تب ہی تو ہم ان سے الگ ہوئے ہیں۔

یہودیوں کی تنگ نظری کا عالم یہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ یہودیوں کے سوا خدا نے کبھی اور کسی کو نبوت اور ہدایت یہ دی ہے۔اور نہ دے سکتا ہے۔وہ خدا کے فضل اور نبوت پر اپنی اجارہ داری کے دعویدار تھے۔یہودی آج بھی اپنے ''منتخب نسل'' ہونے کے گھمنڈ میں بتلا

www.pakeducationzone.com

ہیں۔ان کے پیمانے غیر یہودیوں کے لئے جدا تھے۔برائی اور بددیانتی کو اگر برا بھی سمجھتے تھے تو صرف غیر یہودی کی ہئے پھر دیدہ دلیری یہ کہ اس ''محدود اخلاقی نظام'' کو اللہ کا جتایا ہوا قرار دیتے تھے۔

یہ لوگ کتاب الٰہی کے معنوں میں تو خیر بدل کرتے ہی تھے اور لفظوں کے پھیر سے کچھ کا کچھ مطلب نکال لیے تھے۔مگر کتاب میں مریح لفظی تحریق سے بھی باز نہیں آتے تھے۔اللہ نے ایسے لوگوں کو عید سنائی ہے جو اس کی بات کو گڈمڈ کرتے ہیں اور ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا اللہ ان کو دردناک سزا بھی دے گا۔

(ب)۔زین الناس حب الشھوات من النساء والبنیسن والقنا طیر المقنطر من الزھب و الفضتہ۔

ترجمہ:۔لوگوں کے لیئے خوش نم کردی گئی نفسیاتی آرزوؤں سے وابستگی (خواہ اسکا تعلق) عورتوں سے لو یا بیٹوں سے یا ڈھیروں کے ڈھیر لگے ہوئے سونے اور چاندی سے۔

تشریح:۔لذت،خوشحالی اور اقتدار کی رغبت اور کشش ایک امر طبعی ہے اور بذات خود مصیبت نہیں ہے۔ان خواہشات کو سرے سے اکھاڑ پھینکنا ممکن نہیں اور نہ ہی اسلام اپنے ماننے والوں سے اسکا مطالبہ کرتا ہے۔خرابی کی جڑ یہ ہی ہے کہ اس سامان کو اہی اصل مقصد سمجھ لیا جائے۔

دائمی اور ابدی عیش و کامرانی،ان ہی لوگوں کو حاصل ہوگی جنہوں نے چندروزہ عیش کوشی کو ہی مقصود نہیں سمجھ لیا۔بلکہ جنکا اللہ پر ایمان اور اسکے ساتھ تعلق اس قسم کا ہے جو ان کے اندر صبر و استقامت،راستبازی اور کھرا اپن اطاعت الٰہی میں سرگرمی،راہ خدا میں ایثار و قربانی اور آہ سحر گاہی کی عرفات پیدا کردیتا ہے۔

سوال نمبر ۳۔درج ذیل موضوعات پر بحث کریں۔

ج۔**یہودیوں کی اخلاقی پستی اور اسلام دشمنی**:۔ یہود مدینہ کی بڑی کوشش اور خواہش تھی کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو اسلام سے بہکا دیں۔اسکا نتیجہ یہ تھا کہ کوئی دوسرا بہکے یا نہ بہکے ہو خود گمراہی میں پختہ ہو جاتے تھے۔آج یہود و نصاریٰ کے اخبارات و جرائد کی تالیفات اور ان کی تعلیمی و ثقافتی تنظیمیں سب اسی میں لگے ہوئے ہیں کہ مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر ان کے مذہب میں داخل ہو جائیں۔مگر وہ ذہنی و فکری اعتبار سے اسلام کے کام کے نہ رہیں۔

باطل کو گڈمڈ کرنا یا حق پر پردہ ڈالنا ان کا مرغوب مشغلہ ہے۔مسلمانوں کو بدل کرنے اور عام لوگوں کو اسلام اور پیغمبرؐ سے بدگمان کرنے کے لیئے چال یہ انہوں نے چلی کہ خفیہ طور سے آدمی تیار کرکے بھیجتے رہے تا کہ وہ پہلے علانیہ اسلام قبول کریں پھر کچھ دنوں بعد مرتد ہو جائیں اور جگہ جگہ یہ مشہور کرتے پھریں کہ ہم نے اسلام میں یا مسلمانوں میں اور پیغمبرؐ میں یہ خرابیاں بچشم دیکھی ہیں تب ہی تو ہم ان سے الگ ہوئے ہیں۔

تنگ نظری کا یہ عالم تھا کہ کہتے تھے کہ یہودیوں کے سوا خدا نے کبھی کسی اور کو نبوت اور ہدایت نہ دی ہے اور نہ دے سکتا ہے۔وہ خدا کے فضل پر اجارہ داری کے دعویدار تھے۔

www.pakeducationzone.com

اخلاقی حالت یہ تھی کہ عام سی چیز میں بھی بددیانتی کرنے سے باز نہ آتے تھے ان کے اخلاقی پیانے جدا تھے برائی اور بددیانتی کو برا سمجھتے تو تھے مگر غیر یہودی کے لیئے پھر دیدہ دلیری یہ کہ اس محدود اخلاقی نظام کو اللہ کا جتایا ہوا قرار دیتے تھے۔

دنیا پرستی میں اس حد تک گئے کہ معمولی مالی فائدے کے لیے اللہ کے احکام اور اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پس پشت ڈال دیتے تھے۔ دینوی نفع کی خاطر ناجائز باتوں کے سریعت کے عین مطابق ہونے کا فتویٰ دیے دیتے تھے۔

یہ لوگ کتاب الٰہی کے معنوں میں تو خیر بدل کرتے ہی تھے اور لفظوں کے پھیر سے کچھ کا کچھ مطلب نکال لیے تھے۔ مگر کتاب میں کرمریح نقطی تحریق سے بھی باز نہیں آتے تھے۔

(۲)۔ **محکمات و متشابہات**:۔ **جواب کے لیے** (دیکھئے سوال نمبر ۴ جزو (۲) سمسٹر بہار 2003ء)

(۳)۔ **امت مسلمہ کے فرائض منصبی**:۔ دنیا کی امانت اور رہنمائی کا حق اسی جماعت کو ہے جسکے افراد میں انفرادی طور پر فکر و نظر اور اخلاق و عمل کی تطہیر کے علاوہ اجتماعی طور پر نیکی کو قائم کرنے اور بدی کو مٹانے کا جذبہ اور عمل موجود ہو حضورؐ کے ساتھیوں کو انہی اوصاف کی بنیاد پر قرآن کریم نے خیر امت کے القاب سے نوازا ہے اپنی اصلاح کرنا اور دوسروں کی اصلاح کرنا، کہنے کو جتنا آسان ہے اتنا ہی دشوار ہے کتنے لوگ ہیں جو اس میں توازن رکھ سکتے ہیں۔

مسلمانوں میں ایک گروہ مستقل طور پر دعوت الی الخیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرتا رہے تاکہ افراد ملت کی آنکھوں سے اپنا اصلی نصب العین اوجھل نہ ہونے پائے۔ اور برائیاں فروغ پاکر قوم کے مجموعی مزاج پر اثر انداز نہ ہوں۔ یوں تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کے اچھے کاموں کے لیئے کہتا رہے اور جہاں ضرور برائی سے منع کرے مگر ایسا کام کرے کہ لوگوں کی اصلاح ہو۔

بہترین امت:۔ ہوکر اقوام عالم کی رہنمائی کرنا بہت بڑا منصب ہے مگر اس کے منصب پر نا فائز ہوئے اور اس کی ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لیئے بعض صفات کی ضروت ہے۔

یہ منصب نسلاً نہیں چلتا۔ اس پر اجارہ داری کسی کے بس کی چیز نہیں۔ یہ محض گدی نشینی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی خاندانی پیشہ ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو یہ منصب دیا مگر وہ نباہ نہ سکے تو اللہ نے ان سے یہ منصب چھین لیا۔ قوم میں فاسقوں، بدکاروں اور اللہ کے نافرمانوں کی کثرت وہ آخری علامت ہے جب امت بگڑتے بگڑتے بدترین امت بن چکی ہوتی ہے۔

(حصہ دوم)

سوال نمبر 4۔ درج ذیل کا ترجمہ کریں۔

(ا)۔ ان ابی کعب قال قال رسولاللھان من اشعر کلمتہ۔ **جواب کے لیے** (دیکھئے سوال نمبر ۴ جزو (ج) سمسٹر بہار 2003ء)

(ب)۔ عن انسی قال قال رسولاللہؐ اذاسلم علیکم اھل الکتاب فقولو او علیکم

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا جب اہل کتاب نہیں سلام کہیں تو تم کہو اور تم پر بھی

تشریح:۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی اسلام دشمنی اور باطنی خباثت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ ظہور اسلام سے لے کر آج تک یہ دونوں گروہ

www.pakeducationzone.com

اپنی پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں سے ٹکراتے چلے آرہے ہیں۔عہدنبویؐ میں وہ اپنے بغض اور کینہ کے اظہار کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔مثلاً وہ جب مسلمان سے ملتے اور سلام کرتے تو **اسلام علیکم** کے بجائے **(اسام علیکم)** کہتے۔

نبیؐ کے ساتھ بھی ان کا عمل کچھ ایسا ہی ہوتا۔چنانچہ ایک بار چند یہودی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے جواب دیا بل علیکم اسام واللعنتہ بلکہ تمہیں موت آئے اور تم پر لعنت ہو۔سرور عالمؐ نے فرمایا عائشہؓ ! اللہ نرمی کرتا ہے اور تمام معاملات میں نرمی پسند کرتا ہے۔حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: آپؐ نے سنا نہیں۔انہوں نے کیا کہا تھا؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے ان کو جواب میں "وعلیکم" اور تم پر بھی کہہ دیا تھا۔

بخاریؒ کی حدیث میں آپؐ یہ الفاظ بھی ہیں۔کہ: "مری دعا ان کے حق میں قبول کی جاتی ہے اور ان کی دعا میرے حق میں قبول نہیں کی جاتی"۔یہود ونصاریٰ کی طرف سے من حیث القوم خیر خواہی کی امید نہیں۔اسی لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اگر سلام کریں تو جواب میں صرف وعلیکم کہہ دیا جائے۔کیونکہ انہوں نے اگر اسلام علیکم کے بجائے اسام علیکم کہا ہے تو انہی پر پڑے گا۔بدکلامی کو جواب بد کلامی میں دینا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

(ج)۔ عن ابی کعب اقال قال رسول اللہ لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس۔

جواب کے لیے (دیکھئے سوال نمبر۴ جزو (ج) سمسٹر خزاں 2003ء)

سوال نمبر 5۔درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

(i)۔ <u>**غیبت وشتم**</u>:۔ ایک حدیث میں ہے۔

(لاتقل بلسانک الا معروفا) "اپنی زبان سے نیک بات ہی کہو"

غیبت کے معنی ہیں بدگمانی۔غیبت کی تعریف یہ ہے کہ دو آدمی کسی شخص کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہے جو اسے معلوم ہو تو اس کو ناگوار گزرے"۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے غیبت کی تعریف میں فرمایا کہ:"تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے جو اسے ناگوار گزرے"عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات پائی جاتی ہو تو جو میں کہہ رہا ہوں تو اس صورت میں آپؐ کا کیا خیال ہے۔فرمایا"اس میں اگر وہ بات پائی جاتی ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ موجود نہ ہو تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔

حضورؐ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اسکے اک کے واقعی عیوب بیان کرنا غیبت ہے اور اس پر الزام لگانا بہتان ہے۔

شتم کے معنی ہیں گالی دینا،لعنت ملامت کرنا،برا بھلا کہنا شتم کا ذریعہ بھی زبان ہی ہے۔قرآن وسنت میں یا وہ گوئی،گالی گلوچ اور فحش کلامی سے منع کیا گیا ہے

پہلا عمل یہ ہے کہ زبان کو ضبط میں رکھا جائے اور کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو دوسرے کے لیئے اذیت اور دل شکنی کا باعث ہو۔ زبان سوسائٹی کو سنوارنے کا اور بگاڑنے کا موئثر ہتھیار ہے۔جھوٹ،بہتان،چغلی،غیبت،دنگا فساد،کوشامد،چاپلوسی،الزام راشی،عیب جوئی وغیرہ ایسی بیماریوں ہیں جن کا منبع زبان ہوتی ہے اور جو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔

www.pakeducationzone.com

نبیؐ کی متعدد احادیث میں زبان کو قابو میں رکھنے کی تاکید آئی ہے۔آپؐ نے زبان کی پھسلن کو قدموں کی پھسلن سے زیادہ سخت قرار دیا۔ترمذی کی روایت کرتے ہیں کہ انسان جب صبح وس کراٹھتا ہے تو جسم کے سارے اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے معاملے خدا سے ڈراس لیے کہ تیرے ساتھ ہیں۔تو اگر ٹھیک رہے گی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے۔اور اگر تو کجروی اختیار کرے گی تو ہم بھی کج رو ہوں گے۔

(ii)۔ البر والصلة:۔ 'بُرُ بِرّ': نیکی۔وہ عمل جس کے کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے نیکی کے لیئے خیر کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ **'بُرُّ' خدا کی صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے۔'بِرّ' کی ضد اثم** (گناہ) ہے۔

صلہ یہ وصل سے مصدر ہے اور اس کے معنی ہیں ملانا، جوڑنا، معاوضہ، جائزہ، عطیہ انعام وغیرہ یہاں اسی سے مراد صلہء رحمی اور اس کا مطلب رشتہ داروں سے تعلقات بنا کر رکھنا ہے۔قرآن وسنت میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

" مینا الانسان بوالدیه "

اورہم نے انسان کو والدین کا حق پہنچانے کی تاکید کی ہے ایک حدیث میں کہ ہے پرودگار کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے اور پرور دگار کا ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ:

''جس نے دولڑکیوں کی بلوغت تک پرورش کی میں اور وہ قیامت اس طرح آئیں گے اور آپؐ نے دونوں انگلیوں کو ملایا''۔

اسلام نے رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی پر بھی کافی زور دیا ہے اللہ اور اسکے رسولؐ نے مومنوں کو قرابت داروں سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

" (وٰات ذالقربیٰ حقه) "اور رشتہ دار کو اس کا حق دو"

ایک مرتبہ ایک فرد نے حضورؐ سے عرض کیا۔یارسول اللہ مجھے ایسی بات بتائے جو مجھے جنت میں لے جائے۔فرمایا۔ ''اللہ کی عباعت کرو وہ کسی کو اسکا شریک نہ بناؤ نماز اچھی طرح ادا کرو، زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں کے حقوادا کرو''۔

ایک حدیث میں ہے کہ:''جو رحمی کا حق ادا نہ کرے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(iii)۔ سالم کی فضیلت واہمیت:۔ جواب کے لیے (دیکھئے سوال نمبر 5 جزو (ا) سمسٹر بہار 2003ء)

سوال نمبر 6۔ اذان اور اقامت سے متعلقہ مسائل کی وضاحت کریں۔ جواب کے لیے (دیکھئے سوال نمبر 6 سمسٹر خزاں 2003ء)

سوال نمبر 7۔درج ذیل پر بوٹ لکھیں۔

جواب۔(i)۔**صلوۃ الخوف**:۔نماز خوف سے مراد وہ نماز ہے جو اسی حالت میں ادا کی جائے کہ اسلامی فوج میدان جنگ میں ہو اور دشمن کی طرف سے ہر وقت حملے کا خطرہ ہو۔نماز خوف کی مشروعیت سے ایک طرف تو نماز کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ عین میدان جنگ میں بھی نماز معاف نہیں ہے، دوسری طرف اسلامی احکام کی جامیعت ،معلوم ہوتی ہے کہ حالت امن ہو یا حالت خوف تمام حالات میں وقت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔شریعت اسلامیہ میں احکام وضع کئے گئے ہیں۔

www.pakeducationzone.com

۱۔ حالت خوف میں جب دشمن قریب ہو اور ہر طرف سے حملے کا خطرہ ہو تو امام اسلامی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دے ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا گروہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے امام اس گروہ کو ایک رکعت نماز پڑھائے جب امام دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو یہ گروہ دشمن کے مقابلے پر چلا جائے اور دوسرا حصہ وہاں سے آ کر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے۔ امام کو ان کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ امام ان کو بھی رکعت پڑھائے۔ امام دو سجدے کر کے التحیات پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ لوگ بغیر سلام پھیرے کے دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں۔ اور پہلے حصے کے لوگ پھر آ کر اپنی بقیہ نماز الگ الگ پوری کر لیں اسی میں قرت نہ کریں۔ کیونکہ یہ لوگ شروع میں امام کے ساتھ شریک تھے۔ اس لیئے لاحق مقتدی کے حکم میں ہوتا ہے۔ پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں جائیں اور دوسرا گروہ آ کر اپنی نماز پوری کرے اور قرآت بھی کریں کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں شروع میں امام کے ساتھ مقتدی کے حکم میں نہیں ہوتا۔ یہ طریقہ اس صورت میں ہے کہ امام مسافر ہو اور قصر کرتا ہے۔

۲۔ نماز کی حالت میں لڑائی کرنا ممنوع ہے۔ اگر نماز کی حالت میں لڑائی کریں گے تو باطل ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں نماز مؤخر کی جا سکتی ہے۔

۳۔ اگر خوف زیادہ ہو تو جماعت سے نماز پڑھنا دشوار ہو تو پیدل یا سوار ہو کر جس حالت میں ہوں اکیلے نماز پڑھ لیں۔ اور رکوع و سجدہ اشارے سے کریں اور اضطراری حالت میں قبلے کی جانب رخ نہ کر سکیں تو جس طرف چاہیں منہ کر کے نماز پڑھ لیں۔

(ii)۔ **نماز استقاء:**۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال نمبر 7 جزو (ii) سمسٹر بہار 2003ء)

(iii)۔ **قیام رمضان:**۔ **جواب کے لیے** (دیکھیے سوال نمبر 7 جزو (ii) سمسٹر خزاں 2003ء)

(حصہ چہارم)

سوال نمبر 8۔ حضرت عمر بن العزیز کے دور حکومت پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

جواب کے لیے (دیکھیے سوال نمبر 8 سمسٹر خزاں 2003ء)

سوال نمبر 9۔ اموی دور کی علمی و ادبی سرگرمیوں پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں؟

جواب۔ اموی دور البتہ علوم و فنون کو ترقی کا ابتدائی دور تھا اور علوم کی ترقی و تکمیل کی جو صورت عباسی عہد میں ظاہر ہوئی اس کی جڑیں بلاشبہ اموی عہد میں پیوست ہیں۔ لہذا اموی علوم کی تخم ریزی اور پرورش کا دور کہلاتا ہے۔

دینی علوم:۔ اموی عہد میں دینی علوم کی نشر و اشاعت کا کام ثانوی حیثیت اختیار کر گیا۔ بہر حال خلفائے بنو امیہ نے دینی علوم کی ترویج کے لیے اور اشاعت کے لیئے کوشش کی حوصلہ افزائی کی اور علوم کی سر پرستی بھی کی۔

قرآن مجید:۔ دشواریوں کے پیش نظر عبدالملک بن مروان نے الفاظ قرآنی پر نقطے اور اعراب لگوانے کا اہتمام کیا۔ اس کام کے لیئے حجاج بن یوسف کی خدمات حاصل کی گئیں اس نے قرآن مجید پر اعراب و نقطے لگانے کی عظیم سعادت حاصل کی۔ اس طرح عجمیوں کے لیے قرآن پڑھنا آسان ہو گیا۔

www.pakeducationzone.com

قرآت:۔اموی عہد میں بھی دیگر اسلامی علوم کی طرح قرآت پر بھی توجہ دی اور لوگوں کو قرآت سکھانے کا با قاعدہ اہتمام کیا گیا۔قرآن مجید کے مشہور قرات سبعہ (سات قرات) اسی عہد سے تعلق رکھتی تھیں۔

حدیث نبویؐ:۔اموی عہد میں علم وحدیث کی طرف سب سے زیادہ رتوجہ دی گئی۔چنانچہ اس کی ترویج واشاعت کا کام بڑی تیزی سے ہوا۔اس دور میں حدیث کو یاد کرنے اور جمع کرنے کا خاص زوق پیدا ہو گیا تھا۔مدینہ میں حدیث کا درس دینے کے حلقے پیدا ہو گئے تھے۔جہاں دوردور سے لوگ آتے حدیث سننے کے لیئے آتے تھے۔

فقہ:۔اس عہد میں فقہ اسلامی کو فروغ ملا۔جو لوگ علوم القرآن اور احادیث میں مہارت رکھتے تھے وہی زیادہ تر فقہ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔اور فقیہ کہلاتے تھے۔عبید اللہ بن عبداللہ، ابو بکر بن عبدالرحمٰن، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، سعید بن حسیب، سلمان بن یسار اور کارجہ بن زید علم حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ میں بھی کمال رکھتے تھے۔اسی وجہ سے فقہائے سبعہ (سات فقہا) کے نام سے مشہور تھے۔

علم وتاریخ:۔تاریخ نویسی کا با قاعدہ آغاز اموی عہد سے ہوا۔ورنہ اس سے پہلے تاریخ نویسی قصہ گوئی کے دور سے آگے نہ بڑھ سکی تھی۔اس میں مئورخین کا تخیل اور افسانوی رنگ شامل ہوتا تھا۔اموی عہد میں پہلی مرتبہ حقائق کو بےلاگ بیان کیا گیا۔

سائنسی علوم:۔اس عہد میں سائنسی علوم کو بھی فروغ حاصل ہوا۔خصوصاً، کیمیا، طب، اور فلسفہ نے بہت ترقی کی۔

علم کیمیا:۔خالد بن یزید معاویہ کو علم کیمیا سے بہت شغف تھا اس نے مصر کے عیسائی عالم سے علم کیمیا، طب اور ہیئت پر یونانی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کروایا تھا۔نیز ان کی مدد سے نئی نئی کتابیں تصیف کروائیں۔

شاعری:۔عہد بنوامیہ کے اکثر و بیشتر حکمران شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے۔لہذا ان کی سرپرستی اور قدردانی کی بدولت شاعری نے بہت ترقی کی اخطل، جریر، صرزدق، اعسنی، نابغہ اور کمیت جیسے اعلیٰ پایہ کے شعراء پیدا ہوئے۔

خطابت:۔عہد بنوامیہ میں خطابت کو جو ترقی ہوئی آئندہ کسی عہد میں نہ ہو سکی۔خطیب اس فن سے نماز جمعہ کے خطبوں میں مذہبی تلقین کرتے تھے۔سپہ سالار اسی کے ذریعے جنگی جوش ابھارتے اور صوبوں کے والی رعایا میں وطن پرستی کے جذبات اسی کے ذریعے پیدا کرتے تھے۔حجاج بن یوسف اور طارق بن زیاد نے اس دور میں اس فن سے کام لے کر اپنی فوج میں جنگی جذبات ابھارتے تھے۔

کتاب و انشاء:۔اموی عہد میں اس فن کو بہت عروج حاصل ہوا۔حکومت اور امراء کاتبوں کو ملازم رکھتے تھے۔چونکہ انشاء کو سرکاری طور پر بہت اہمیت حاصل ہے اس کے اس فن میں بہت سے لوگوں نے نام پیدا کیا اور نئی کتابیں لکھیں۔عبدالمالک کا کاتب عبدالحمید اس فن کا امام جانا جاتا ہے۔عبدالحمید سے شروع ہوئی اور ابن العمید (عباسی دور کا نامور کاتب) پر اسکا خاتمہ ہوا۔

www.pakeducationzone.com

خزاں 2003ء

کورس کوڈ: 437

سوال نمبرا۔ مختصر جوابات تحریر کریں۔

1۔محکمات کا کیا مطلب ہے؟

ج۔اس قسم کی آیات جوایسی صاف ہوں جن سے مطلب سمجھ میں آئے اور جسکا مفہوم متعین کرنے میں کسی قسم کے اشتباہ کی گنجائش نہ ہو۔ اورجسکواپنی مرضی کے مطاق معنی نہ دیئے جاسکیں۔ایسی آیات ''کتاب کااصل اوربنیاد'' ہیں۔

2۔متشابہات کسے کہتے ہیں۔؟

ج۔ایسی ملتی جلتی آیات جن میں تفریق دشوارہواورمعنی مے دوست ہونے میں اشتباہ کی گنجائش ہو۔

3۔حضرت یحیٰؑ کے پیدائش کے قصے میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

ج۔حضرت یحیٰؑ کی پیدائش کے قصے میں یہ سبق ہے کہ سارے اوورکھ انجام دینے والی ایک ہی ذات اسکی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اوروہ بگڑے کاموں کوسنوارتا بھی ہے۔

4۔مصافحہ اورمعانقہ کے کیا معنی ہیں؟

ج۔مصافحہ کے معنی کسی فرد سے ملتے وقت ہاتھ ملانے اورمعانقہ کے معنی کسی فرد سے ملتے وقت گلے ملنے کے ہیں۔

5۔تشمیت کا کیا مطلب ہے؟

ج۔جوچھینکے وہ الحمد اللہ کہے۔جس نے یہ کلمہ سناوہ یرحمك اللہ کہے چھینکنے والا جواب میں یھدیکم اللہ و یصلح بالکم ۔اس عمل کوتشمیت کہتے ہیں۔

6۔کوئی کسی کے ہاں جائے تو اندرجانے کے لیئے کتنی بار اجازت طلب کرے؟

ج۔اگرکوئی کسی کے ہاں جائےتو وہ تین باراندرجانے کے لیے اجازت طلب کرے۔

7۔اسفاءاورغلس کا کیا مفہوم ہے؟

ج۔فجرکی نماز روشنی میں پڑھنے کوفقہاء کی اصطلاع میں اسفارکیاجاتا ہے۔

8۔ترکی نمازکوکس وقت پڑھنامتصب ہے؟

ج۔ترکی نمازرات کے آخری حصے میں تہجد کے ساتھ پڑھنا مستجب ہے۔

9۔صرب بن امیہ کون تھے؟

ج۔حزب بن امیہ عبدالشمس کے پوتے تھے۔

10۔بغداد کا شہرکس خلیفہ نے تعمیر کروایا؟

www.pakeducationzone.com

ج۔ابوجعفر منصور نے بغداد شہر تعمیر کروایا۔

<u>حصہ اول(قرآن)</u>

سوال نمبر۲۔ درج ذیل آیات کا ترجمہ کریں؟

1۔قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم و اللہ غفور رحیم ۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ (لایحب الکفرین)

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہوتو میرا کہا مانو اللہ تم سے محبت رکھنے لگے گا۔اور تمہیں تمہارے گناہ معاف کردے گا۔اور اللہ بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔کہہ دیجئے کہ تم اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کرو۔بس وہ اگر پھر جائیں تو یقیناً اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔

تشریح:۔ان آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اطاعت رسولؐ اور اتباع رسول کے بغیر زندگی میں کیا گیا ہر عمل بے فائدہ ہے۔

اللہ سے محبت کی کسوٹی اتباع رسولؐ سے ہی گناہوں کی معافی سے لے کر خدا کی محبوبیت تک مرتب حاصل ہوتے ہیں۔اطاعت رسولؐ سے انکار اللہ اور رسولؐ کے افکار کے برابر ہیں خدا کے سچے طلبگاروں اور جعلی دعویداروں کی پہچان بھی اتباع رسولؐ سے ممکن ہے۔حضورؐ کے ساتھ ہمارے ترتیب وار تعلق کے پانچ مرحلے ہیں۔

ایمان،اطاعت،اتباع،ادب اور محبت آپ کے تمام دعووں کو درست ماننا ایمان ہے۔اطاعت یہ ہے کہ آپؐ کے ہر حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔بلکہ ہر حکم ہر دل و جان سے عمل کیا جائے۔اتباع یہ ہے کہ حضورؐ کی اطاعت دل،جان سے کی جائے اور زندگی کے کسی بھی معاملے میں بھی آپؐ کی اتباع میں عار نہ محسوس کی جائے۔بلکہ فخر محسوس کیا جائے۔

محض اطاعت یعنی قانون کی پابندی سے آگے بڑھ کر حضورؐ کو ایک ایک عادت اور سنت کو اسوہ بنالیا جائے یہی وجہ ہے کہ اتباع کا لفظ خدا کے لیئے استعمال نہیں ہوتا۔کسی کی اطاعت بغیر ایمان واتباع کے مجبوراً بھی ہو سکتی ہے۔

ایمان،اطاعت اور اتباع کے بغیر ممکن نہیں۔اطاعت رسولؐ ایمان کا پہلا امتحان ہے اور ایمان کے بلند ترین درجے یعنی محبت رسولؐ تک پہنچنے کا پہلا زینہ ہے۔اگر کوئی پھر جائے گا تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا اور نہ ہی ان سے محبت کرتا ہے۔

ب۔اذاقلت الملائکہ بسم یعران اللہ یبشرك بكلمة عنه اسمه المسيح عيسى بن مريم و جیھافی الہ دینا ولا خرۃ و حق القربین

ترجمہ:۔ جب فرشتوں نے کہا اے مریمؑ یقیناً اللہ تجھے کوشخبری دیتا ہے اپنے ایک فیض کی اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔وہ دنیا اورآخرت میں مقرب ہوگا اور اللہ کے مغرب بندوں میں سے ہوگا۔

<u>تشریح:</u>مریمؑ خدا کی برگزیدہ اور پاکباز خاتون تھیں۔اور خواتین عالم میں ان کا پایہ اللہ کے ہاں بہت بلند تھا۔وہ خدا کی سچی فرمانبردار اور عبادت گزار تھیں۔گرشتوں نے مریمؑ کو خوشخبری دی کہ کسی مرد کے ہاتھ لگائے بغیر محض مدد الٰہی سے ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا۔

www.pakeducationzone.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو کتاب اور رحمت کی تعلیم دی۔انہیں آسمانی ہدایت اور دانش مضر، دونوں سے نوازا گیا۔توریت کے علم کے علاوہ انہیں انجیل بھی عطا ہوئی اور وہ بنی اسرائیل کے لیئے رسول بنا کر بھیجے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو دنیا اور آخرت دونوں میں منفرد رکھنا ہے وہ معزز ہیں بھی اور ان کا شمار اللہ کے معزز بندوں میں ہوتا ہے۔

نبوت ایسے کم لوگوں کو ملتی ہے جن کو اللہ صرف اور صرف اپنے لئے خاص کر لیتا ہے۔

قل امنابالله و مازنزل علبنا و ما علينا و ما انزل عل ابرهيم و اسمعيل و اسحق و يعقوب و الل اساطعاما اوتی، عيسیٰ النيون ومن يبتغ غير الله السلام دينا خلق يقبل منه و هو فی الاخرة منالخسرين

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ ہم تو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا ہے اور جو اتارا گیا ہے ابرہیمؑ پر اور اسماعیلؑ پر اور اسحاقؑ پر اور یعقوبؑ پر اور (اس پر بھی) جو دیا گیا تھا موسیٰؑ اور یحییٰؑ اور دوسرے نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ہم ان میں سے کسی ایک میں فرق نہیں رکھتے۔اور ہم تو اسی (ایک اللہ) کے آگے فرمابردا ہیں۔اور جو کوئی تلاش کرے گا اسلام خدا کی فرمانبرداری کے سوا کوئی اور دین سو اس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔

تشریح: ۔اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ سے اپنا وہ طریقہ، دستور یا نظام یعنی "دین" انسانوں تک پہنچایا جو اسکے تکوینی (طبعی) قوانین اور انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے انبیاء کے جس مقدس سلسلے نے اللہ کی فرمابرداری کے اس "درست طریقے" یعنی دین اسلام سے لوگوں کو روشناس کیا وہ سب محسن انسانیت اور قابل وصد احترام تھے۔آدمؑ سے لے کر محمد عربیؐ تک جتنے انبیاء ہوتے ہیں مسلمان ان سب پر ایمان رکھتا ہے۔اگر کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے یا اللہ کی فرمابرداری کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرتا ہے یا حضورؐ کے بتائے ہوئے، سکھائے ہوئے اور عمل کر کے دکھائے ہوئے الاسلام کے علاوہ کوئی اپنا خود ساختہ اسلام لئے پھرتا ہے تو یہ نتائج کے اعتبار سے آخرت میں خود فائب اور خاسر ہوگا۔انسانوں کے لیئے اللہ کا بتایا ہوا طریق زندگی صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اللہ کی ہی فرمابرداری کی جائے۔

ان الذين عندالله الاسلام و من تيبع غير الاسلامدنيا فلن يقبل منه

لہذا اب تو سچے دین کا یہ راستہ جس کا قرآن اور جسکے لانے والے عملاً سکھانے والے حضورؐ ہیں۔

اس کائنات کی ہر چیز اللہ کی فرمانبرداری کر رہی ہے۔ہر چیز فطرتاً اللہ کے قانون کے مطابق چلنے پر مجبور ہے۔

خود انسان بھی اپنی پیدائش، پرورش، نشونما، جوانی اور بڑھاپے وغیرہ کے مراحل سے گزرنے پر قطعاً مجبور ہے۔یہ چیز اس کے بس میں نہیں کہ بچپن یا جوانی کو روک لے۔اسکے بدن کا ایک ایک ذرہ خدا کے قانون کے مطاق اپنا عمل جاری رکھے ہوئے ہے۔

جس طرح سے انسان بعض طبعی امور میں مجبوراً خدا کی فرمابرداری کرتا ہے اسی طرح اللہ چاہتا ہے کہ انسان اپنی ساری زندگی میں اختیاری طور پر بھی اللہ کے قانون کی پابندی کرے انسان کا بحیثیت انسان بقاء اور ارتقا تشریعی یعنی امور میں رضا کارانہ طور پر اللہ کی فرمابرداری

www.pakeducationzone.com

پر منحصر ہے ۔یہی دین اللہ ہے

سوال نمبر۴۔درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

(ا)۔موت وحیات کا سلسلہ اور گردش لیل ونہار کی طرح عزت وذلت بھی اللہ کے اختیار میں ہے ۔ ہر بھلائی مادی ہو یا روحانی ،اللہ کے ہاتھ میں ہے ۔اہل ایمان دین کی سر بلندی کی خاطر دینوی غلبہ اور اقتدار کے لیئے کوشاں اور اللہ سے اسکے طلب گار رہتے ہیں ۔اور دعا بھی کرتے رہتے ہیں ۔مگر کفر کے غلبے کو دیکھ کر اسلام نہیں چھوڑتے اور نہ ہی غلبہ حاصل کرنے کا مزانہ طریقہ اختیار کرتے ہیں ۔ نہ جب جاہ انہیں خدا کے راستے سے ہٹا سکتی ہے ۔اور نہ احساس محرومی ہی۔

ملتِ سلامیہ کی پاسبانی کے لئے کسی بھی کافر''ملت'' سے دوستی کی توقع رکھنا بہت بڑی حماقت ہے ۔اسطرح ''رضا کارانہ ملی ذلت کو دعوت دینا تو خیر بڑی بات ہے مجبوری کی حالت میں اگر کہیں جان وہ مال بچانے کے لئے کافروں سے دب کر بھی رہنا پڑے تب بھی خبر دار ہو کر کفر اور کافروں کی کوئی ایسی خدمت تمہارے ہاتھوں انجام نہ پائے جس سے اسلام کے مقابلے پر کفر کو فروغ حاصل ہونے یا مسلمانوں پر کافری کے غالب آنے کا امکان ہو۔

اللہ سے کوئی بھی بات چھپی نہیں رہ سکتی وہ تو زمین وآسمان کی ہر چیز سے آگاہ ہے ۔ پھر وہ دن بھی تو دور نہیں جس دن ایک ایک عمل کا نتیجہ ملے گا تب افسوس بے سود ہو گا ۔اللہ تعالی نے ساری مخلوق کو قبل از وقت خبر دار کر دیا ہے ۔اللہ ہی کی ذات ہے جو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور بے جان کو جاندار سے وہ ہی اللہ ہے جو قیامت کے دن میں مردہ کردے گا۔ اللہ ہی ہے جو رزق بے حساب اور فراغ کر دیتا ہے ۔سب نے اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے ۔اور وہ خبر دے دے گا کہ تم دنیا میں کیا کرتے رہے ہو۔

اللہ ہی علم ساری کائنات آسمانوں اور زمین کا احاطہ کیئے ہوئے ہے ۔اللہ ہر کام کے کرنے پر تیار ہے جب وہ کسی کام کے لیئے کہتا ہے کہ ہو جا تو بس وہ ہو جاتا ہے ملت اسلامیہ کے غلبے کو اور ملت اسلامیہ کے مفاد کو ہر شے پر مقدم رکھا جائے ۔ ذاتی دوستی اور ملی دوستی میں فرق آنا چاہیئے ۔کوئی کافر شاید کسی ذاتی دوست ثابت ہو مگر وہ ملت کا خیر خواہ کبھی نہیں ہو سکتا ۔

(۲)۔ حضرت ابرہیم اور دین ابرہیمی:۔

حضورؐ کی دعوت اسلام اصل میں دین ابرہیم کی تجدید کی دعوت ہے یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ مشرکین عرب کو بھی نسبت ابراہیمی پر فخر ہے اور تھا بھی ۔مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ کتنی خرابیاں انہوں نے اپنے دین میں پیدا کر لیں تھیں ۔اور اعمال کو تو چھوڑیئے عقائد میں اصلی دین ابرہیمی یعنی توحید سے دور جا پڑے تھے مگر ہر ایک اسی خیال میں تھا کہ حضرت ابراہیمؑ بھی اسی یہودیت یا عیسائیت وغیرہ کے پیروکار تھے ۔جو یہ لوگ اپنائے ہوئے تھے اور جو ان کے زمانے میں رائج تھا ۔

حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ توریت اور انجیل سے پہلے کا زمانہ ہے ۔حضرت ابراہیمؑ جس دین پر تھے وہ بہر حال یہودیت یا نصرائیت نہ تھی ۔ جو توریت اور انجیل کے بعد پیدا ہوئی ۔ اگر ابراہیمی یہودی یا نصرانی ہوئے بغیر راہ راست پر تھے تو ظاہر ہے کہ نجات اور راستی پر صرف یہودیت یا عیسائیت کی اجارہ داری نہیں ہے بلکہ ابراہیمؑ کے اصل لیبل مسلم کے سوا باقی سب ہی لیبل بے کار ہیں ۔

www.pakeducationzone.com

حضرت ابرہیم سیدھے سادھے مسلمان تھے اور پکے موحد تھے ان کی صحیح پیروکاریا تو اسی زمانے کے ماننے والے تھے اور یا پھر اب محمد عربیؐ اور ان کے ماننے والے ہیں۔راہ گم کردہ یہودی عیسائی اور مشرکین عرب سب کو اس کاروان ہدایت میں شامل ہونا چاہیئے۔جو حضرت محمدؐ کی قیادت میں ابرہیمی پروگرام کے مطابق منزل مقصود کی طرف رواں ہو رہا ہے۔

حضورؐ نے اہل کتاب کو بلخصوص دعوت دی کہ آؤ اصل توحید اختیار کرو صرف خدا پرستی اختیار کرو اور باقی سب پرستیاں چھوڑ دو۔ شرک جلی وخفی کی سب صورتوں سے باز آجاؤ۔بعض انسانوں کو خدائی اختیارات کے حامل نہ سمجھو۔تمہارے نزدیک بھی دین کی خالص اور اصلی شکل اختیار نہیں کرتے۔مسلمان تو بہر حال اسی توحید کا علمبر دار ہے۔

(۴)۔ مسلمانوں کی کامیابی کا رہنما اصول:۔

مسلمانوں کی اجتماعی اور انفرادی کامیابی وکامرانی کے چند نمایاں اور اہم اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ایمان کی پختگی ۲۔اسلام پر ثابت قدمی ۳۔تقویٰ کی گہرائی

۴۔اعتصام بحبل اللہ (یعنی تنظیم کی مضبوط ترین بنیاد) ۵۔اخوت اور اتحاد کی روح۔۔۔اور ۶۔دشمنوں سے اتحاد

کتاب اور سنت سے تمسک (تلاوت آیات اور رسولؐ کی موجودگی) اور اللہ پر کامل بھروسہ انہیں راہ راست سے بھٹکنے نہیں دیتا۔ اجتماعی زندگی میں دین کی سربلندی کے لیئے اور دین کی امانت ان مسلمانوں کا نصب العین ہے۔

اللہ اور رسول پر ایمان لانے اور خدا کے دین کی سربلندی کو اپنا نصب العین بنانے کا ایک معجزہ تو ساری دنیا کے سامنے ہے۔ قبل اسلام عرب قبائل کی ضرب المثل کی حد تک پہنچی ہوئی عداوتیں، شب و روز کے کشت وخون، بات بات پر لڑائیاں اور برسوں بلکہ پشتوں کے لیئے اور نعاد کس طرح آپس میں کی بےنظیر محبت و یگانگت اور بےمثل الفت و اخلاص میں بدل گئے۔ توحید ورسالت پر ایمان ہی مشرکین عرب کے لیئے دوزخ کی آگ سے جل مرنے سے بچایا وہ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اس طرح مل گئے۔کہ واقعی آپس میں بھائی بھائی معلوم ہونے لگے۔آج سے تقریباً چالیس سال قبل "اسلام زندہ باد کے نعرے نے ہی اس پک و ہند مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر کے انہیں ہندوس سامراج کی تنامی جل مرنے سے بچالیا تھا آئندہ بھی دین کی سربلندی کا وہی جذبہ استحکام پاکستان کی خاطر ایمان، تنظیم اور اتحاد کے فارمولے میں کوئی معنی پیدا کر سکتا ہے۔ورنہ واپس پھر لے جانے والے اپنے کام میں لگے ہوئے ہی۔

سوال نمبر ۵۔ درج ذیل کا ترجمہ اور تشریح کریں:۔

"الف۔ عنا ابن عمران النبیؐ قال لا یقیم الرجال الرجل من مجلسه ثم یجلس ضیه و لکن تفسحو او توسعوا۔

ترجمہ:۔عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اسکی نشست سے نہ اٹھائے پھر اس میں خود بیٹھ جائے بلکہ تم کھل جاؤ اور گنجائش پیدا کرو۔

انسان اشرف المخلوقات ہے اس لئے محترم بھی ہے اور قابل احترام بھی۔باہمی احترام کو برقرار رکھنے کے لئے شریعت اسلامیہ

www.pakeducationzone.com

نے کچھ آداب مقرر کیئے ہیں۔ جنکا بجالانا اسلامی معاشرہ کی نشوونما کے لیے ضروری ہے انہی آداب میں مجلس تہذیب کے کچھ آداب بھی ہیں۔

ارشادربانی ہے۔

یاایھاالزین آمنو اذاقیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحو یفسح اللہ لکم و اذا قیل انشزوا فانشزوا۔

ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی پیدا کروتو جگہ کشادہ کردیا کرو۔اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی بخشے گا اور جب تم سے کہا جائے اٹھ کر جایا کرو۔

اللہ اور اسکے رسولؐ نے مسلمانوں کو جو آداب سکھائے ان میں سے ایک یہ کہ جب کسی مجلس میں پہلے سے لوگ بیٹھے ہوں۔اور بعد میں آنے والوں کے لیئے بیٹھے ہوئے لوگ خود بخود آنے والوں کے لیئے جگہ میں اور جہاں تک ممکن ہو سمٹ جائیں اور جگہ بنانے کی کوشش کریں۔بعد میں آنے والوں کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ زبردستی مجلس میں گھسنے کی کوشش کریں۔اور کوئی فرد کسی کو اٹھا کر اسکی جگہ بیٹھنے کی کوشش کرے۔آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ:

کسی شخص کے لیئے جائز نہیں کہ وہ آدمیوں کے درمیان انکی اجازت کے بغیر گھس جائے۔کسی کو دھوکہ دے کر اسکی نشست حاصل کرنا کمینگی ہے۔اگر حکم کسی کو اٹھا کی اسکی جگہ پر بیٹھ گیا تو یہ اسکی تحقیر ہوگی۔اس طرح خود کسی کو اسکی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھنا غرور اور خود پسندی کی علامت ہے۔

ب۔ عن ابی کعب قال قال رسولؐ ان من الشعر حکمتہ

ترجمہ:حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ انہوں کے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا یقیناً بعض شعر حکمت اور دانائی کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔

تشریح: (دیکھیے سوال نمبر۴، جزو(ج) سمسٹر بہار۲۰۰۳ء)

(ج)۔ عن جریر بن عبداللہ قال قال رسول اللہؐ لا جرحم اللہ من لا یرحم الناس۔

ترجمہ:حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

تشریح: مخلوق خدا پر رحم کرنا اللہ جل شانہ،کو بہت زیادہ پسند ہے

آنحضرتؐ نے فرمایا: (الخلق عیال اللہ فاحب الخلق اِلی اللہ من احسن ء الی عیالہ))

"مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔اللہ کو مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کی کنبے سے احسان کرے"

اسلام جس قسم کی رافت ورحمت کی تعلیم دیتا ہے اسکا دائرہ پورے نوع انسانی پر محیط ہے۔

حضورؐ نے کئی موقوں پر مسلمانوں کو تمام بنی نوع انسان پر رحم کی تعلیم دی۔ایک حدیث میں ہے۔

((الرحمون یرحمھیم الرحمن ء ارحمو احن فی الارض یرحمکم من فی السماء))

www.pakeducationzone.com

'' رحم کرنے والوں پر رحم کرنے والا خدا رحم کرے گا۔ زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا''۔

صحیح بخاریؒ میں ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: ''جو رحم نہیں کرتا اسی پر رحم نہیں کیا جاتا''

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: ((لا تنزع الرحمة إلا من شقى)) ''رحمت سوائے بدبخت کے اور کسی کے دل سے نہیں نکالی جاتی''

سوال نمبر ۵۔ حدیث کی روشنی میں درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

جواب۔ (ا)۔ (دیکھیے سوال نمبر ۵، جزو iii سمسٹر بہار 2003ء)

ii۔ **الاسامی**:۔ تعارف اسماء جمع ہے اسم کی اور آسامی اسکی جمع الجمع ہے اسکا لفظ سمو سے مشتق ہے۔ سمو کے معنی ہیں اونچا ہونا۔ بلند ہونا۔ اسم کے لیئے اِسم، اور سَم کے الفاظ بھی بولے جاتے ہیں۔

عام استعمال میں اسم کے معنی ہیں نام۔ اسم کسی چیز معنوی یا صوری علاوت کو کہتے ہیں جس سے اس چیز کا تعین ہوتا ہے۔ ناموں کی مختلف قسمیں ہیں مثلاً

ا۔ **اسم با مسمّٰی**:۔ نام فرد کی شخصیت کے اظہار کا ذریعہ بھی ہوتا ہے جب کہ کہا جاتا ہے فلاں ایم با مسمّٰی ہے تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ جیسا نام ہے ویسی ہی اسمیں صفات پائی جاتی ہیں۔

۲۔ **بے حقیقت نام**:۔ بعض اشیاء اور اشخاص کے ایسے نام رکھ دیئے جاتے ہیں جنکا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی اچھے بھلے آدمی کو عقرب (بچھو) کہہ دینا۔ اسی طرح سے کسی برے آدمی کو اچھا نام دے دینا۔

۳۔ **تعبیری نام**:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص یا کسی چیز کی حقیقت کو جس طرح سمجھا گیا اسی طرح اس کا نام دیا گیا مثلاً مشرکین کا بتوں کو خالق و مالک اور رزاق کہنا یا آقا کا اپنے غلام کو اپنا بندہ کہنا۔

۴۔ **کنیت**:۔ اس سے مراد وہ نام ہے جو اصل نام کا متبادل ہو اور کسی کی تعظیم یا علامت کے لیئے بولا جائے۔ عربوں میں کنیت کا رواج اسقدر عام تھا کہ لوگ اصل نام بھول جاتے تھے۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ اور حضرت ابوھریرۃؓ کے اصل نام آج بھی بہت کم لوگوں کو معلوم ہیں۔ باب الاسامی میں یہ تعلیم ہے کہ کیسے نام لکھے جائیں اور کیسے نہیں۔ زیادہ عزت والا وہ نام ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو۔ ایک حدیث میں یوسفؑ کے تقویٰ میں کسی کو کلام نہیں یوسفؑ خود نبی تھے۔ یوسف نبی حضر یعقوبؑ کے بیٹے تھے، اسحاق کے پوتے اور نبی حضرت ابراہیمؑ کے پڑپوتے تھے۔ حسب نسب اور تقویٰ کا یہ اعزاز اور کسی حصے میں نہیں آیا۔

(حصہ سوئم الفقہ)

سوال نمبر ۶۔ اذان اور اقامت سے متعلقہ مسائل بیان کریں۔

ج۔ **اذان اور اقامت**:۔ اذان کے لغوی معنی خبردار کرنے کے ہیں۔ اعلان کرنے اور اطلاع دینے کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اذان سے مراد وہ مخصوص کلمات ہیں جنکے ذریعے لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

www.pakeducationzone.com

اذان کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں آیا ہے۔

١۔ اذا نوی للصلوۃ جن یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ۔

"جب جمعہ کی دن نماز کی اذان ہو تو اللہ کی یاد کی طرف جلدی جلدی چلو"

٢۔ واذا نا دیتم الی الصلوۃ اتخذوھا ھروا ولعبا۔

" جب تم نماز کے لیئے اذان دیتے ہو تو یہ اسے ہنسی اور مزاق بناتے ہیں"

اذان اور اقامت کے چند مسائل ضروری درج ذیل ہیں۔

١۔ پانچوں فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لیئے اذان کہنا سنت مؤکدہ ہے۔ان کے علاوہ کسی اور نماز مثلاً نماز عیدین، نماز استسغاء، نماز کسوف اور دوسری نمازوں کے لیئے اذان نہیں ہے۔

٢۔ اذان میں ترجیح نہیں ہے ترجیع کے معنی ہیں لوٹانا، دوہرانا، یہاں ترجع سے مراد شہادت کے دونوں کلمے ہیں۔

اشھدان لا الہ الا اللہ اور شھدان محمد ارسو ل اللہ پہلے دو دفعہ آہستہ سے پھر دو دفعہ بلند آواز سے کہنا۔

٣۔ فجر کی اذان میں" حی علی لفلاح" کے بعد دو مرتبہ "**الصلاۃ خیر من النوم**" کہنا چاہیے۔

رسول اللہ ایک مرتبہ سو رہے تھے تو حضرت بلالؓ نے" **الصلاۃ خیر من النوم**" (نماز نیند سے بہتر ہے) کے کلمات کہئے۔ آپؐ ان الفاظ کو بہت پسند فرمایا کرتے اور حکم دیا کہ ان کلمات کو فجر کی اذان میں رکھ دیا جائے۔

٤۔ اقامت میں بھی اذان والے کلمات کہے جاتے ہیں۔فرق صرف اتنا ہے کہ اقامت میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو مرتبہ قد قامت الصلوۃ (تحقیق نماز کھڑی ہوگئی) کہا جاتا ہے۔ جبکہ اذان میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

٥۔ اذان اور اقامت کہتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہوا جائے مؤذن "حی الفلاح" کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیرے۔ سینہ اور پیر قبلہ کے طرف رہیں اذان دیتے وقت شہادت کی انگلی کانوں میں دے کر اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے اذان کہے۔رسول اللہؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تھا کہ اذان دیتے وقت وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیا کریں۔

آپؐ نے فرمایا:۔ ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہو جائے گی۔

٦۔ اگر ایک قضا نماز کو ادا کرنا ہو تو اسکے لیئے اذان بھی کہی جائے گی اور اقامت بھی۔ اور اگر ایک سے زائد نمازوں کو ادا کرنا ہو تو پہلی نماز کے لیئے اذان کہی جائے گی۔اور اقامت بھی اور دوسرے نمازوں میں اختیار ہوگا۔اگر چاہیں تو اذان و اقامت دونوں کہیں اور اگر چاہیں تو صرف اقامت کہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ اذان کا مقصد تو لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع دینا ہے۔یہ مقصد پہلی اذان سے حاصل ہو چکا ہے تو دوبارہ اذان کی ضرورت نہیں۔

٧۔ نماز کا وقت ہونے سے پہلے اذان کہنا درست نہیں کیونکہ اذان نماز کا وقت کا تعین کرنے کے لیئے کہی جاتی ہے۔اگر وقت سے پہلے اذان ہوگئی تو لوگ اذان سن کر نماز پڑھیں گے حالانکہ وقت سے پہلے نماز ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔اگر وقت سے پہلے اذان دی

www.pakeducationzone.com

جائے تو دوبارہ اذان کہنی چاہئے۔امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فجر کی اذان صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے جائز ہے جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں۔

سوال نمبر ۷۔درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

(ا)۔ **احسن والنوافل**:۔نوافل نافلۃ کی جمع ہے۔اس کے معنی ہیں زائد چیز۔ہر وہ نماز جو صرف مرض یا واجب نہ ہو فقہاء کی اصطلاح میں نفل کہلاتی ہے۔لہذا سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ کو بھی نوافل کہتے ہیں۔سنت مؤکدہ وہ نمازیں ہیں جو حضورؐ نے ہمیشہ پڑھی ہوں۔اور بغیر عزر کے چھوڑ دینا گناہ ہے اور چھوڑنے کی عادت سخت گناہ ہے۔سنت غیر مؤکدہ وہ سنتیں ہیں جنہیں حضورؐ نے اکثر پڑھا ہے لیکن کبھی کبھی بغیر عزر کے بھی چھوڑ دیا ہے۔

1۔ **بیان مسائل السنتیں والنوافل**:۔

ا۔پانچ وقت کی فرض اور واجب نمازوں کے علاوہ جو نمازیں سنت ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

i۔طلوع فجر کے بعد اور فجر کے فرضوں سے پہلے دو رکعتیں۔

ii۔نماز ظہر اور جمعہ کے بعد اور فجر کے فرضوں سے پہلے دو رکتیں۔

iii۔نماز عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکتیں۔یہ سنت غیر منوکدہ ہیں۔

iv۔نماز مغرب کے فرضوں کے بعد دو رکتیں۔

v۔نماز عشاء کے فرضوں سے پہلے چار رکعتیں۔یہ سنت غیر منوکدہ ہیں۔

۲۔ فرض نمازوں میں پہلی دو رکعتوں میں قرآت فرض ہے اور آخری دو رکعتوں میں نمازی کو اختیار ہے۔اگر چاہے فاتحہ پڑھے چاہے خاموش رہے یا تسبیح پڑھتا رہے۔البتہ نفل اور وتر کی تمام رکعات میں قرات فرض ہے۔امام شافعیؒ کے نزدیک فرض نمازوں میں بھی تمام رکعات میں قرات فرض ہے۔

۳۔ دن کے نوافل دو رکعتیں ایک سلام کے ساتھ یا چار چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔چار سے زائد رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔رات کے نوافل امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک آٹھ سے زیادہ رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔صاحبین کے نزدیک رات کے نوافل ایک سلام کے ساتھ دو سے زیادہ نہ پڑھے۔

2۔ **قیام شھر رمضان**:۔ تراویح ترویحہ کی جمع ہے ترویحہ کے معنی ہیں۔ذرا آرام کرنا۔نماز ترویح میں ہر چار رکعات کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر آرام کرتے ہیں۔اس لیے پوری نماز کا نام تراویح رکھا گیا۔نماز تراویح کا بیان محرثین وفقہا اپنی اپنی کتب میں ''قیام رمضان'' کے الفاظ سے کرتے ہیں۔قیام رمضان کی فضیلت میں آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے ایمان اور خلوص نیت کے ساتھ ماہ رمضان میں قیام کیا اسکے پہلے تمام گناہ معاف ہو گئے۔

ا۔ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی نماز با جماعت مستحب ہے یہ امام ابوحنیفہؒ کا ایک قول ہے ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور یہی قول رائج ہے کیونکہ حضورؐ نے اپنی حیات طیبہ میں آخری رمضان المبارک میں صرف

www.pakeducationzone.com

تین بار نماز تروایح پڑھی ہے بعد میں حضورؐ نے اس خوف سے ترک کر دی کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائے۔معلوم یہ ہوا کہ اگر فرضیت کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپؐ نماز تروایح کا ترک نہ فرماتے۔

آپؐ کے وصال کے بعد جعفر فیکٹ کا خوف نہ رہا تو صحابہ کرامؓ نے تراویح کی نماز کا با جماعت اہتمام فرمایا۔

۲۔ لوگوں کو تراویح کی نماز کی امام پانچ ترجیحات کی صورت میں پڑھائے اور تراویح میں دو سلام ہوں تراویح سے مراد چار رکعت ہیں یعنی ہر چار رکعت میں دو رکعت کے بعد سلام پھیرے تراویح کی نماز میں بیس رکعات ہیں۔

۳۔ نماز تراویح میں ہر چار رکعات کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے۔یا اتنی دیر بیٹھنے میں لوگ تکلیف محسوس نہ کریں تو اس سے کم بیٹھے۔اس بیٹھنے کے دوران اختیار ہے چاہے خاموش رہیں یا تسبیح پڑھیں یا اکیلے اکیلے نوافل پڑھیں یا آہستہ آواز میں قرآن مجید پڑھیں

۴۔ نماز تراویح کے بعد امام لوگوں کو نماز وتر با جماعت پڑھائے اور رمضان کے علاوہ دوسرے ایام میں وتر کی نماز جماعت سے نہ پڑھی جائے گی۔

3۔ **<u>الصلاۃ فی الکعبہ</u>**:۔کعبہ کے لفظی معنی بلند جگہ یا مربع شکل میں ہونے کے ہیں۔بیت اللہ کو کعبہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی عمارت مربع شکل کی ہے۔

ا۔ خانہ کعبہ میں فرض اور نفل دونوں نمازیں جائز ہیں حضورؐ نے فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو کر دو رکعت نماز نفل ادا کی تھی۔استقبال قبلہ فرض اور نفل دونوں نمازوں میں ضروری ہے تو جب کعبہ کے اندر نفل پڑھے جا سکتے ہیں تو فرض پڑھنا بھی جائز ہے۔

۲۔ اگر خانہ کعبہ کے اندر جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے تو جس مقتدی کی پیٹھ امام کے پیٹھ کی طرف ہو اس کی نماز ہر طرح درست ہے۔اس طرح سے مقتدی کی چہرہ امام کے چہرے کی طرف ہر تو اسکی بھی نماز درست ہے۔لیکن جس مقتدی کی پیٹھ امام کے چہرے کی طرف ہو اسکی نماز درست نہیں۔کیونکہ اس صورت میں امام پیچھے آ گیا اور مقتدی آگے جبکہ مقتدی کے لیے امام کے پیچھے ہونا ضروری ہے۔

۳۔ اگر امام مسجد حرام میں نماز پڑھ رہا ہو تو لوگوں کو امام کے پیچھے خانہ کعبہ کے اردگرد حلقہ باندھ لینا چاہیے۔اگر کوئی مقتدی امام والی سمت کے علاوہ کسی اور سمت سے امام کی نسبت خانہ کعبہ کے زیادہ قریب ہو گیا تو اسکی نماز درست نہیں کیونکہ اس صورت میں مقتدی کے لیئے امام سے آگے بڑھنا لازم ہو گیا جو جائز نہیں۔

۴۔ اگر کوئی مرد خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نماز پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے لیکن تعظیم کعبہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ فعل مکروہ ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اسکی نماز نہیں ہے کیونکہ نماز پڑھنے والے کا رخ خانہ کعبہ کی طرف نہیں ہوتا۔لیکن احناف کے نزدیک خانہ کعبہ کی چھت سے لے کر آسمان تک قبلہ میں داخل ہے اس لیئے نماز درست ہے۔

www.pakeducationzone.com

حصہ چہارم (تاریخ اسلام)

سوال نمبر ۸۔عمر بن العزیز کو عمر ثانی کیوں کہا جاتا ہے ان کہ عہد کی اہم اصلاحات بیان کریں؟

جواب ۔عمر بن عبدالعزیز:۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور خلافت پورے عہد بنو امیہ کے دور میں موشن وممتاز ہے انہیو ں نے اپنے زمانے میں ایسی اصلاحات نافذ کیں کہ دور فاروقی کی یاد تازہ کردی یہ ہی وجہ ہے کہ آپ کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

اصلاحات:۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اصطلاحات کا جائزہ مندرجہ ذیل ہے۔

غصب شدہ: جا گیروں کی واپسی:۔اموی حکمرانوں نے اپنے دور اقتدار میں ظلم وتشدد سے عوام کی جاگیروں کو اپنی ملکیت میں لے لیا تھا۔ خلیفہ بنتے ہی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان تمام خلفاء کی جائیدادیں کو ضبط کرنے کے احکامات جاری کیئے۔اوراسکا آغاز اپنی ذاتی جائیداد سے کیا۔

باغ فدک کی واپسی:دوسرا اہم مسئلہ باغ فدک کی واپسی کا تھا۔عہدنبوی اورعہد خلافت راشدہ میں اس باغ کی آمدنی بنو ہاشم کی ضروریات کی تکمیل اور حاجت مندوں پر خرچ ہوتی تھی۔لیکن بعد میں مروان بن حکم نے اسے اپنی جاگیر میں شامل کرلیا تھا۔اوراب یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی ملکیت میں تھا۔

بیت المال کی آمدنی کا درست استعمال:۔ خلفاء بنوامیہ نے بیت المال کو ذاتی ملکیت قرار دے کراسکی آمدنی میں خوب تصرفات کیے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے ذاتی ملکیت سے نکال کر عوام کی امانت قرار دی اوراسکی آمدنی میں جو تحفے تحائف دیئے جاتے تھے انہیں موقوف کردیا۔

غیر اسلامی ٹیکسوں کی تنسیخ:حضرت عمر بن عبدالعزیز نے موی خلفاء کے رائج کردہ ان تمام ٹیکسوں کو منسوخ کردیا جو غیر اسلامی تھے۔مثلاً نو مسلموں سے جزیہ کی وصولی وغیرہ۔

حضرت علیؓ پر لعن طعن کرنے کی رسم کا خاتمہ: خلفائے بنوامیہ نے جمعہ کے خطبات میں حضرت علیؓ پر لعن طعن کرنے کی مذموم رسم جاری کررکھی تھی۔حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسکا خاتمہ کیا۔

احیائے سریعت اخلاقی اصلاح:۔حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سارے معاشرے میں اسلامی روح پھونک دی۔لوگوں کو نماز روزہ کی طرف مائل کیا۔اور زکواۃ وصدقات کے

نظام کو منظم کر کے لوگوں کی زمینوں کو اسلامی سانچے میں ڈھال دیا۔

عمال کی نگرانی:۔ آپ نے نظام حکومت میں اصلاح وترمیم کی خاطر ظالم و جابر عمال کو معزول کر دیا۔تقرری کی بنیاد اہلیت وقابلیت اور تقویٰ و پرہیز گاری تھی۔

اسلامی تعلیمات کی اشاعت:۔ آپ نے قرآن وحدیث اورفقہ کی تعلیمات اور تدوین اوراسکی اشاعت پر خصوصی توجہ دی۔قرآن و حدیث کے عالموں کو مختلف علاقوں میں تعلیم کے لیئے بھیجتے تھے۔

www.pakeducationzone.com

ظالم والیوں کی معزولی:۔آپ نے نظام حکومت میں نہایت اہم اور انقلابی تبدیلیاں لائیں۔ظالم و جابر والیوں کو معزول کر کے نیکوکاروں کو اعلیٰ منصب پر فائز کیا تاکہ نظام حکومت کی اصلاح ہو۔

رفاہ عامہ: عوام کی فلاح و بہبود کے لیئے ملک میں نہایت کثرت سے سرئیں نبوائیں،لنگر خانے اور چراگاہیں عام کیں اسکے علاوہ جیل خانوں کو بھی اصلاح کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔

سوال نمبر ۹۔ایمن الرشید اور مامون الرشید کے حالات زندگی ان کے اختلافات اور آپس کی لڑائیوں پر تفصلی نوٹ لکھیں؟

جواب۔امین الرشید:۔ ہارون کی وفات کے بعد جمادی الثانی 193ھ میں امین تخت نشین ہوا۔ امین الرشید زبیدہ کے بطن سے تھے۔ زبیدہ ہاشمیہ تھیں اسطرح تمام خلفائے عباسیہ میں امین کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ماں، باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی تھے۔ امین الرشید شجاع، فصاحت و بلاغت اور ادات و انشاء میں ماہر، مگر تدبیر و سیاست میں عاری تھا۔عیش و عشرت کا دلدادہ تھا۔رقص و سرور پر بے انتہا روپیہ خرچ کرتا اسکی عیش کوشی اور غفلت اسکی تباہی کا سبب بنی۔

مامون الرشید: امین الرشید کے قتل کے بعد محرم 198ھ میں مامون خلیفہ بنا۔وہ بہت نرم مزاج منکسر المزاج تھا۔عفو درگزر کا پیکر علم کا قدردان تھا۔علماء و فضلاء کا بے حد احترام کرتا تھا۔لیکن اپنے عقائد میں مجموعہ اضداد تھا۔غیر علماء کی صحبت کی وجہ سے اور فلسفے کی وجہ سے خلق قرآن کا قائل ہو گیا۔اور اس عقیدے کو منوانے کے لیئے علماء پر بے جا سختی کی

امین اور مامون الرشید کے اختلافات:۔ ہارون الرشید نے یکے بعد دیگرے ہارون اور امین کو ولی عہد مقرر کیا۔سلطنت میں بھی مختلف حصے ان کے حوالے کر دیئے تھے اسکے نتیجے میں امین اور مامون کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے ان نے آخر میں جنگوں کی صورت اختیار کر لی۔اختلافات تب شروع ہوئے جب وفات سے قبل 192ھ میں ہارون جب رافع بن لیث کی بغاوت ختم کرنے کے لیئے روانہ ہوا اور اسی مہم کے درمیان وہ بیمار ہو گیا۔تو اس نے اراکین سلطنت اور فوجی سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ جتنا خزانہ اور فوج میرے ساتھ ہے یہ سب مامون کی ملکیت ہے لہذا یہ اسکے پاس پہنچا دی جائیں کچھ عرصے بعد امین نے مامون سے ولی عہد سے دستبردار ہونے کو کہا۔جب مامون نے اس سے انکار کیا تو امین نے ہارون کا وصیت نامہ بھی پھاڑ دیا۔اس پر مامون نے بغاوت کر دی اور اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔

امین اور مامون کی آپس میں لڑائیاں:۔ امین الرشید نے 195ھ میں علی بن عیسیٰ کی سرکردگی میں ۵۰،۰۰۰ کا لشکر مامون کو سرکوبی کے لیئے روانہ کیا۔مامون کی فوج اگرچہ صرف ۴،۰۰۰ تھی مگر اس نے اسقدر ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ امین کی فوج کو شکست ہوئی۔

دوسری لڑائی:۔پہلی جنگ ہارنے کے بعد امین نے عبدالرحمٰن بن بجلہ کو ۲۰،۰۰۰ فوج دے کر بھیجا مامون کی فوج نے جس کی قیادت طاہر کر رہا تھا۔اسکو بھی ہرا دیا اور ہمدان اور عراق کے پورے علاقے پر قبضہ کر لیا۔

تیسری لڑائی:۔ عبدالرحمٰن جبلہ کی ناکامی کے بعد امین نے احمد بن فرید اور عبداللہ بن حمید وک ۲۰،۲۰ ہزار کا لشکر دے کے روانہ کیا۔طاہر کے آدمیوں نے ان کی درمیان افواہیں پھیلا دیں اسطرح ی لشکر واپس ہو گئے۔طاہر نے اسی اثناء میں ہواز، وسطہ کوفہ، بصرہ، اور موصل کے حکام سے مامون کی بیعت کر لی۔اسکے بعد طاہر نے بغداد کا محاصرہ کر لیا۔

www.pakeducationzone.com

کورس: اسلامیات اختیاری | سمسٹر: بہار 2003ء
سطح: بی اے (437) | کل نمبر: 100

سوال نمبر۱۔ مختصر جوابات تحریر کریں۔

1۔اجازت مانگنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج۔جب کسی کے ہاں جانا ہو تو اسکے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کہا جائے۔اور اندر آنے کی اجازت حاصل کی جائے اگر جواب نہ ملے تو واپس ہو جائے۔اجازت تین بار مانگی جائے۔اجازت مانگنے کے مسنون الفاظ یہ ہیں۔ ''سلام'' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

2۔کلمہ سے کیا مراد ہے؟ ج۔بامعنی مفرد لفظ یا بامعنی مرکب الفاظ کے مجموعہ کو کلمہ کہا جاتا ہے۔

3۔سلام کا آغاز کب ہوا؟ ج۔سلام کا آغاز حضرت آدمؑ کی تخلیق سے ہی ہو گیا تھا۔

4۔تکبیر تحریمہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ ج۔تکبیر تحریمہ نماز کی ابتداء ہوتی ہے۔

5۔رفع یدین سے کیا مراد ہے؟ ج۔نماز پڑھنے کے وقت جب دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہیں اسے تکبیر رفع یدین ہیں۔

6۔کتاب السنن کس نے لکھی؟ ج۔کتاب السنن ابوبکرین بانی نے لکھی۔

7۔اندلس پر مسلمانوں نے پہلا حملہ کب کیا؟ ج۔مسلمانوں نے اندلس پر پہلا حملہ جولائی ۷۱۰ء میں کیا۔

8۔عشر سے کیا مراد ہے؟ ج۔عشر سے مراد زرعی پیداوار کا حصہ ہے جو مال کو پاک کرنے کی غرض سے نکالا جاتا ہے۔
بارانی زمین کا 10واں حصہ اور نہری زمین کا 20واں حصہ ہے

9۔صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟ ج۔صحاح ستہ سے مراد احادیث کی چھ مستند کتابیں ہیں۔

10۔سنت موکدہ اور غیر موکدہ میں کیا فرق ہے؟ ج۔سنت موکدہ وہ ہیں جن کو ادا کرنا ضروری ہے۔اور ان کے ادا نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔جبکہ سنت غیر موکدہ کو ادا کرنا اتنا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی ان کے نہ ادا کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔اور سنت موکدہ وہ ہیں جن کو حضورؐ نے ہمیشہ پڑھا ہوا اور کبھی نہ چھوڑا ہو جبکہ سنت غیر موکدہ حضور چھوڑ دیں۔

سوال نمبر۲۔درج ذیل آیات کی تشریح اور ترجمہ کریں۔

الف۔ ان الذین عذر اللہ الاسلام وما ختلف الذین او تع الکتب الامن بعد ماجاء ھم ہ العلم بغیاً بینھم ومن یکفر بایٰت اللہ من اللہ سرسیع الحساب۔

ترجمہ:۔یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔اور جو مختلف راستے اختیار کیئے اہل کتاب نے سو وہ علم کے پہنچ جانے کے بعد باہمی ضد اور زیادتی کے لیئے انہوں نے کیا۔اور جو کوئی اللہ کی آیتوں سے انکار کرے گا سو اللہ تو یقیناً بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

تشریح:۔یقیناً اسلام کی تاریخ کرہ ارض پر انسان کے موجود کے ساتھ شروع ہو جاتی ہے۔اللہ کے تعالیٰ بار بار انسانوں کو پیغمبروں کے

www.pakeducationzone.com

ذریعے اپنی فرمانبرداری کے درست طریقے یعنی"دین اسلام سے آگاہ کرتا رہا۔اور کتابیں بھیجتا رہا مگر سرکش انسان باہمی ضد اور حسد میں دین کے بھی ٹکڑے کرنے سے باز نہ آئے۔

محمد عربیؐ نے اسلام کو مکمل اور ٹھیک شکل میں پیش کیا۔ہدایت کے طلبگار اسی راستے پر چل کر منزل مقصود پائیں گے۔اور روگردانی کرنے والے آخر اللہ کے ہاں کہاں چھپیں گے؟ اہل کتاب جن پر حق ثابت ہو چکا تھا۔وہی ضد اور تکبر سے اپنی بات پر قائم رہے اور دین حق کو قبول نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی بھی اسکی نشاندہی اور آیات کی نافرمانی کرے گا۔تو اللہ جلد ہی اس سے حساب لے گا۔یہاں اسلام سے مراد وہ دین ہے۔جو اللہ کے آخری نبی اور رسول حضرت محمدؐ کے ذریعے بنی نوع انسان کو عطا ہوا۔اور اسکے بعد سابقہ تمام ادیان اور شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔اب اللہ کے نزدیک مقبول دین صرف یہی دین اسلام ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان الذین عند اللہ الاسلام" بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے۔اور اسلام کے سوا کسی اور دین کو اللہ شرف قبولیت نہیں بخشے گا۔

"و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ" اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

(ب)۔ فغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموت والارض طوعا و کرھا و الیہ یرجعون

ترجمہ:سو کیا (یہ لوگ) اللہ کے (مقرر کردہ) دین کے علاوہ کسی اور طریقہ کی تلاش کر رہے ہیں۔ حالانکہ اسی کے حکم کے فرمابردار ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں چاروناچار اور آخری سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

تشریح:۔انسانوں کے لیئے اللہ کا بتایا ہو طریق زندگی صرف ایک ہی ہے اور یہ اللہ ہی کی فرمابرداری کی جائے۔

"ان الذین عنداللہ الاسلام"۔

اسکے ساتھ یہ بھی بتادیا کہ کوئی اور طریقہ اسکے ہاں مقبول نہیں۔

اس بارے میں ارشاد ربانی ہے۔ "امن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ"

اس کائنات کی ہر شے چاروناچار اللہ تعالیٰ کی فرمابرداری کر رہی ہے۔ہر چیز اللہ کے قانون کے مطابق چلنے پر مجبور ہے۔یہ کارخانہ عالم اور اسکے سینکڑوں مظاہروں ستاروں اور زمین کی گردش، موسموں کی تبدیلی، عناصر کے تغیرات اور اثرات، زندگی اور موت وغیرہ سب اللہ کے لگے بندھے قانون کے مطابق چل رہے ہیں۔خود انسان اپنی پیدائش، پرورش، نشوونما، جوانی کو روک لے اسکے بدن کا ایک ایک ذرہ خدا کے قانون کے مطابق اپنا عمل جاری رکھے ہوئے ہے۔ہر مخلوق کو اس دنیا میں اپنا وقت گزار کر جانا ہے اور سب اللہ ہی کی جانب پلٹتے ہیں۔اور ان سے اللہ قیامت کے روز میدان محشر میں حساب کتاب لے گا۔ جسکے اعمال اچھے ہوئے وہ آخرت کی کامیابی حاصل کرے گا اور جسکا اعمال درست نہ ہوا تو اس کی آخرت بہت خسارے والی ہوگی۔

www.pakeducationzone.com

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل موضوعات پر نوٹ لکھیں۔

جنگ احد:۔ غزوہ بدر رمضان ۲ ہجری میں اپنی رسوا کن شکست کا بدلہ لینے کے لیئے اور اپنی شام کی تجارتی شاہراہ کو بلا خطر اپنے ہی کنٹرول میں رکھنے کے لیئے قریش مکہ کو اڑھائی لاکھ درہم کا چندہ منع کرنا ذرا بھی بھاری معلوم نہ ہوا۔ تین ہزار کا لشکر تیار کیا گیا جس میں سات سو زرہ پوش اور دو سو سوار بھی تھے۔ یہ لشکر ابوسفیان کی قیادت میں اوائل شوال تین ہجری میں مدینے پر حملے کے لیئے روانہ ہوا۔ حضورؐ کو اس لشکر کی جگہ سے روانگی کے ساتھ ہی اطلاع ہو چکی تھی۔ مدینہ کے قریب مسلمانوں کے جاسوس نے دشمن میں شامل ہو کر ان کی تعداد کے متعلق رپورٹ حضورؐ کو پہنچا دی۔ ۱۴ شوال جمعہ کی نماز کے بعد آپؐ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ دشمن شمال میں مقیم تھا اور بظاہر حضورؐ کو ادھر ہی چلنا چاہیے تھا مگر آپؐ نے مدینہ کے جنوب سے نکل کر مشرق اور پھر شمال مشرق کا رخ اختیار کیا۔ رات آطام الشیخین نامی ایک جگہ پر بسر کی مشرق کی طرف لمبا چکر کاٹتے ہوئے کوہ احد کے سامنے شوط نامی ایک باغ کے قریب نماز فجر با جماعت ادا کی اس جگہ عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت الگ ہو کر واپس ہو گیا۔

عبداللہ بن ابی کا بعض فوجی مبصرین کے نزدیک یہ خیال تھا کہ شمال کی طرف سیدھا احد اور حیدمے کے درمیان کھلے میدان میں جنگ ہوگی۔ اور وہ عین وقت پر غداری کر کے مسلمانوں کو آسانی سے تباہ کر دے گا۔ مگر حضورؐ نے ایسا راستہ اختیار کیا کہ جسے تو یہ منافق نہ سمجھ سکا آخر جب معلوم ہو کہ مسلمان دامن احد میں بہتر مورچے پر قابض ہو جائیں گے۔ تو اپنا سارا منصوبہ تباہ ہوتا دیکھ کر وہ الگ ہو گیا۔

اسطرح عبداللہ بن ابی کے واپس ہونے کا نفسیاتی طور پر بہت برا اثر پڑا۔ مسلمان اب صرف سات سو رہ گئے تھے۔ جن میں صرف دو سوار تھے۔ دامن کوہ میں پہنچ کر حضورؐ نے ایک موزوں جگہ پر قبضہ کیا۔ مسلمانوں کی پشت پر پہاڑ تھا۔ دشمن سامنے سے ہی حملہ کر سکتا تھا۔ ایک جگہ سے مسلمانوں پر پشت سے حملہ ہو سکتا تھا۔ حضورؐ نے جبل رماۃ پر پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ عبداللہ بن جبیر کی کمان میں اس ناکے کی حفاظت کے لیئے مقرر فرمایا اور انہیں تاکید کی کہ: ''اگر تم دیکھو کہ کہیں پرندے چاٹ لے گئے ہیں (یعنی ہار گئے ہیں) تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا جب تک میرا حکم نہ پہنچے اور اگر تم نے دیکھو کہ ہم نے دشمن کو شکست دے کر پامال کر دیا ہے۔ تو بھی اس جگہ پر ڈٹے رہنا''۔

۱۵ شوال تین ہجری ہفتے کے دن کو صبح لڑائی ہوئی مسلمانوں کی جانبازی سے بہت جلد لشکر قریش کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور وہ بھاگ نکلے۔ ان کا جھنڈا اٹھانے والا کوئی نہ تھا۔ مسلمانوں کی فتح کو دیکھ کر تیر اندارزوں نے بڑے کے منع کرنے کے باوجود اپنی جگہ چھوڑ دی اور مال غنیمت جمع کرنے کے لیئے پھیل گئے۔ قریش کے مایہ ناز جرنیل نے موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے سات آٹھ مسلمان تیز اندازوں کو شہید کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہ خالد کی فوج پر پلٹے تو پسپا ہونے والی فوج نے بھی پلٹ کر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ چکی تھیں وہ دونوں طرف سے گھر گئے تھے۔ اور فتح سکشت میں بدل گئی۔

اسی وقت یہ افواہ پھیلی کہ حضورؐ شہید ہو گئے ہیں۔ بہت سے مسلمان یہ سن کر بھونچکے رہ گئے۔ ان میں جہاں کوئی تھا وہیں رہ گیا۔ اور اپنی جان بچاتا رہا۔ مگر دوسر جن کے قریب ایسے صحابہؓ تھے۔ جنہوں نے اس کڑے وقت میں حضورؐ کو بچانے کے لیئے جان نثاری اور پامردی کا حیرت انگیز مظاہرہ کیا۔ حضورؐ کے پکارنے پر ہر صحابیؓ نے آپؐ کے گرد پہنچنے کی کوشش کی البتہ جو بھاگ نکلے تھے وہ نہ آ سکے۔ اس ہنگامے

www.pakeducationzone.com

میں حضورؐ زخمی ہوئے اور آپ کا نیچے کا ایک دانت مبارک شہید اور ہونٹ بھی زخمی ہوا خود کی کڑیاں چہرے میں گھس گئی تھیں ۔ بڑی مشکل سے آپ صحابہؓ کے ساتھ پہاڑ کے ایک نسبتاً محفوظ حصے کی طرف چلے گئے ۔اس عرصہ میں مسلمانوں کے 70 آدمی شہد ہوئے ۔قریش کی عورتوں نے شہدا کے ناک کاٹے اور کان کاٹے ۔ان میں ایک حضرت حمزہؓ بھی تھے ۔قریش دل کی بھڑاس نکال چکے تھے ۔ابو سفیان نے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دے دیا ۔جانے سے پہلے اسے یہ معلوم ہو گیا کہ حضورؐ زندہ موجود ہیں مگر اس نے اب صرف یہ اعلان کیا کہ: ''یہ بدر کا بدلہ ہو گیا ۔اور آئندہ سال پھر بدر ہی میں مقابلہ ہو گا''۔

''حضورؐ کے فرمانے پر صحابہؓ نے اس حملہ کو قبول کر کے چیلنج بھی قبول کر لیا ۔

۲۔ **محکمات ومتشابہات**:۔ قرآن کریم میں دو طرح کی آیات ہیں ۔

۱۔ **محکمات** ۲۔ **متشابہات**

۱۔ **محکمات**:۔محکم کی جمع ہے محکم کے لفظی معنی ہیں پختہ، پکی چیز اور عربی زبان کے محاورہ ہے میں اس بات کو کہتے ہیں ۔

i۔جو ایسی صاف ہو جس سے ایک ہی مطلب سمجھ میں آئے ۔

ii۔جسکا مفہوم متعین کرنے میں کسی قسم کے اشتباہ کی گنجائش تک نہ ہو ۔

iii۔جسکو اپنی مرضی کے معنی پہنانا دشوار ہو ۔

اس قسم کی آیات ہی ''کتاب کا اصل مدار اور اسکی بنیاد ہیں'' کسی متشنہ آیت کا کوئی ایسا مطلب نکالنا ہرگز جائز نہیں ۔جو ان صاف اور واقع آیات کے خلاف ہو دین کے بنیادی اصول مثلاً عقدہ توحید اور اعمال حسنہ سب محکمات میں بیان ہوئے ہیں ۔

متشابہات:۔متشابہ کے لفظی معنی ہیں ملتا جلتا یعنی:

۱۔ جسکو دوسرے سے تمیز کرنا مشکل ہو محاورے میں اسکو کلام کہتے ہیں ۔جو دوسرے کلام سے ایسا ملتا ہے کہ باہم تمیز مشکل ہو جاتی ہے ۔

۲۔ جس بات کے کئی مطلب بنتے ہوں ۔اور نجوبی سمجھ میں نہ آسکے کہ کونسا مقصد مطلوب ہے ۔

۳۔ جو معنی اسکے الفاظ سے سمجھے جاتے ہوں ۔وہ مقصود نہ ہوں ۔بلکہ وہ الفاظ بطور تمثیل یا بطور مجاز و استعارہ استعمال ہوئے ہوں ۔

متشابہات وہ ہیں جن کے معنی مراد اور مفہوم میں استباہ کی گنجائش ہو ۔

عقلمند آدمی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ قرآن مجید انسانوں کی زبان میں نازل ہوا ہے ۔اور اسکا مقصد عوام اور خواص سب کی ہدایت ہے ۔قرآن مجید میں بہت سی ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جنکو انسانوں کے حواس خمسہ ظاہری و باطنی نے محسوس نہیں کی ہے اور نہ ان کی کیفیات کو جانا ہے ۔اس طرح کے امور کو بیان کرنے کی ضرورت اس لیے بھی ہوئی کہ انسان کے لیئے زندگی کا کوئی راستہ تجویز کرنے کے لیے ناگزیر ہے کہ اس کائنات کی حقیقت اسکے آغاز اور انجام ۔دس میں انسان کی حیثیت وغیرہ بنیادی باتوں کے متعلق کچھ ضروری معلومات دی جائیں ۔یہ ناممکن ہے کہ اس طرح کے مطالب محکمات میں بیان ہو سکیں ۔ضروری ہے کہ طرح طرح کے مضامین کے لیئے ہو الفاظ اور اسلوب بیان اختیار کیا جائے جو اصل حقیقت سے قریب تر مچابہت رکھنے والی محسوس چیزوں کے لیے زبان میں پائے جاتے ہوں یا انکا ذکر

www.pakeducationzone.com

تمثیل کے پیرائے میں آیات متشابہات کے ذریعے کیا جائے۔سورۃ آل عمران میں شروع کی آیات میں عقیدہ توحید کی بات ہوئی ہے۔ یہی مسئلہ محکم اور متشابہہ کی مثال ہے۔اتنی بات محکم ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق و مالک ہے اور وہ علم ،قدرت ،غضب ،رحمت ،سمع و بصر، زندگی ،کلام اور انتظام سے متصف ہے۔

مگر اسکی صفات کی اصل حقیقت کیا ہے۔یہ امر متشابہات میں سے ہے کیونکہ ہم ان صفات کے بیان کو بہر حال انسان میں اس قسم کی پائی جانے والی صفات پر قیاس کریں گے۔حالانکہ اصل حقیقت یہ نہیں ہے۔

۳۔اطاعت رسولؐ کی اہمیت:۔اللہ سے محبت کی کسوٹی اتباع رسولؐ سے ہی گناہوں کی معافی سے لے کر خدا کی محبوبیت تک کے مراتب حاصل ہوتے ہیں اور اطاعت خدا اور رسولؐ کے بغیر کچھ بھی نہیں ۔ اطاعت رسول سے روگردانی یا خدا اور رسولؐ سے صاف انکار دونوں برابر ہی تو ہیں۔خدا کے سچے طلبگاروں کی تسکین بھی اتباع رسولؐ میں ہے اور جعلی دعوداروں کی پہچان کا گر بھی یہی ہے۔خدا سے محبت کرنے اور خدا کی محبت ڈھونڈنے پر ہر مذہب میں زور دیا گیا ہے۔تمام روحانیت اور سچے تصوف کی بنیاد یہی ہے۔مگر خدا سے اور خدا کے پیاروں سے محبت کی آڑ میں ہی شرک اور بدعت کا کاروبار بھی چلتا ہے۔آنحضرتؐ سے ہمارا تعلق ترتیب وار پانچ مراحل میں ہے ایمان، اطاعت، اتباع، ادب اور محبت لینے کا اعلان کردیا جائے۔اطاعت یہ ہے کہ آپؐ کی اطاعت دل و جان سے کی جائے اور زندگی کے کسی معاملے میں بھی آپؐ کے پیچھے چلنے میں عار نہیں بلکہ فخر محسوس کیا جائے۔کسی کی اطاعت بغیر ایمان و اتباع کے مجبوراً بھی ہوسکتی ہے۔ایمان، اطاعت اور اتباع کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔اطاعت رسول ایمان کا پہلا امتحان ہے اور ایمان کے بلند ترین درجے یعنی محبت رسولؐ تک پہنچنے کا پہلا زینہ ہے۔اسلامی اصلاح میں اطاعت خدا اور رسولؐ کو ہی کتاب وسنت کی فرمابرداری کہتے ہیں۔

<u>(حصہ دوم الحدیث)</u>

سوال درج ذیل کا ترجمہ اور تشریح کریں۔

(الف) جن کا من جلسه ثم رجع اليه فهوا حق به.

ترجمہ:۔ جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں چلا جائے اور پھر واپس آجائے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔

تشریح:۔ اگر کوئی بھی فرد اپنی جگہ سے اٹھ کر کسی کام کے لیئے جائے اور پھر جلد واپس آجائے تو وہ اپنی سابقہ نشست پر بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔اور اس فرد کو چاہیے کہ وہ ایسی نشانی چھوڑ کر جائے جس سے دوسروں کو معلوم ہو کہ نشست مخصوص ہے۔یہ طریقہ بہتر ہے کہ اس نشست سے تھوڑی دیر تک کے لیئے اٹھ کر جانے والے شخص اپنے قریب بیٹھتے ہوئے ساتھیوں کو بتا کر جائے تا کہ جب کوئی دوسرا بیٹھنے لگے تو اسے بتایا جا سکے کہ پہلے ہی وہاں کوئی بیٹھا ہوا تھا۔اگر ایک فرد نشست نہ چھوڑے تو کافی دیر تک واپس نہ آئے تو اس فرد کا اس جگہ پر کوئی حق باقی نہیں رہا۔ساتھ ہی جو فرد بازار یا سڑک کے کسی خاص حصے میں بیٹھ کر روزانہ کاروبار کرتا ہے تو کوئی اور اسکی جگہ پر قبضہ نہ کرے کیونکہ پہلے کا حق فائق ہے۔اگر کوئی فرد مسجد کے کسی خاص کونے میں بیٹھ کر درس دیتا ہے یا فتویٰ نویسی کرتا ہے یا تلاوت قرآن کرتا ہے۔تو دوسروں کو اسکی مسند پر بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

www.pakeducationzone.com

(ب)۔ ایما رکل قال لاحیہ کافر فقد باء بھااحدھا۔

ترجمہ:۔ جس کسی شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک اس کفر کو لے کر لوٹا۔

تشریح:۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو اخوت اور اتحاد کا درس دیتا ہے اور اختلاف وانتشار کو قطعاً حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔اس نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے تمام افراد کو ایک برادری اور ملت قرار دیا۔بھائی چارے کی فضاء کو قائم رکھنے کے لیئے اس نے ضابطے اور اصول واضع کئے اور اس بارے میں ہدایات دیں۔مثلاً کسی کی دل آزاری نہ کی جائے،منہ سے کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو دوسروں کے لیئے دلسوزی کا باعث ہو کسی کو برے نام سے نہ پکارا جائے۔کسی کے عقائد پر حملہ نہ کیا جائے،کسی کے ایمان کا مذاق نہ اڑایا جائے وغیرہ۔ایسی ہی دل شکن باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیئے کافر کا لفظ استعمال بھی کیا جائے۔

رسولؐ نے فرمایا کہ

جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا کہے اور دشمن خدا وہ ایسا نہ ہو تو وہ یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ کوئی شخص کسی شخص پر نہ تو منسق کی تہمت لگائے اور نہ کفر کی ا،اس لئے کہ اگر وہ شخص ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے۔اگر کوئی دوسرے کو کافر کہتا ہے تو ایسا فرد خارج از اسلام تو نہ ہوگا لیکن گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ضرور ہوگا۔

ج۔انّ امن الشعر حکمتہ

ترجمہ:۔ یقیناً بعض شعر حکمت و دانائی کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

تشریح:۔شعر کو اس لئے ناپسندیدہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ شعر ہے شعر بھی تو کلام کی ایک قسم ہے شعر کی اچھائی یا برائی کا اندازہ اس کے نفس مضمون سے لگایا جا سکتا ہے۔مضمون اگر برا ہو تو شعر بھی برا ہوگا۔اگر اس میں اچھے اور تعمیری خیالات کو الفاظ کی لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔تو وہ قابل تحسین و آفرین ہے۔نبیؐ کے سامنے جب شعر کا ذکر کیا گیا۔تو آپؐ نے فرمایا کہ شعر کلام ہے۔اچھا کلام شعر ہے اور برا کلام شعر ہے۔حضورؐ نے ایسے اشعار کو پسند فرمایا جن میں علم و حکمت اور رشد و ہدایت کے مضامین ہوں۔چنانچہ جس شعر میں کوئی اچھی بات ہوتی تھی۔آپؐ اسکی داد دیا کرتے تھے۔ایسی شاعری کے بارے میں آپؐ نے فرمایا

"ان من الشعر لحکمتہ" بے شک بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں۔

سوال نمبر۵۔حدیث کی روشنی میں درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

ج۔(ا) **سلام کی فضیلت و اہمیت:**۔ سلام کے لغوی معنی ہیں طاعت و فرمانبراری کے لئے جھکنا۔عیوب و نقائص سے پاک اور بری ہونا کسی عیب یا آفت سے نجات پانا۔

سلام اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے۔کیونکہ اسکی ذات ہر عیب سے پاک ہے۔سلام کے مترادف لفظ سلامتہ ہے۔سلام اور سلامتہ ہم معنی الفاظ ہیں۔بعض نے سلامتہ ہے۔سلام اور سلامتہ ہم معنی الفاظ ہیں بعض نے سلامتہ کی جمع اسلام بتائی ہے۔سلام کے ایک معنی صلح کے بھی ہیں۔آپس میں سلام پھیلانا محبت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

www.pakeducationzone.com

ارشادِ نبویؐ ہے کہ:

'' اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ محبت اس شخص سے فرماتے ہیں۔ جو مخلوق سے زیادہ محبت کرتا ہے''۔

ایک مرتبہ ارشاد فرماتا ہے:

'' اسلام اللہ کے احکام بجالانے اور مخلوق خدا سے محبت کرنے کا نام ہے''۔

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۸۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

'' و اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا اوردوھا''

'' اور جب کوئی احترام کے ساتھ تم کو سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر طریقے کے ساتھ جواب دو یا کم از کم اسی طرح''

چھوٹا بڑے کو سلام کرے کیونکہ بڑوں کا احترام ضروری ہے۔ گذرنے والا فرد بیٹھے کو سلام کہے اس کے کہ راہ گزر دور سے چل کر آتا ہے۔ اور باہر سے آنے والا شخص سلام کہنے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ کم تعداد کے لوگ بڑی تعداد کے لوگوں کو سلام کریں۔ تعظیم وتکریم کا یہی تقاضا ہے۔ اگر کوئی فرد ان تمام باتوں پر عمل نہیں کرے گا وہ گناہ کا نہ ہوگا البتہ ایک افضل عمل کا تارک ہوگا۔ اگر اخلاقی اقدار کو مدنظر رکھا جائے تو لازم ہے کہ بچوں بڑوں کو سلام میں پہل کریں لیکن اگر وہ ایسا نہ کرسکیں تو پھر بڑے ان کو سلام کریں۔ شفقت کا یہی تقاضا ہے ایسا کرنے سے بچوں کی تربیت ہوگی۔ آپؐ نے شفقت ومحبت اور بچوں کی نیک تربیت کے لیئے کہا اور امت مسلمہ کے افراد کو یہ تعلیم دی کہ بڑے بچوں کو سلام کریں تاکہ ان میں سلام کرنے کی عادت پیدا ہو۔ سلام کو اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کی رسم قرار دیا ہے۔ ہر مسلمان کے لیئے لازم ہے کہ اس رسم کو عام کرے ہدایت کی گئی ہے کہ مسلم وغیر مسلم کو نیکی کی اشاعت کی تعلیم دو اگر ایک نیکی کو بھی اپنا لیں تو یہ غنیمت ہے۔ اگر خط کا آغاز اسلام علیکم سے کیا جائے تو اسے پڑھتے ہی وعلیکم اسلام کہنا چاہئے۔ **مستحب** یہ ہے کہ:

۱۔ چھوٹے بڑے کو سلام کریں ۲۔ چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کہے۔

۲۔ **استیذان**:۔ استیذان کے لغوی معنی ہیں اجازت چاہنا، اجازت طلب کرنا۔ اسلامی شریعت کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کی جائے۔ اجازت مل جائے تو اندر جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اجازت نہ ملنے کی صورت میں واپس لوٹ جائیں۔ سلام نے گھریلو زندگی میں مرمت کا احساس دلایا۔ اجازت کے بغیر لوگوں کے گھروں میں داخل ہونے سے منع کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

'' اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے گھروں کے دوسرے گھروں میں داخل نہ جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو۔ اور گھروں والوں پر سلام نہ بھیج لو۔ یہ طریقہ تمہارے لیئے بہتر ہے۔ توقع ہے کہ تم اسکا خیال رکھو گے۔ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو داخل ہو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو اور واپس ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ البتہ تمہارے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جو کسی کے رہنے کی جگہ نہ ہو اور جن میں تمہارے فائدے یا کام کی کوئی چیز ہو۔ تم جو ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو سب اللہ کو خبر ہے''۔

www.pakeducationzone.com

جب کوئی مرد کسی سے ملنے اسکے گھر جائے تو تین مرتبہ سلام کے ساتھ اجازت طلب کرے۔تین مرتبہ اجازت مانگنے پر کوئی جواب نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔

گھر کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوکر اجازت مانگنا منع ہے دروازے کی ایک طرف یعنی دائیں یا بائیں طرف ایسی جگہ پر کھڑے ہوکر اجازت حاصل کی جائے جہاں سے نگاہ گھر کے اندر نہ جائے اور بے پردگی نہ ہے۔استیذان (اجازت مانگنے) کے مسنون الفاظ یہ ہیں۔

((السلام علیکم ۔أأدخل؟))

''اسلام علیکم۔کیا میں اندر آ سکتا ہوں'' لونڈی،غلام اور چھوٹے بچوں کو اجازت لینے کی ضرورت نہیں لیکن نماز عشاء کے بعد،صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت وہ بھی بغیر اجازت داخل نہ ہوں۔

۳۔**مصافحہ و معانقہ**:۔مصافحہ ہاتھ ملانا اور معانقہ گلے لگانا،بغلگیر ہونا۔

انسانی فطرے کا تقاضا ہے اور اس سے محبت اخوت کے جذبات بھی پروان چڑھتے ہیں۔اسلام نے میل جول کے طریقے بتائے اور اس بات کی ترغیب دی ہے کہ جب دو بھائی آپس میں ملیں تو مصافحہ و معانقہ کریں۔اس سے محبت بڑھتی ہے اور کدوت دور ہوتی ہے بوسہ بھی معانقہ میں شامل ہے۔

آج بھی بعض ممالک میں رائج ہے کہ دو بڑے آپس میں جب ملتے یں تو گلے ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو بوسہ دیتے ہیں۔بچوں سے پیار ان کی ذہنی اور برقی صلاحیتوں کو جلا دیتا ہے۔ مصافحہ سنت ہے ارشاد نبویؐ ہے۔

'' تمام تحیا تکم بینکم المصافحته''

''پورا اسلام کرنا یہ ہے کہ اسلام کے بعد تم مصافحہ بھی کرو۔

ہاتھ ملانے سے پہلے اسلام علیکم کہا جائے۔ہتھیلی سے ہتھیلی ملا کر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے صرف انگلیاں ملانا درست نہیں۔مصافحہ کے بعد اپنے ہاتھوں کو چومنا جہالت اور مصافحہ کرتے وقت ایک دوسرے کے آگے جھکنا نا جائز ہے سفر سے واپسی پر موانقہ کیا کا سکتا ہے۔بچوں سے اظہار محبت و شفقت کے بہت سے طریقے ہیں اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کو بوسہ دیا جائے ایک مرتبہ جب حضورؐ نے اپنے نواسے امام حسنؓ کو بوسہ دیا تو پاس بیٹھے ہوئے ایک صحابی اقرع بن حابس کہنے لگے۔میرے دس بچے ہیں۔ میں نے تو ان میں سے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔حضورؐ نے جواب میں فرمایا ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا'' ہر چھوٹے بڑے پر رحم کرنا اور رزمی و محبت سے پیش آنا سنت نبویؐ ہے۔ نبی کریمؐ بچوں پر بھی شفقت فرماتے تھے کیونکہ بچوں سے پیار محبت انکے قلب و دماغ کو جلا بخشتا ہے اور ان کی عادات سنورتی ہیں۔

(حصہ سوئم)

سوال نمبر: المختصر القدروی کے باب الاذان میں بیان ہونے والے مسائل میں سے صرف پانچ مسائل تحریر کریں نیز مکروہات نماز میں سے

www.pakeducationzone.com

دس کی بیان کریں اور باب الجنائز میں بیان ہونے والے مسائل میں سے کوئی سے پانچ تحریر کریں۔

۱۔**باب الاذان کے مسائل**:۔پانچوں فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لئے اذان کہنا سنت موکدہ ہے ان کے علاوہ اکی اور نماز مثلاً نماز عیدین، نماز استسقاء، نماز کسوف اور دوسرے نمازوں کے لیئے اذان مشروع نہیں ہے۔

۲۔**مسئلہ میں ترجیح نہیں ہے**۔ترجیح کے لغوی معنی ہیں لوٹانا دوہرانا، یہاں ترجیح سے مراد شہادت کے دونوں کلمہ۔" اشھد ان لا الہ الا اللہ" اور اشھد ان محمد رسول اللہ" پہلے دو دفعہ آہستہ سے اور پھر دو دفعہ بلند آواز میں کہنا ہے۔

امام شافعی ترجیح کا قائل ہیں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ حضورؐ نے حضرت ابو محذورہؓ کے ترجیح کا حکم دیا تھا۔

۳۔**فجر کی آذان میں**" حی علی الفلاح کے بعد دومرتبہ الصلوۃ خیر من النوم کہنا چاہیے۔رسول اللہؐ ایک مرتبہ سو رہے تھے تو حضرت بلالؓ نے الصلوۃ خیر من النوم کے الفاظ کہے آپؐ نے ان کلمات کو اور الفاظ کو پسند فرمایا اور حکم دیا کہ ان کلمات کو فجر کی اذان میں رکھ دیا جائے۔

۴۔**اقامت** میں بھی اذان کے کلمات کہے جاتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اقامت میں حی الفلاح کے بعد دومرتبہ قد قامت الصلوۃ کہا جاتا ہے۔جبکہ اذان میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

۵۔**نماز** کا وقت کا اعلان کرنے کے لئے کہی جاتی ہے اگر وقت سے پہلے اذان ہوگئی تو لوگ اذان کی آواز سن کر نماز پڑھ لیں گے۔حالانکہ وقت سے پہلے نماز ادا کرنا درست نہیں اگر وقت سے پہلے اذان دی جائے تو دوبارہ اذان کہنی چاہیے۔

مسائل مکروہات نماز:۔

۱۔ بدن احداث اور نجاست سے پاک ہو۔

۲۔ کپڑے پاک ہوں جو کپڑے نمازی کے بدن پر ہوں جسے قمیض، پاجامہ، ٹوپی، کوٹ، شیروانی، موزے، دستانے وغیرہ ان کا پاک ہونا ضروری ہے۔

۳۔ ستر عورت چھپا ہونا ضروری ہے۔

۴۔ کپڑے اگر کسی کے ناپاک ہوں تو نجاست دور کرنے کے لیئے پانی نہ ملے تو اسی طرح نماز پڑھ لے دوبارہ پانی ملنے پر ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

۵۔ اگر کوئی برہنہ ہو یعنی پاس کپڑا نہ ہو تو بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھے۔

۶۔ دل میں نیت کرے جو پڑھنا چاہے۔

۷۔ استقبال کعبہ، یعنی قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھے

۸۔ نماز کے وقت پر نماز کو ادا کیا جائے۔

۹۔ ہر رکعت میں دو سجدے کرنا فرض ہے۔

www.pakeducationzone.com

۱۰۔ دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ادا کی جائے البتہ شروع میں "سبحانک اللّھم اور اعوذ باللہ نہ پڑھا جائے۔

باب الجنائز:۔

۱۔ جب تختے پر میت کو غسل دینا ہو تو اسے طاق مرتبہ خوشبو کی دھونی دیں۔

۲۔ میت کے سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے۔ نہ ہی میت کے ناخن اور بال کاٹے جائیں۔

۳۔ میت کو کفن پہنانے سے پہلے کفن کو طاق مرتبہ دھونی دی جائے۔

۴۔ نماز جنازہ پڑھتے وقت امام میت کے سینے کے برابر سامنے کھڑا ہو۔

۵۔ میت کی چارپائی چاروں پائے پکڑ کر اٹھائیں اور تیزی کے ساتھ چلیں، لیکن دوڑنا نہیں چاہیۓ۔

سوال نمبر ۷۔ درج ذیل میں ہر کسی پر نوٹ لکھیں۔

جواب۔ **باب الجماعۃ** :۔ اس باب میں باجماعت نماز کے مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ نماز کی امامت ایک اعلیٰ دینی مذہبی اور اہم ترین ذمہ داری ہے اس لئے امام کے انتخاب میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیۓ اور یہ فریضہ اس فرد کو سونپنا چاہیۓ جو کلی طور سے تمام نمازیوں سے اشرف ہو حضورؐ نے فرض اعوت میں اپنی نیابت اور نماز کی امامت کے لیئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو منتخب کیا جو بحیثیت مجموعی امت میں سب سے افضل ہے۔ فقہائے کرام نے امامت کی اہلیت و استحقاق کے سلسلے میں حسب ذیل درجہ بندی کی ہے۔

i۔ امامت کا سب سے زیادہ مقدار وہ فرد ہے جو سنت و شریعت کا زیادہ علم رکھتا ہو۔

ii۔ اگر سنت کا علم رکھنے میں سب سے یکساں ہو تو وہ شخص امامت کا زیادہ مقدار ہے جسے قرآن مجید زیادہ یاد ہو اور تجوید و ترتیل سے پڑھ سکتا ہو۔

iii۔ اگر قرات میں سب سے برابر ہوں تو جو زیادہ پرہیزگار ہو اسے امام بنایا جائے۔

iv۔ اگر تقویٰ میں سب سے برابر ہوں تو عمر میں جو سب سے بڑا ہو اسکو امام بنایا جائے۔

۲۔ امام کو چاہیے کہ زیادہ لمبی نماز نہ پڑھائے بلکہ کمزور، بیمار اور ضرورت مند نمازیوں کی رعایت ملحوظ رکھے۔ نبیؐ کی ہدایت ہے۔ "جب تم میں سے کوئی نماز کی امامت کرے تو اسکو چاہیے کہ ہلکی پھلکی نماز پڑھائے اس لیئے کہ مقتدی میں مریض بھی ہوتے ہیں۔ کمزور بھی اور بوڑھے بھی البتہ جب کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو جتنی چاہے طویل پڑھے۔

۳۔ اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہو اور اگر مقتدی دو ہوں تو امام کو دونوں کے آگے پیچھے کھڑا ہونا چاہیۓ۔

۴۔ مردوں کے لیۓ عورت کو نابالغ بچے کو امام بنانا جائز نہیں۔ عورت کو امام بنانا اس لیئے جائز نہیں کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے حضورؐ کا ارشاد ہے۔

www.pakeducationzone.com

''عورتوں کو پیچھے رکھو جسطرح اللہ نے انہیں پیچھے رکھا ہے۔نابالغ بچے کوامام بنانا اس لیئے جائز نہیں کہ نابالغ کی نماز نفل کی حیثیت رکھتی ہے اور فقہ حنفی کے مطابق پڑھنے والا نفل پڑھے والے کی اقتداء نہیں کرسکتا''۔

۵۔ اگر ایک نوجوان عورت ایک مرد کے پہلو میں کھڑی ہو اور وہ دونوں ایک ہی نماز میں شریک ہوں مرد امام ہو اور عورت مقتدی یا دونوں کسی اور امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو دونوں صورتوں میں مرد کی نماز ٹوٹ جائے گی۔اس مسئلے میں محرم اور غیر محرم کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

۶۔ جوان عورتوں کا نماز باجماعت میں شریک ہونا مکروہ ہے کیونکہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بوڑھی عورتیں فجر،مغرب اور عشاء کی نماز میں حاضر ہوسکتی ہیں۔امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک بوڑھی عورتیں نماز میں حاضر ہوسکتی ہیں۔

۷۔ اگر کسی فرد نے امام کے پیچھے نماز پڑھی پھر اسے معلوم ہوا کہ امام بے وضو تھا تو وہ نماز کا اعادہ کرے۔

۸۔ اگر کسی فرد نے بھول کر یا جان بوجھ کر نماز میں بات کی تو اسکی نماز ٹوٹ جائے گی۔

۹۔ اگر کوئی فرد نماز کی حالت میں سو جائے اور سوئے ہوئے ایسے احتلام ہو جائے یا نماز کی حالت میں پاگل ہو جائے یا بے ہوش ہو جائے یا قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تو ان صورتوں میں اسکا بھی وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔اور نماز بھی لہذا از سرِ نو وضو کرکے نماز پڑھے گا۔

۱۰۔ اگر کوئی فرد پانی نہ ملنے کی بناء پر تیمم کرکے نماز پڑھ رہا ہو تو اور دوران نماز اسے پانی پر قدرت حاصل ہو جائے تو اسکی نماز باطل ہو جاتی ہے۔کیونکہ پانی نہ ملنے کے عذر کی وجہ سے تیمم سے طہارت حاصل ہوتی ہے۔جب عذر ختم ہوگیا۔تو طہارت بھی جاتی رہی اور ساتھ ہی نماز باطل ہوگئی۔

۲۔ **صلاۃ استسقاء:۔** استسقاء کا لغوی معنی ہے پانی طلب کرنا اور سریعت کی نماز کی اصطلاح میں نماز استسقاء سے مراد نماز ہے جو خشک سالی کے ایام میں بارش طلب کرنے کے لیئے پڑھی جاتی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز استسقاء باجماعت مسنون نہیں۔امام صاحب کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ ایسی سنت نہیں جس پر آنحضرتؐ کا دائمی عمل رہا ہو۔بلکہ آپؐ نے کبھی بارش کے لیئے بغیر نماز کے دعا فرمائی۔کبھی فرض نمازوں بعد اور کبھی آبادی سے باہر جا کر جماعت نماز اور خطبہ و دعا کی صورت میں بارش طلب فرمائی لہذا باجماعت نماز استسقاء سنت نہیں بلکہ مسنون ہے اگر لوگ انفرادی طور پر استسقاء پڑھیں یا صرف استغفار و دعا پر اکتفا کریں تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ استسقاء کا اصل مقصد اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اور باران رحمت کے لیئے دعا کرنا ہے اور یہ مقصد نماز کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

صاحبین فرماتے ہیں کہ امام دو رکعت نماز پڑھائے اور دونوں میں بلند آواز سے قرآت کرے پھر خطبہ دے اور قبلہ رو ہو کر دعا مانگے امام مالکؒ اور شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔دعا کے درمیان امام اپنی چادر الٹے اور مقتدی اپنی چادر نہ الٹیں۔یہ صاحبین کا ایک مسلک ہے امام ابوحنیفہؒ چادر الٹنے کو مسنون قرار نہیں دیتے۔امام مالک،امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک چادر الٹیں گے۔چادر الٹنے کے ایسے عمل کو فقہ کی اصطلاح میں ''قلب ردار'' کہتے ہیں۔اور یہ احادیث سے ثابت ہے قلب ردائے کا یہ عمل

www.pakeducationzone.com

تبدیل احوال کے لیئے نیک فال کے طور پر کیا جاتا ہے کہ اے اللہ جس طرح ی چادر الٹ گئی ہے اسی طرح تو بارش نازل فرما کرصورت حال بالکل بدل دے گویا ہاتھ اٹھانے کا یہ عمل بھی دعا کا ایک جزو ہوتا ہے۔ چادر الٹنے کا طریقہ اس طرح ہے کہ امام قبلہ رو ہو اور ایک چھوٹی چادر اپنے کندھوں پر ڈالے۔ پھر دونوں ہاتھ پیٹھ کر پیچھے لے جا کر دائیں ہاتھ سے چادر کا نچلا بایاں کونا پکڑے اور بائیں ہاتھ سے نچلا دایاں کونا پکڑے پھر دونوں ہاتھ گھما کر چادر کے دونوں نچلے کونے کندھوں پر لے آئے تاکہ چادر کا نیچے والا حصہ اوپر آ جائے اور پھر اوپر والا نیچے چلا جائے اور دائیں جانب والا حصہ بائیں جانب چلا جائے۔ اور بائیں جانب والا دائیں جانب آ جائے اور زندگی کی جانب باہر ہو جائے اور باہر ہو جائے اور باہر کی اندر ہو جائے۔

سوال نمبر ۸۔ سانحہ کربلا بالتفصیل بیان کریں۔

ج۔ __سانحہ کربلا__:۔ **یزید** امیر معاویہؓ کے انتقال کے بعد 60 ہجری میں خلیفہ بنا۔ یہ 26ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت امیر معاویہؓ شام کے حکمران تھے۔ اسکی پرورش نہایت شاہانہ ماحول میں بڑے نازونعم سے کی گئی تھی۔ اسکی طبیعت شروع ہی سے عیش پسندی کی طرف مائل تھی۔ یہ ان تمام ان فضائل ومحاسن سے یکسر عاری تھا۔ جنکا ایک بڑے حکمران میں پایا جانا ضروری تھا۔ اسکے مختصر چار سالہ عہد میں کوئی بھی تعمیری کام نہ ہوا بلکہ اس نے ایسے کام کیئے جو تاریخ کے چہرے پر بدنما داغ ہیں۔ یزید کے عہد میں تین واقعات ایسے ہوئے جن کو اسکے سیاہ کارناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

پہلا واقعہ کربلا، دوسرا واقع حرہ اور تیسرا واقع کعبہ پر سنگ باری ہے۔

اس میں سے واقعہ کربلا سب سے اہم بھی ہے یزید اقتدار کو سنبھالتے ہی ان لوگوں سے بیعت لینا چاہی جنھوں نے امیر معاویہؓ کے زمانے میں اس کے لئے بیعت نہ کی تھی۔ ان میں امام حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ شامل تھے۔ اسکو زیادہ خطرہ امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ سے تھا کہ اگر انہوں نے دعوی خلافت کر دیا تو لوگ ان کے ساتھ مل جائیں گے۔ ان حضرات نے اسکی بیعت نہ کی اور مکہ چلے گئے۔

مکے میں امام حسینؓ کو کوفیوں نے خط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی تا کہ آپ وہاں سے خلافت اسلامیہ کے قیام کی جدوجہد کا آغاز کر سکیں۔ امام حسینؓ نے مسلم بن عقیل کو تمام حالات کا جائزہ لینے کی لئے کوفہ بھیجا۔ ابتداء میں بارہ ہزار کوفیوں نے مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حالات سازگار دیکھ کر مسلم بن عقیل نے امام حسینؓ کو کوفہ آنے کے لیئے لکھ دیا۔ امام حسینؓ اپنے اہل و عیال اور عزیز و اقارب کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ لیکن راستے میں انھیں مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر مل گئی۔ مسلم بن عقیل کے ساتھ کوفیوں نے غداری کی اور عبداللہ بن زیاد والی کوفہ کے ساتھ مل گئے تھے۔

راستے میں مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر ملی تھی۔ امام حسینؓ متردد ہوئے لیکن مسلم کے بھائیوں نے سفر جاری رکھنے پر زور دیا۔ مقام ذی چشم پر حر بن یزید تمیمی نے امام حسینؓ کا راستہ روکا اور انھیں زیاد کے حکم پر کربلا میں اتر جانے پر مجبور کر دیا اور بیعت پر اصرار کیا مگر امام حسینؓ نے بیعت نہ کی تو سات محرم کو پانی بند کر دیا۔ ۱۰ محرم کو یزیدی فوجوں نے ۷۲ نفوس پر مشتمل حسینی لشکر کا آمنا سامنا ہوا۔ عصر تک امام

www.pakeducationzone.com

حسینؓ کے تمام ساتھی اور عزیز شہادت پا چکے تھے امام حسینؓ تنہا رہ گئے تھے۔انھیں یزیدی فوج نے گھیر لیا اور جبکہ آپؓ زخموں سے چور اپنے خالق کے حضور سجدہ ریز ہو گئے تو زرعہ بن شریک عقیمی نے آپؓ کا سر تن سے جدا کر دیا۔یہ واقعہ ۱۰ ہجری ۶۱ ھ بمطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء کو پیش آیا۔

سوال نمبر ۹۔بنو عباس کے دور میں علم فقہ اور علم تاریخ پر ہونے والے کام کا تفصیل جائزہ لیں۔

ج۔**علم فقہ**:۔خلافت عباسیہ میں فقہ کی تدوین کا نام شروع ہوا اس عہد میں سب سے پہلے فقہ پر کام کرنے والے امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ ہیں۔فقہ کے سلسلے چار بڑے نام امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے ہیں۔ان ائمہ اربعہ نے عہد عباسیہ میں ضروریات وقت کے نام کے لحاظ سے فقہ اسلامی مدون ہوا اس عہد میں اہل سنت کے فقہاء دو بڑے گروہ بھی وجود میں آئے۔ایک اہل حدیث جو سنت نبوی کی پیروی کرتے تھے۔اور رئے اجتہاد سے گریز کرتے تھے انکا تعلق زیادہ تر حجاز سے تھا اسکی قیادت امام مالک بن انسؒ کر رہے تھے۔آئمہ اربعہ نے فقہ کی ایسی بنیادیں قائم کر دیں اور ایسے اصول مرتب کر دیے جن میں سے بعد میں پیش آنے والے مسائل اور مشکلات حل کرنے میں مدد لی جا سکتی ہے۔عام معتدل زندگی کو با قائدہ اور شرعی راہنمائی کے ساتھ گزرا جا سکتا ہے۔

آئمہ نے فقہ کی تدوین کے سلسلے میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ہزاروں مسائل کے حل کیے لیئے امام ابو حنیفہ نے ۸۳ ہزار مسائل اپنی زبان سے بیان کیے۔ان میں سے ۸۰۰۰ کا تعلق عبادات اور ۴۵۰۰ کا تعلق معاملات سے ہے۔۔ان کے شاگردوں نے بھی اس سلسلے میں بہت کا کیا ہے۔امام ابو حنیفہ کے بعد امام شافعیؒ دوسرے بڑے امام ہیں ان کی فقہ شافعیہ کہلاتی ہے۔انہوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھیں۔خصوصاً کتاب الام بہت مقبول ہوئی۔۔انہوں نے اصول احکام بھی مرتب کیے ان کی کتب میں کتاب اختلاف الحدیث اور مسند امام شافعی ہیں۔امام شافعی کے شاگردوں میں احمد بن حنبل ، داؤد ظاہری، ابو ثور بغدادی، ابو جعفر طری، ابو یعقوب بویطی، اسماعیل حربی، اور ربیع بن سلیمان مرادی ہیں۔ان کے علاوہ ابو اسحاق جنہوں نے کتاب مہذب لکھی اور ابو حامد غزالی جنہوں نے علم واصول فقہ و فلسفے کی مشہور کتابیں المتصفی، ابوجیز، احیاء علوم الدین وغیرہ لکھیں۔ان سب کا تعلق عہد بنو عباس سے تھا۔

اسی طرح امام مالکؒ ہیں جنہوں نے فقہ کی طرز پر ابوب قائم کر کے اپنی کتاب موطا لکھی جو احادیث کا بہترین مجموعہ ہے۔ان کے شاگردوں میں اسد بن الفرات، عبدالسلام التنوی عرف سخنون، عبدالرحمٰن بن قاسم، عبداللہ بن وھب اور اشہب بن عبدالعزیز قیبی ہیں۔انہوں نے فقہ مالکی قائم کیا۔اس سب کا تعلق عہد بنو عباس سے تھا۔امام احمد بن حنبل چوتھے مزہب فقہ کے بانی تھے۔آپ نے زیادہ تر احادیث مسند امام احمدؒ میں جمع کیں۔انکے مقلدین میں فقہ حنبلی بہت پروان چڑھا۔عہد عباسیہ میں آٹھ مختلف مقلدین میں کتابیں لکھیں مثلاً ابو بکر بن ہانی نے "السس فی فقہ" لکھی۔ابو القاسم خرقی نے "المختصر موفق الدین فدامہ نے المغنی لکھی۔

علم التاریخ:۔ اسلامی تاریخ کی تدوین کا کام عہد بنو عباس میں شروع ہوا عہج عباسیہ کے سب سے بڑے مورخ محمد بن اسحاق تھے۔ان کا زمانہ دوسری صدی ہجری ہے۔محمد بن اسحاق نے تاریخ میں ست سے پہلی کتاب " السیرة " و المتراء والمغازی" لکھی۔

www.pakeducationzone.com

دوسری صدی ہجری میں ایک نام عمر بن واقدی کا ہے واقدی نے ''المغازی'' فتح العجم ''سیرت ابی بکرؓ مقتل الحسین اور فتح مصرو اسکندریہ جیسی کتابیں لکھیں۔ مغازی کے سلسلے میں واقدی مقامات غزوات کا خود جا کر مشاہدے کرتے تھے اور پھر کتاب لکھتے ۔

دوسری صدی میں محمد ابن اسعد الزہری کا نام قابل ذکر ہے ان کو سیرت و مغازی کے فن میں مہارت حاصل تھی۔ انہوں نے تاریخ السلام'' الطبقات الکبیر'' کے علاوہ الطبقات الصغیر لکھی ۔ تیسری صدی ہجرت کے آغاز میں کاغذ کی ایجاد نے علم تاریخ پر بہت اثر ڈالا۔ اس تیسری صدی کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ مختلف علاقوں کے علماء اپنی مقامی روایات کو بھی جمع کرنے لگے۔ تیسری صدی کے مورخین میں ابوحنیفہؒ دینوری ہیں۔ علم تاریخ میں انکی کتاب اخبار الطوال بہت مشہور ہے۔ ابن قتیبہ کا تعلق بھی ایسی صدی ہجری سے ہے۔ ان کا شمار نامور مؤرخین میں ہوتا ہے۔ علم التاریخ میں انکی کتابیں المعارف اور الامامتہ السیاستہ مشہور ہیں۔ چوتھی صدی میں علم التاریخ نے بہت ترقی کی۔ اس عہد میں ایک بڑی تبدیلی یہ ہوئی کہ اسناد کا ذکر کرنے کی بجائے مختصراً ماخز کا ذکر کر دیا جاتا۔ بعد کے مورخین نے اکثر اوقات اسناد کا ذکر بالکل ترک کر دیا۔ ممتاز مورخین ہر فہرست المودودی تھے۔

پانچویں اور چھٹی صدی میں تاریخ نویسی کا کام جاری رہا۔ اس دور میں جن لوگوں نے علم تاریخ پر قلم اٹھایا وہ اپنے دور کے نامور محدث اور جید علماء تھے۔ جس عہد میں جو تاریخ لکھی گئی ۔ وہ اپنے اپنے زمانے کا ایک واقعاتی سا سلسلہ تھا۔ چھٹی صدی کے مورخین میں ابن جوزی اہمت کے حامل ہیں۔ ان کی کتاب ''المنتظم'' تاریخ اور سوانح کا ایک بے مثال نمونہ ہے۔ عہد بنو عباس میں علم تاریخ میں بہت کام ہوا۔ بے شمار کتابیں لکھیں گئیں جو اس دور کے حالات کی آئینہ دار بھی ہے۔

www.pakeducationzone.com